

گلِ رعنا

تالیف

میرزا اسد اللہ خان غالب

(مطبع ۱۸۶۸ء)

تصحیح و تخریق

سید وزیر احسن عابدی

۷۸

ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاه پنجاب، لاہور

گلِ رعنا

تالیف

میرزا اسد اللہ خان غلاب

(سنہ ۱۸۶۸ء)

ترمیم و تحقیق

سید وزیر احسن عابدی

ادارۂ تحقیقات پاکستان، دانشگاه پنجاب، لاہور

المشاورات ادارۃ تعلیمات پاکستان

شمارہ ۱۰۱

تشکر

ادارۃ تعلیمات پاکستان متروکہ اوراق نور ،
حکومت پاکستان کی مالی امداد کا ممنون ہے
جس کی وجہ سے ادارے کے لیے تعلیم و
تالیف کا کام آسان ہو گیا ۔

طابع : سید انصارالحسن رضوی

مطبوعہ : مطبع عالیہ ۵/۱۰۰ نمبر روڈ ، لاہور

طبع اول : دسمبر ۱۹۶۹ء

قیمت : ۱۰۰ روپے

پیش لفظ

غالب کے منتخب اردو اور فارسی کلام کا اولین مجموعہ ”گل رعنا“ اب ایک تعالیٰ غالب کا گویہ گم شدہ اور غالیات کا حلقہ مفلوہ رہا ہے۔ البتہ کچھ مدت پہلے ہندوستان میں ڈاکٹر غالب کے نامور معتمد مالک رام صاحب کو اس کا ایک خطی نسخہ ملا تھا، جس کا انھوں نے اپنے دو گرانقدر مقالوں میں تعارف کرایا ہے۔ اس سے پہلے ادبی حلقوں میں اس کتاب کے جزو اول کے چند اوراق کی شہرت تھی، جو مولانا حسرت موہانی مرحوم کے پاس تھی، لیکن وہ بھی منظر عام پر نہ آسکے۔ اب ”گل رعنا“ کتابی صورت میں پہلی مرتبہ ادارہ تحقیقات پاکستان کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔

زیر نظر نسخے کے مرتب میر وزیر الحسن شاہی دہلوی اور صاحب نظر محقق ہیں۔ نوافذ غالب کی انہیں خاص طور پر تلاش رہی ہے، لیکن ان کا فرمانا ہے کہ ہمیں خوش قسمتی تھی کہ انھیں لاہور میں ”گل رعنا“ کے دو ایسے مستند نسخوں تک رسائی حاصل ہو گئی، جن میں سے ایک غالب کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور دوسرا غالب کے ایک دوست کا تحریر کردہ ہے، جس نے غالب سے کتاب لے کر اچھے نقل کیا تھا۔

مرتب نے ان خطی نسخوں کے علاوہ بعض اور دوسرے اہم معاصر ماخذوں سے بھی کتاب کے متن کا مقابلہ کر کے تحقیقی حواشی لکھے ہیں، نیز مقدمے اور تعلیقات میں اہم معلومات جمع پہنچائی ہیں۔ مجھے دل حسرت ہے کہ غالب کی میر جالہ برسی کی تقریب میں ادارہ تحقیقات پاکستان دلدادگان غالب کی خدمت میں ایک ہدیہ لافز پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

اوراق گل

۱	از لاکٹر شیخ ہد اکرام سطرۃ امتیاز	پیش لفظ
۱-۵	از مرتب	مقدمہ
۱-۹	گل بدست و گرائی	
۲-۱	دیباچہ گل	
۲-۵	ترتیب و رسوم گل	
۲-۸	گل اور بزرگ غالب	
۳-۵	گل اور نقش ہائے رنگ رنگ	
۳-۹	گل اور غالب	
۳-۸	شاع گل	
۶-۱	گل اور بادشاہ	
۶-۴	گل اور سخن گستران پیشین	
۶-۵	نظم گل	
۸-۱	از مرثیہ	سپاس گل
۱		دیباچہ
۱-۱	دیکھو فہرست (۶ تا ۱۲ اوراق گل)	دو اول - اردو
۶-۸		دو دوم - فارسی
۱-۱۹		خاتمہ
۱-۲۹	از مرثیہ	کتاب : تعلقات و مراسم
۲-۳۱	بادشاہت	
۲-۳۹	ضمیمہ اول :	
	گل رخت اور تہی و رخت	
۲-۴۴	داد غالب	
۲-۵۰	ضمیمہ دوم :	
۲-۵۴	گل آشتی نامہ غالب	
۲-۶۵	ضمیمہ سوم	
۲-۶۸		خاتمہ نامہ

اوراق گل

۱	از لاکٹر شریعہ اکرام سطرۃ امتیاز	پیش لفظ
۱-۳	از مرتب	مقدمہ
۱-۹	گل بدست و گرائی	
۲-۱	دیباچہ گل	
۲-۵	ترتیب و رسوم گل	
۲-۸	گل اور بزرگ غالب	
۳-۲	گل اور نقش ہائے رنگ رنگ	
۳-۶	گل اور غالب	
۳-۸	شاع گل	
۶-۱	گل اور بادستغاب	
۶-۴	گل اور سخن گستران پیشین	
۶-۵	نظم گل	
۸-۱	از مرثیہ	سپاس گل
۱		دیباچہ
۱-۱	دیکھو فہرست (۶ تا ۱۲ اوراق گل)	دو اول - اردو
۶-۸		دو دوم - فارسی
۱-۱۹		خاتمہ
۱-۲۹	از مرتب	کتاب : تعلقات و مراسم
۲-۳۱	باددعوت	
۲-۳۶	ضمیمہ اول :	
	گل رخت اور تہی و رخت	
۲-۴۴	داد غالب	
۲-۵۰	ضمیمہ دوم :	
۲-۵۴	{ آتش نامہ } غالب	
۲-۶۵	ضمیمہ سوم	
۲-۶۸		خاتمہ نامہ

اردو کلام

۱۱	۱ - غمیر کا
۱۱	۲ - سوت + لہا
۱۱	۳ - فرمانویں + لے گیا
۱۲	۴ - پریشانی لہلا
۱۲	۵ - (نکار) فرما + چل گیا
۱۳	۶ - نبرد + لہا
۱۳	۷ - وضو + کا
۱۳	۸ - راضی + نہ ہوا
۱۵	۹ - اہتمام + اس کا
۱۵	۱۰ - شہد + چہرا
۱۵	۱۱ - راز + کا
۱۶	۱۲ - تہناب + لہا
۱۷	۱۳ - تہاکن + ہوتا
۱۷	۱۴ - (ساتھی) خانہ + لہا
۱۷	۱۵ - تہواروں کا
۱۸	۱۶ - کیا + کیا
۱۹	۱۷ - طرز + لہا
۱۹	۱۸ - (ونکیوں) لوائیہ کا
۲۰	۱۹ - بدگمان + ہو جانے کا
۲۰	۲۰ - بیجا + کا
۲۰	۲۱ - ہر + ہوا
۲۱	۲۲ - زلفانی + سمجھا
۲۱	۲۳ - یاد + آیا

۱۱	۲۳ - بھانگر : اندھ بھانگر
۱۲	۲۴ - پانچوس : تھپا
۱۳	۲۵ - قایل : تھپا
۱۴	۲۶ - گنگا : گنگا
۱۵	۲۷ - گنگا : گنگا
۱۶	۲۸ - گنگا : گنگا
۱۷	۲۹ - گنگا : گنگا
۱۸	۳۰ - گنگا : گنگا
۱۹	۳۱ - گنگا : گنگا
۲۰	۳۲ - گنگا : گنگا
۲۱	۳۳ - گنگا : گنگا
۲۲	۳۴ - گنگا : گنگا
۲۳	۳۵ - گنگا : گنگا
۲۴	۳۶ - گنگا : گنگا
۲۵	۳۷ - گنگا : گنگا
۲۶	۳۸ - گنگا : گنگا
۲۷	۳۹ - گنگا : گنگا
۲۸	۴۰ - گنگا : گنگا
۲۹	۴۱ - گنگا : گنگا
۳۰	۴۲ - گنگا : گنگا
۳۱	۴۳ - گنگا : گنگا
۳۲	۴۴ - گنگا : گنگا
۳۳	۴۵ - گنگا : گنگا
۳۴	۴۶ - گنگا : گنگا
۳۵	۴۷ - گنگا : گنگا
۳۶	۴۸ - گنگا : گنگا
۳۷	۴۹ - گنگا : گنگا
۳۸	۵۰ - گنگا : گنگا
۳۹	۵۱ - گنگا : گنگا
۴۰	۵۲ - گنگا : گنگا
۴۱	۵۳ - گنگا : گنگا
۴۲	۵۴ - گنگا : گنگا
۴۳	۵۵ - گنگا : گنگا
۴۴	۵۶ - گنگا : گنگا
۴۵	۵۷ - گنگا : گنگا
۴۶	۵۸ - گنگا : گنگا
۴۷	۵۹ - گنگا : گنگا
۴۸	۶۰ - گنگا : گنگا
۴۹	۶۱ - گنگا : گنگا
۵۰	۶۲ - گنگا : گنگا

- ۴۰ - ۵۱ - حوالہ : کہانی
- ۴۵ - ۵۲ - ایشیا : کہنوں
- ۴۵ - ۵۳ - (تاکو) مکتبی : ایک خط
- ۴۵ - ۵۴ - تصویر : نوری
- ۴۶ - ۵۵ - لوسید : نوری
- ۴۷ - ۵۶ - مغرب : چین
- ۴۷ - ۵۷ - گریٹ : ہولی
- ۴۷ - ۵۸ - مکتبہ : نوری
- ۴۸ - ۵۹ - ایف : نوری
- ۴۹ - ۶۰ - (آلین) خلیفہ : ہولی
- ۴۹ - ۶۱ - ہٹا : پانڈیٹری
- ۴۰ - ۶۲ - زائر : ہولی
- ۴۰ - ۶۳ - تین : ہولی
- ۴۱ - ۶۴ - آفا : کہہ ہولی
- ۴۱ - ۶۵ - بہت : ہولی
- ۴۲ - ۶۶ - (نیر) ہم : ہم کو
- ۴۲ - ۶۷ - ظاہر : ہم کو
- ۴۳ - ۶۸ - ملوان : آلیا
- ۴۴ - ۶۹ - سکات : ہاچی
- ۴۵ - ۷۰ - حوک : ہولی
- ۴۵ - ۷۱ - چہائی : ہے
- ۴۵ - ۷۲ - حوالہ : ہے
- ۴۶ - ۷۳ - مغرب : ہے
- ۴۶ - ۷۴ - نواز : ہے
- ۴۶ - ۷۵ - ہر : کا ہے
- ۴۷ - ۷۶ - (تاکو) : ہو گئی
- ۴۷ - ۷۷ - وحشت : ہولی

- ۳۸ - ۸۸ - شراب : ہے
- ۳۸ - ۸۹ - بھا : بھینے
- ۳۸ - ۹۰ - دل : دلی ہے
- ۳۹ - ۹۱ - شہر : کی
- ۳۹ - ۹۲ - نظر آئی : ہے
- ۴۰ - ۹۳ - ہم : ہوتے
- ۴۱ - ۹۴ - یوں : چراغ کھلتے ہے
- ۴۱ - ۹۵ - نوش : ہے
- ۴۱ - ۹۶ - قرار : نہیں ہے
- ۴۲ - ۹۷ - گل : ہے
- ۴۳ - ۹۸ - ڈاکو : بھیجے
- ۴۳ - ۹۹ - ملحق : نہ ہو
- ۴۴ - ۱۰۰ - اقم : آگے
- ۴۴ - ۱۰۱ - کیا : میری
- ۴۵ - ۱۰۲ - (نشد) یوں : مانگے
- ۴۵ - ۱۰۳ - لہو : کی
- ۴۶ - ۱۰۴ - زلف : چاہیے
- ۴۶ - ۱۰۵ - کھنچا : دایے
- ۴۷ - ۱۰۶ - کمالی : ہے
- ۴۷ - ۱۰۷ - نرسا : کرے
- ۴۷ - ۱۰۸ - آب : تو ہے
- ۴۸ - ۱۰۹ - گار : ہنر ہے
- ۴۸ - ۱۱۰ - اعظم : ہے
- ۴۸ - ۱۱۱ - لہجہ : ہے
- ۴۸ - ۱۱۲ - نکاح : نہ کہیں
- ۴۹ - ۱۱۳ - (گراں) جانی : بھیجے
- ۴۹ - ۱۱۴ - (کھنچا) جائے : ہے

۶۵	۱۰۵ = بھانک ہو گئے
۶۰	۱۰۶ = چوہیلو + غصہ ہے
۶۱	۱۰۷ = تراشے + غصہ ہے
۶۱	۱۰۸ = روا + کرے کوئی
۶۱	۱۰۹ = تصور + چتر ہے
۶۲	۱۱۰ = لڑا + ہے مجھ
۶۲	۱۱۱ = (حوالہ) سنگین + ہے
۶۲	۱۱۲ = انتظار + ہے
۶۶	۱۱۳ = برا آگے
۶۳	۱۱۴ = اچھا + کہوں جسے
۶۳	۱۱۵ = مرہاں + ہے
۶۳	۱۱۶ = چتر + ہے
۶۳	۱۱۷ = سوان + کئیہ ہوتے

فارسی کلام

شماره	موضوعات متفرق	فایده و ردیف	صفحه
۱ -	تصویر :	(دانش) انشائی	۹۹
۲ -	قطعه :	دانش ، کتب	۱۰۵
۳ -	قطعه :	پایان من	۱۰۸
۴ -	مشق :	در وصف کاشی (پارسی)	۱۱۱

شماره	شعر	موضوعات	صفحه
۱ -	نو چارم ، می توان کشش		۹۲
۲ -	ما ، را		۹۳
۳ -	چام ، یاز		۹۴
۴ -	بارت		۹۵
۵ -	خودت ، دستم ایچ		۹۶
۶ -	سر ، دارم		۹۷
۷ -	شیرین ، شادمان		۹۸
۸ -	لیاز ، بارت بوم		۹۹
۹ -	کیم ، ما		۱۰۰
۱۰ -	آرزو ، گفتد		۱۰۱
۱۱ -	انتظار ، ما		۱۰۲
۱۲ -	در ، آینه		۱۰۳
۱۳ -	بودش ، کافله است		۱۰۴
۱۴ -	وفا ، ریزد		۱۰۵
۱۵ -	فشار ، ست		۱۰۶
۱۶ -	زله ، خوابها ، ست		۱۰۷

۱۰۸	چرخ آید	- ۱۵
۱۰۹	بر کفران و غولیم شدن	- ۱۸
۱۱۰	ایمان و راستی	- ۱۹
۱۱۱	ایمان و بر خیزد	- ۲۰
۱۱۲	کسب و پا	- ۲۱
۱۱۳	پوشید و ما	- ۲۲
۱۱۳	پوداخته و ما	- ۲۳
۱۱۵	راحمه و است استسب	- ۲۴
۱۱۵	نگار و نوبست	- ۲۵
۱۱۶	نقا و می آید	- ۲۶
۱۱۸	ندم و شکر	- ۲۷



مقدمہ

گل رعنا

دیباچے میں اپنی اس تالیف کا ثعالب کراتے ہوئے ثعالب نے لکھا ہے : ہر آئینہ میں چھٹائی را دو در بروری ہم آشتوم ۔ ثعالبین دو را با ثعالبی بکوبر آشتوم ۔ دومین در چون آفتاب درق بروری ہارسیان راست و نام این سفید برآں آشتابان گل رعنا ۔ " اس نام میں یہ نکتہ پنہاں ہے کہ جس طرح اس بقول میں جس کا نام گل رعنا ہے دو رنگ ہوتے ہیں ، اسی طرح اس مجموعے میں ثعالب کے گردو کلام کا انتطاب نہیں ہے اور فارسی کلام کا بھی ۔ گل رعنا میں دو رنگ زرد اور سرخ ہوتے ہیں ۔

مولد الفضلاء میں ہے : " گل دو روی نام گلے کہ ہم زرد است و ہم سرخ " ۔ یہی فرہنگ امین آوازی لاصری میں ملتا گیا ہے یعنی " گل، دو روی گلے است یکدوی زرد و دوی دیکو سرخ۔ " گل دوروی کا اعراسی فرہنگ الفوج میں اس طرح کرایا گیا ہے : " گل دوروی گلے است یک روی کن زرد و دوی دیکو سرخ و آرا گل رعنا و رعنا خوانند۔۔۔ " اسی فرہنگ میں گل رعنا کا ایک اور نام " لالہ دو روی " درج ہے ۔ چار حجم میں گل رعنا پر وحشی (بھٹی) بروری کرمانی کا ایک شعر بھی ملتا ہے :

بلبل آن بد کہ فریب گل رعنا بخورد
کیم دوروی است و قادری ہارای دو رنگ

یہ شعر لفظ دو رنگ کی شرح کے ضمن میں آیا ہے دیوانہ ظہوری میں بھی یہی ایک شعر ملا ہے :

حاضر مدعیان خوش ، گل است چہدہ
از دورنگان لشدیم آن گل رعنا مشکف

اس بقول کا کوہا حصہ سرخ اور کون سا ارد ہوتا ہے اس کے بارے میں چار حجم میں ایک اشارہ گل دو روی کے تحت ملتا ہے :

"کئی حسرت کہ اندر دلی سرخ و بیرون زرد پائند۔" لیکن اس پہول کی جو تصویر ترے صلیب کے شعرا کے کلام میں محفوظ ہوئی ہے اس میں اس پہول کی بیچ کی پنکھڑیاں زرد اور ارد گرد کی سرخ ہیں اور یہ پہول کچھ اس وضع کا ہے کہ زرد پنکھڑیوں والا دائرہ کا حصہ اور کو آٹھا ہوا ہے اور ارد گرد کی قرمزی سرخ پنکھڑیاں اس کے کئی لمبے اور نیچے کو چھتی ہوئی یا لٹکی ہوئی ہیں۔ اٹھارویں صدی کے ایک اردو شاعر پھلو کا شعر ہے :

سر پہ نساں ہستی تو میں چاند قرمزی

کھمب گیا دل میں ہارے اس گل دھنا کولنگ

(آزاد گرا گل عجائب)

اس دور کے شاعر ایجاد کا بھی ایک شعر ہے : جس سے ان دو رنگوں کی مرید مصنفین ہو جاتی ہے :

دورنگ دیکھ کر پیری تھے دل میں بہ درد آئے

ہر ایک آنسو گل دھنا سا پیرا سرخ و زرد آئے

اٹھارویں صدی میں قبیل کے ایک فارسی شعر میں بھی اس پہول کی وہی تصویر ہے جو پھلو کے اردو شعر میں ملتی ہے :

داخت سر انگشت عشق بند او شمع رنگ

ہر مزار آند جو شمشاد آن گل دھنا مرا

زرد اور سرخ پنکھڑیوں کے اس طرح کے پہول اور دوسرے دو رنگی پہول پھلوں کے کئی محاذوں میں ملتے ہیں مثلاً نورگس : سورج سبھی گل عباس اور گل داؤدی ۔ ان میں گل داؤدی کی ایک قسم یہ ہو رہی ہے جو پھلو کے شعر میں سامنے آتی ہے ۔ علم نباتات کی تاریخ میں گل داؤدی کا سفر دیا گیا ہے جس سے شروع ہوتا ہے اور سرخواری عشق حسوی میں یہ پہول انگلستان میں اور وہاں سے دوسرے ملکوں میں پہنچتا ہے اور ہر صلیب پاک و ہند میں بھی آتا ہے ۔ پھلو اور ایجاد کے زمانے میں وہی میر اور موصی کے دور میں چم خام ہو چکا ہوگا اور گل دھنا ہے جس پہول مراد ہوگا اس لیے کہ اسے لانا دو روی میں کیا گیا ہے اور لائے کی پہل میں نورگس اور سورج سبھی وغیرہ نہیں آتے۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی ضروری ہے کہ فارسی کے شعرائے متقدمین کے ہاں گل دھنا دو رنگی پہول کا نام ہے ، ایک کمالی طور پر غرضی رنگ اور شاداب پہول کے لیے استعمال ہوا ہے جیسا کہ سعدی شیرازی کے اس شعر میں :

سعدیا غفاریہ میراب لکھتے ہوئے
وقت غرض درد و غم و گنجے رہا شد

فارسی میں لفظ 'وہابی' کی دلائل ہیں اسی طرح کی ہے۔
چنانچہ مسلمانوں کے کلام میں اس لفظ کے معنی دو رکعتیں ہیں اور ہر
غائب ہونے کے ہیں۔ عربی شیعہ لفظ کے اس مشہور شعر میں 'وہابی'
ہائے اوردیک اس مفہوم میں استعمال ہوا ہے :

مرو بمانید گردی کہ زوی و شہادت
ہر وقتی مطلب کافی ایس وہابیت

ترجمہ: کہ ایس ویکرائی ہوا چاہیے تھا ، اس لیے کہ ہر ایس جو
ظاہری ہوا ترک ہو چکا ، لیکن عربی اس مطلب کی طرف متوجہ کرنا
چاہتا ہے کہ جب تک نفس مستغرق نہیں ہوا ترک ایس کے باوجود
ظاہر و باطن کی دو راہی باقی ہے اور وجود ہر ایس میں اللہ وجود ہے۔
اس خاص معنی کے علاوہ 'وہابی' یعنی خود آرا اور 'وہابی' یعنی
خود آرائی متقدمین کے ہاں عام ہے اور مسلمانوں کے ہاں بھی
مطابق ہے۔

ہونے کی

غالب نے اپنے فارسی اور اردو کلام کا خطاب کلی رہا ہے
نام ہے لکھنے کے تمام کے عورتوں میں مرثیہ کیا تھا اور
ستمبر ۱۹۵۸ء کو اس کا دوبارہ لکھا تھا لیکن بیسویں صدی عیسوی
کے نصف کے کچھ بعد تک غالب کے اردو اور فارسی کلام کا یہ
اولین مجموعہ تیار رہا اور غالبیات کا گورنر گمشدہ سعدیا جاتا رہا۔
۱۹۵۷ء میں راجہ کو سندھی ڈاکٹر سید عطاء اللہ صاحب اور صاحب
مولانا غلام رسول مہر کی وساطت اور غالب کے دست نوشتہ نسخے
کے مالک عبد مکرم صاحب خواجہ محمد حسین صاحب کی مدد سے
گھر رہنا کی چند نسخے خوشو سونگھتی نصیب ہوئی اور پھر بیہم
آزاد اور کئی دفعہ کی سعی و کوشش کے باوجود پورے سو سال برس
بعد خواجہ صاحب موصوف کے دولت گھرے پر نومبر ۱۹۶۸ء کی
ایک ہارک شب میں اس گزالیہ غلطی کو ہی نظر کو دیکھتے ہوئے
خیر سے بڑھتے کا سواغ ملا، جس میں محترم خواجہ صاحب کی عظمت
و لوازم شامل لیکن دستخطوں و مہمانداری حائل رہی۔ چونکہ
اس سے پہلے راجہ کو خاندان عربی کی جلیل القدر اور جلیل الشہر
شخصیت ہیں، حکیم امجدی غازی اعظم عبد مکرم صاحب حکیم ہدائی
خان صاحب چاکر سواندا کے ذاتی کتب خانے میں موصوف کے لفظ

گل بدستِ دگران

گلِ رعنا کے بارے میں پہلی معلومات کا ماخذ کتاب کے اپنے
سطح ہے۔

۱۔ لفظ "مالکِ رام"۔

۲۔ لفظ "غالب" (لفظ "خواجہ" ہجرت سے)۔

۳۔ لفظ "قاسمی عربستانہ دہلوی" (لفظ "جولہ سولہ")

مالکِ رام صاحب نے اپنے سطح کے تعارف میں لکھا ہے "موسم
ہستی دیکھو کہ ۱۹۵۷ء میں میرے ایک مہربان دوست نے
ایمانک اس کا ایک مکمل نسخہ مجھے ملے میں دیا۔ میرے علم میں
یہ اس کتاب کا واحد نسخہ ہے۔ پوری کتاب پرتک و لاپنی کاغذ پر
لکھی گئی ہے اور اس میں ۹۸ صفحے ہیں۔ کتاب کا سائز ۱۰" x ۸" ہے"

اور "۱۰" x ۸" ہے۔ یہ نسخہ ایک حالی ہے اور صفحات کے

لشان بھی متحد ہے جسے دیکھتے ہیں یعنی جہاں متحد ہے لکھنا
چاہیے تھا وہاں کا عدد لکھا ہے۔ اگرچہ بعض
صفحات پر کرم خوردگی کے نشان ظاہر ہیں لیکن نسخہ مکمل
اور بہت اچھی حالت میں ہے۔ پوری ایر، مٹری مسطر پر خط نسخ
میں لکھی گئی ہے۔ کاتب گو زیادہ خوشخط تو نہیں لیکن بد خط
نہی نہیں۔ تحریر صاف اور روشن ہے، اے برائے میں کسی طرح دقت
پیش نہیں آتی۔ خطی بھی کم کرتا ہے۔ چلے سات صفحوں میں
دیباچے کی فارسی عبارت ہے جو پنج آہنگ میں موجود ہے، اس کے
بعد صفحہ ۲۷ سے ۷۸ تک اردو کلام کا انتخاب ہے اس میں کل ۴۵۵
شعر ہیں۔ اس کے بعد ص ۷۸ میں کے وسط سے فارسی کلام کا انتخاب
شروع کر دیا ہے اردو کی طرح فارسی حصہ میں بھی ۴۵۵ ہی
شعر ہیں۔"

مالکِ رام صاحب نے اپنے ایک مقالے میں جو امرآزی مجموعہ
نورِ فاکر میں شائع ہوا ہے گلِ رعنا کے اردو کلام کی مشافہی
کی ہے اور لفظ "حمیدہ لفظ شیرانی اور مروجہ قیون غالب
کے حوالے سے بھی اہم اختلافات بتائی ہیں۔ اور اسے

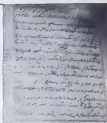
دوسرے مقالے میں جو نکار لکھوا جولائی ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا فارسی مشروبات کی نشاندہی کی ہے ۔ جناب عروسی صاحب نے بھی اپنے مرثیہ دیوانی خانہ (آردو) میں گلِ رعنا کی غزلیات اور اشعار کو حواشی اور تعلیقات میں مشغول کر دیا ہے ، لیکن بعض اشعار کی نشاندہی مالک رام صاحب کے مقالے میں بھی رہ گئی ہے اور عروسی صاحب کے نسخے میں بھی جس کا سبب ظاہر ہے کہ مسودہ کتابت ہے یا طباعت کی اصلاح ۔

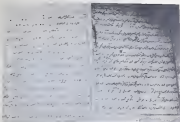
لاہور کے دو علمی نسخوں کو دیکھ کر اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ گلِ رعنا کا اصل متن قریب ہے جو مالک رام صاحب کے مقالوں سے صورت پذیر ہوتا ہے ۔ البتہ گلِ رعنا کے دیباچے کا جو اصل متن ہمیں ملا ہے وہ پنج آہنگ والے مطبوعہ متن سے نہ صرف چند اقلوں کے لحاظ سے مختلف ہے بلکہ اصل متن اور بعد کے مطبوعہ متن میں پوری دو عبارتوں کی کمی بھی کا فرق ہے جو بہت اہمیت رکھتا ہے ۔

عکسِ گل

شکوہ (۱)

گوندہ توں بھلے سو رہا
 بیاہ کے چھوڑ گئے جھوٹے
 تنہا کی پائی حسرتی سڑوں
 تم غائب ہے کہ چاکری
 اندکھی سے مقبول ہے
 ہوں اندکھی کاشیڑ سے
 ہنسنا ہے کیا ہوں





خاندان ریاضیہ کا اہل حق و سچائی کی طرف سے جو حق مسلمہ پر بیان ہے
کی تاریخ تحریر درج ہے ۔

نمبر ۱۰۱



گہرا دلجو بہادر ہوا اے آخری صفحت میں یہی کلام جو نصف کی نقل ختم
کرنے کی تاریخ ہے اس میں یہی ذکر ہے کہ اہل حق و سچائی کی تاریخ تحریر درج ہے ۔

نمبر ۱۰۱

گنجینه در دولت سر از حلقه ای بر آید و کلیم را در گنجینه بگذارد
 پشت دست بر زمین بگذارد و آنگاه هر کوی که در صحرای پیش از گذرم که من
 آورده و در شود و خشت و سنگ بر زمین را هم عادت خیار از آن است
 قرآن را در پشت که منتظر از او این سخن و فراموشند از پاسخ یک سینه
 با هم و آنچه هم درین برود و در گشت پستهای پیشین بقا بکمان که گشت فایم
 از هر چه این گفتنی و از من بچنان چه گفتنی سخن نیز سخن و هر چه
 دیده و درین و نشود نهنگ طار که چون آنگاه که در یک کاه یا چاه
 بر صورت نگاه کنی و نگاه از او را بچ و در مسک این تصویر بر جان خود
 که در آید و در جهان را به هر چه که بیاورد و در خشت از دست و در دوازده
 بر آید این چیست از دور و دور که هم گشودم کشین و به خاسته
 که بر آید و در هم چون آفرینش خونی و در آید و است و نام این
 سفینه بر این و در ششایان که است و آفرینش که است و در آید و است
 متوجه بر آید و در که بر این آفرینش و در آید و در آید و در آید
 که بر آید و در آید و در آید و در آید و در آید و در آید

شصت و یک
 گدازد و در آید و در آید و در آید و در آید و در آید و در آید
 و در آید و در آید و در آید و در آید و در آید و در آید

دیباچہ: گل

گل رہتا ہے اصل دیباچے میں غالب نے لکھا ہے "رسالہ شعریہ نظریہ ہنگو کہ ہندی را از دہلی بہ مہابان برد ام و اپوری مر پنچہ" فقرہ یوں کہ فارسی را از شیراز بہ ہندوستان تورد۔" (ص ۳، ص ۳ تا ص ۳) "شعریہ نظریہ" میں اشارہ اردو کی طرف ہے جو ان کی مادری زبان تھی اور اس زبان میں اپنی شعری تعلیق کے لیے وہ خاص طور پر اپنی قوت لکڑ کی داد چاہتے تھے۔ دیباچے کے اس اقتباس میں اصل اسیت ان کے اس قول کی ہے کہ میں نے اردو کو دہلی سے اصلیتان چننا دیا ہے اور فارسی کو شیراز سے ہندوستان لے آیا ہوں۔ تجزیہ اور لسانی تعاون اور تبادل کے نقطہ نظر سے بھی یہ الفاظ بڑی اعلیٰ سطح کی فکر کے اظہار دار ہیں، لیکن اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان الفاظ سے ان کے اس فنی اور اصولیاتی نصب العین کا پتہ چلتا ہے جو ان کی اردو شاعری کے ابتدائی دور میں کار فرما رہا ہے۔ یہ الفاظ وہ مشہور ۱۸۴۸ء میں لکھے گئے ہیں اور سن ۱۸۴۰ء تک گل رہتا کا دیباچہ اپنی اس اصل صورت میں ملتا ہے جس میں یہ عبارت بھی موجود ہے۔ "سعدیہ جلال سولہا میں جس کی کتابت کی انکویلی ۲۰ ذی القعدہ ۱۲۵۰ء مطابق ۲۶ فروری ۱۸۳۵ء کو ہوئی دیباچے کی تاریخ تحریر ۱۶ ذی القعدہ ۱۲۵۵ء مطابق ۶ مئی ۱۸۴۰ء درج ہے۔

دیباچے کا دوسرا متن جو جوقی لومہم، اصلاح اور ادائیگی کے بعد کا ہے اور جس میں زیر بحث عبارت حذف کر دی گئی ہے۔ معلومہ ملاحظوں کے حدود میں پہلی مرتبہ بیچ آہنگ کی اولین تدوین کتابت شدہ ۱۸۳۵ء کے نسخے میں ملتا ہے۔ اپنے دریافت کردہ اس نئے نسخے کا تعارف قائم نے اپنی مرتبہ بیچ آہنگ کے دیباچے میں کرایا ہے۔

شاعر غالب ہیں جو انہیں غزلیں تھی ملتی ہیں ان میں اس طرح کے کوئے بھی ہیں :

سجھناڑ اے یہ وضع چھوڑے
جو چاہے کرے یہ دل نہ توڑے
تقریر کا اس کی حال ست ہوجہ
معنی میں بہت تو لفظ تھوڑے
لغز میں کو دل و چکر کو
چیمے ہی ہے چالیں گے یہ تھوڑے
عاشق کو یہ چاہیے کہ برگز
الغیر وفا ہے مہر نہ مہوڑے
آ جا سہر نام ، کوئی کب تک
دلوں سے آئیے سر کو تھوڑے
جاتے ہیں رعب کو خط اس کے
کائنات کے توڑے ہیں کھوڑے

الغزل

غم حواری کو ہے قسم کہ وختار
غالب کو نہ نشہ کام چھوڑے
حسرت زدہ طرب ہے یہ شخص
دم چس کہ نولتر لڑج تھوڑے
ہاں نہ چوائے اس کے مدد میں
گل میں ہیں بنگو بنگو تھوڑے

پہلے غالب کی اردو شاعری اسلوب کے لسانی رجحان کے لحاظ سے اس سچ کی تھی ۔ وہ میر و ظہیر کے اکبر آباد میں اردو یادوئے اور روزمرہ کے مسلحوں میں بننے اڑے تھے ۔ ان کی انہماک میں شمس اردو بولی جاتی تھی ۔ ان کے چچا دھڑا لہوا لہنگا تھے دیان نور معاشرت کی اس سطح پر زندگی گزارتے تھے جس سطح کے ان کے دادا غلام حسینی کھیدان تھے ۔ اردو روزمرہ کی روشنی اور شستگی میں انگریز ادب اور لکھنؤ کا پسر تھا ۔ اس کے گرد و پیش کے باوجود غالب کے لسانی اسلوب میں آگے چل کر بکا بکا ایک ایک انقلاب آیا

اور وہ اس طرح کی زبان لکھنے لکھے :

جوشاک سر گرفتار بہانہ حاصل

ہر جہت ہیشاکر ہوس ناخوشی ہے

اسے ہے گراں حاصل لکھنے نہایت

گردن ہٹانے کی اراکشی ہے

ہے سادگی ذہن ، کھائے کھانا

جانے کہ اسے رنگ چمن پاشنی ہے

اس اسلوب کی فکر کی نوعیت بھی لغوی نہیں صرف و لغوی ہے۔ یہ اردو کلام میں فارسی عنصر کے زیادہ سے زیادہ استعمال کا مسئلہ نہیں۔ یہ چیز تو سودا ، قہقہہ ، طبع ، آگے ، متداول دیوان کے غالب اور ان کے دستاویز سخن کے متعارف شعرا اور ہانگہ خوار کے محبوب و شہرل اقبال اور اس کے حکیمانہ فارسی اسلوب میں چلی پہچانی اور ایک ماحوس اور دلکشی کیفیت ہے ، بلکہ چلند اردو نظم اور جدید اردو نثر کے عظیم فن کاروں کا تخلیقی سرمایہ اور زبان و بیان کی اصلاح و ترقی کا اہم وسیلہ ہے ۔

گیسوئے اردو ابھی منت پذیر شاہ ہے

طبع یہ سودائی دلسوزی پرواہ ہے

لغوی میں اس نوعیت کا فارسی عنصر 'عناصر غالب' ہی نہیں 'عناصر واحد' بھی ہے اور بے حد ماحوس اور مزلزل ہے :

پیشانی پائے کھانا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق

سادگی پائے کھانا کہ نہ دیا ہے نہ دہی

یہاں فارسیت 'عناصر غالب' ہے لیکن کہیں 'عناصر واحد' بھی ہیں جہاں ہے اور اس کے ماحوس اور دلکشی ہونے میں فرق نہیں آتا :

کوہ کن کرستہ سوزدور طرب کار و قیاس

ہستون اکہ خواہر گواہ طرب میں

لیکن اسکا حقیقت کا وہ حصہ جو بعد میں غالب نے تیار کر دیا بیشتر ایسی لغوی سادگی کا ہے جو خود غالب کی ہنرگار سخن میں دوسری چیزوں سے مختلف "اردو کے دائرے سے خارج" اور ایسی مصنوعات میں سے نظر آتا ہے ، اس لیے نہیں کہ اس میں زیادہ الفاظ

فارسی کے ہیں ، بلکہ اس لیے کہ اس کا لغوی انداز مختلف ہے ۔ اس کا وہ انداز نہیں جو اردو کی لغوی ساخت نے فارسی الفاظ کے صرف و استعمال کے لیے اختیار کیا ہے ۔ یہاں الفاظ کی تعداد و کمیت کا سوال نہیں ، صرف نوعیت اور لغوی کیفیت کا سوال ہے ۔ تبدیلی کا اثر بھی اس کا فائدہ دار نہیں ہو سکتا ، اس لیے کہ طرز تبدیلی صرف فکری اسباب اور دقیق فارسی ترکیبات یا لغوی اشتراکات کا مطالبہ تو کرتی ہے اس طرح کی صرف و لغوی آزادی کا مطالبہ نہیں کرتی ۔

غرض لفظ 'حیدرہ' کے صرف و لغوی ابتدائی عنصر کا فائدہ دار وہی فکری عامل اور نصب العین ہے ، جس کی سرانست گئی رہنے کے درپہچے میں ملتی ہے ، ملا عبدالصمد کی قسم کے ناز و ولایت انطباع نہیں اکبر آباد میں جت لے جانے لیے جو غالب کے مخاطب یا ذہنی مخاطب رہے ہوں گے اور غالب اپنے فارسی کلام کے علاوہ اپنے اردو کلام کی بھی جیسے وہ ایشیا تک پہنچاتا چاہتے تھے ان اہوالیوں سے داد لیتے ہوں گے ، بلکہ ان کی شاعری کے ۱۸۲۸ء کے دور تک تو ان کے فارسی کلام کا پورا سرمایہ گھر وھٹا کے فارسی حصے سے کچھ ہی زیادہ ہو گا ، جس میں ان کی مثالیں فارسی عزلیں ہیں۔ ان کے علاوہ دو فارسی قطعے ، فارسی مثنویاں ، دو فارسی قصیدے اور بعض غالب کی تیرہ فارسی رباعیاں ہیں جن میں سے ایک علمی دواویں اور مطبوعہ کلیات میں بھی ہے۔ اس کے مقابل اردو میں ان کا عظیم دوران موجود تھا ، جو ۱۸۲۱ء میں لفظ 'حیدرہ' کی صورت میں اور ۱۸۲۸ء سے کچھ چلے لفظ 'شیرانی' کی صورت میں سراپا ہوا تھا ۔ خود گھر وھٹا میں بھی اردو کی ایک سو سترہ (۱۱۷) عزلیں ہیں ۔

ترتیب و رموز نگلی

گلی رہا کے دیباچے میں عبارت کے جس ٹکڑوں کے شروع اور آخر میں ہم نے بھول کا نشان پایا ہے وہ کتاب کے ۱۸۴۸ء اور ۱۸۴۰ء کے کذاوت شدہ دیباچوں میں ہیں۔ پنج آہنگ کی ۱۸۴۵ء کی نسخوں میں اور اس کتاب کے بعد کے نسخے اور مطبوعہ نسخوں میں نہیں ہیں، لیکن جو الفاظ ہلاہل میں ظاہر کیے گئے ہیں وہ ۱۸۴۵ء کی پنج آہنگ اور اس کے بعد کے ہر نسخے اور مطبوعہ نسخے میں ملتے ہیں۔ جہاں ایسے الفاظ گلی رہا کے اصل دیباچے کے الفاظ کے بجائے ہیں وہاں ہلاہل میں سلاوی کی علامت ہے۔ حاشیوں میں ابدال کی علامت ہے چلے مطبوعہ پنج آہنگ کا نسخہ بدل فروج ہے اور اس علامت کے بعد کے الفاظ گلی رہا کے اصل دیباچے کے ہیں۔ علامت ابدال ہے چلے مرقعہ علامت اس باب کی نشانیوں کے لیے ہے کہ یہ الفاظ مطبوعہ میں نہیں ہے اور علامت کے بعد یہ نشان بتاتا ہے کہ گلی رہا کے اصل نسخے میں نہیں ہیں۔

اسی طرح نظم کے حصے میں حاشیوں کے اختراعات ابدال کی علامت ہے چلے عام مطبوعہ متن کی نشانیوں کوئے ہیں اور علامت کے بعد کے الفاظ پارے متن کے ہیں۔ دیباچے میں مرقعہ م ہر حاشیوں کی نشانیوں کے لیے بعض ہندسے غلط چھپ گئے ہیں یا وہ گئے ہیں:

اس حصے پر چلی سطر میں لفظ دماغ پر ہندسہ (۱) ہوتا چاہیے
 دوسری سطر میں (۱) کے بجائے (۲) چاہیے۔
 اسی طرح دسویں سطر میں (۲) کے بجائے (۳)
 پندرہویں سطر میں (۲) کے بجائے (۳)
 چودھویں سطر میں (۲) کے بجائے (۱)
 آخری سطر میں (۳) کے بجائے (۱)۔

حاشیے میں (۳) کے بجائے (۸) بھی ہوتا چاہیے اور ۱۰ کے بجائے ۱۰۰۔

صرحاً غلط ہے ، انہوں نے مولوی سراج الدین احمدؒ کو سراج الدین علیؒ سے غلط کیا ہے ۔ نامی سراج الدین علیؒ (مولوی ۱۳۸۰ھ) کئی وقت کی تکلیف ہے تقریباً چھ سال پہلے فوت ہو چکے تھے ، غالب نے لکھتے ہیں اٹالی جا کر ان کی سزا بیگم سے ملاقات کی تھی۔ یہ غلط فہم غالبؒ کے مؤلف کے ہاں بھی ہے ۔ مولوی سراج الدین احمدؒ کے بارے میں بعض سرکاری اخبارات ہم نے تصدیق میں درج کیے ہیں ۔

-
- (۱) ڈاکٹر غالب مراد، چٹاب ڈاکٹر عبدالودود صاحب
(۲) ڈاکٹر : نامہ ہادی فاروقی، غالب مراد، چٹاب سید
اکبر علی قریبزی ، مقدمہ ص ۳۳۶ ، اور صحیح کتب خانہ علی حسن
ص ۳۶۶ ۔
(۳) فہم غالب ، تالیف چٹاب عبدالرزاق عروج ، ادارہ پانکھ
غالب ، گواہی ، ۱۹۶۶ء ص ۱۹۱ ۔

گل اور بیرنگر غالب

گل رخصتا کا اردو معنی تمام تر خوبیاں پر مشتمل ہے جو تعداد میں ۱۱۷ ہیں۔ اس میں چند کئی چنی چڑوں کو چھوڑ کر باقی تمام لفظ "حبیبتہ" (لطفہ) بھڑال اور لطفہ شہزادی میں مل جاتی ہیں یہ دونوں لفظ گل رخصتا سے چلے گئے ہیں۔ لطفہ حبیبہ کی کتابت کی لکھنؤ ۱۸۵۷ء میں ہوئی یعنی گل رخصتا کی تالیف سے تقریباً سات سال پہلے اور لطفہ شہزادی کے مٹی کی کتابت لطفہ حبیبہ کے کئی سال بعد، لیکن گل رخصتا کی تالیف سے بہت پہلے مکمل ہوئی۔ البتہ دو عربی ایسی ہیں جو غالب نے کلکتے جاتے ہوئے لکھائے مگر میں نے انہیں اور انہیں لطفہ شہزادی کے حواشی میں چونکہ ملی۔ گل رخصتا کی عزت نمبر ۵ لطفہ شہزادی کے حاشیے میں ملتی ہے اور اس کے عنوان میں یہ الفاظ درج ہیں "از والدہ رسید" ظاہر ہے غالب نے یہ شزل لکھتے جاتے ہوئے ہاتھ سے لکھی۔ اس عزت کا مطلع اور مطلع اس لحاظ سے خاصی طور پر اہم ہیں :

ترو کیا خاک اس کی کی جو گلشن میں نویں
ہے گریبان تنگ پران جو دامن میں نویں

تھی وطن میں شان کیا غالب کہ ہو غربت میں قدر
ہے تکلف ہوں وہ مستتر کسی کہ گلشن میں نویں

لیکن یہ عجیب بات ہے کہ غالب نے یہ دو شعر گل رخصتا کے انتخاب میں شامل نہیں کیے۔ شاید کلکتے میں اپنے عزیز سوزہاؤں خاصی طور پر مولوی سراج الدین احمد کا لحاظ مانع ہو۔

دوسری عزت جو لطفہ شہزادی کے حاشیے میں ہے وہ ہے جو غالب نے سفر کلکتہ کے دوران میں لکھنؤ میں معتضاد الدولہ سے لکھا میر کے لیے کہی تھی۔ یہ وہی معتضاد الدولہ ہیں جن کے لیے غالب نے تصدیق کے بجائے صنعت لفظ یا صنعت مہملہ میں ایک فارسی لڑ لکھی تھی جو گل رخصتا کے خاکے میں درج ہے۔ غالب نے اپنا لہجہ :

گر یہ متبل کہہ روزہ و بھوان و دم

معتدلات کی وسالت سے قریب اودھ میں اپنی کر کے جہل حاصل کر " کی کوشش کی تھی ، مگر نتیجہ ان کے حسب مراد نہ نکلا ۔ یہاں اس قضیے کی تفصیل سے اجتناب نہیں ، موضوع گفتگو مذکورہ غزل ہے ، جس کا اثر یہی شاعر گل دھنا میں چھپا سٹھراں ہے ۔ اس غزل کا گیارہواں شعر متداول دیوان میں نہیں ہے اور دابھراں شعر اسعد شیرانی میں بھی نہیں ۔ اس کے علاوہ ہزاری مراد گل دھنا کی غزل شاعر سبھی گل دھنا کے اصل نسخے شامل نہیں ۔ بعد میں نسخہ " جلالہ سودا میں درج ہوئی ہے ۔ اسی عزت اللہ دہلوی نے غالب سے گل دھنا لیے مگر اسے اپنی کتاب میں بدل کیا ہے ۔ اس نسخے میں شہباز کی تاریخ فروری ۱۶ ذی القعدہ ۱۲۴۵ء ہے جس کی مطابقت مئی ۱۸۳۳ء سے ہوتی ہے ۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ غالب نے کلکتہ سے پہلے دہلی آنے کے بعد گل دھنا کا ایک دوسرا نسخہ مرسل کیا ، جس میں زیر بحث غزل (شمارہ ۲۴) دھنا ذی اور دوسری غزلوں کے استحباب شدہ اشعار میں بھی چند اضافے کیے ۔ ان تمام اضافوں کو ہم نے مذکورہ غزل اور دوسرے متعلقہ اشعار پر پھول کا نشان مٹا کر ظاہر کیا ہے ۔ چونکہ مذکورہ غزل (۲۴) نہ اسعد حیدرہ میں ہے اور نہ اسعد شیرانی میں اس لیے واضح ہے کہ یہ غزل غالب نے دوران سفر میں کہیں ہو گی یا پھر پہلی واپس ہونے کے بعد ۔ اس کا مطلع اس لحاظ سے خاص طور پر قابل توجہ ہے :

سر پورانا وہ غالبہ شریہ حال کا
باد آ گیا اچھے لڑی دیوار دیکھ کر

وہ حرمیں زندہ گئے تھے اور کلکتے سے حرمیں زندہ لوٹے تھے ۔

گل دھنا کی غزلیں (شمارہ ۱۰۳۱) ہیں نہ اسعد حیدرہ میں ہیں نہ اسعد شیرانی میں ۔ پہلی مراد اسعد دابھرا (نورالبت عروسی صاحب کتابت شدہ ۱۲۴۶ء) میں ملتی ہیں ۔ ظاہر ہے کہ ان اسی شامل میں ہیں ۔ ان کے علاوہ غزل (شمارہ ۹۱) بھی اسعد شیرانی کے حاشیے میں ہے ۔ اس غزل کا مطلع ہے :

کب وہ ملتا ہے کہانی میری
اور پھر وہ بھی زانی میری

مطلع کے علاوہ دوسرے اشعار کے مطابق بھی تا رہے ہیں کہ یہ غزل سفر کلکتہ تک تمام کلکتہ کے دیوان میں کہیں گئی ہے ۔ مالک رام صاحب کی رائے بھی یہی ہے ۔

اردو عزائمات سے متعلق متن کے ہر قسم کے اختلافات ہم نے تعلیمات میں تفصیل سے بیان کیے ہیں ۔ اور متن کے حوالے میں عام قاری کے لیے صرف ان قطعی اختلافات کی اشکال دیں گی ہے جو کسی دھماکے والے متداول ذرائع کے درمیان ملتے ہیں ۔ حسب ضرورت لفظ "عید" کا اختلاف بھی حوالے میں دیا ہے ۔

بیاضی اور کلی

حال میں یہ طویل صاحب نے لغوی کے غالب نمبر کی دوسری جلد میں غالب کا نو عزائمات دیوانہ اردو بیاضی غالب اور لفظ لاپرواہ کے نام سے شائع کیا ہے ۔ یہ وہی لفظ ہے جو انکشاف کے فوراً بعد لفظ "مردود" کے نام سے مشہور ہوا تھا ۔ اس لفظ کو لفظ "عید" پر متبادل لکھ حاصل ہے ۔ عریض صاحب نے اپنے ایک مقالے میں اس لفظ کو ۱۸۱۶ء کا کثرت شدہ لفظ کہا ہے ۔ انار لفظ صاحب فاروقی نے بھی سال کتابت کا یہی لفظ کیا ہے ۔

مگر صاحب کو اس دانتے سے گفتگو ہے ۔ کیا اعلان یہ مسئلہ ہمارا موضوع بحث نہیں، اس لیے ہم اس کی تفصیل میں نہیں جاتے ۔ چرچا دو پہری ہارلی نظر میں واضح ہے ۔ ایک یہ کہ اس عزائم اس لفظ میں راکھ ہے اور ان میں سے بیشتر غالب کی بالکل ابتدائی مثالی سطح کے دانتے کی معلوم ہوئی ہیں ۔ دوسرے اس لفظ کا متن جہت سے ایسے مقامات پر چھایا وہ لفظ "عید" کے متن سے مختلف ہے ۔ مؤرخانہ کر کے متن سے چلنے کا معلوم ہوتا ہے اور ایسا نظر آتا ہے کہ لفظ "عید" کے جہت سے انعام بیاضی غالب کے بعد کی اصلاح کا نتیجہ ہے ۔ ان تبدیلی الفاظ کے بعد ہمیں پتہ چلے کہ یہ کہنا ہے کہ کسی وقت میں لفظ عزائم ایسی ہی جو بیاضی غالب میں نہیں ۔ ہمارے متن میں ان عزائم کے لڑائی شہادتے حسب ذیل ہیں :

۱۹	۲۴	۲۳	۲۵	۲۶
۱۵	۱۸	۱۶	۱۱	۱۲
۱۳	۱۷	۱۷	۲۰	۲۱
۱۲	۱۳	۲۰	۱۸	۱۹
۲۰	۲۳	۲۵	۲۷	۲۹
۲۱	۲۵	۲۶	۲۸	۲۹

۱ ۵۹	۱ ۵۸	۱ ۵۵	۱ ۵۴	۱ ۵۳
۱ ۵۹	۱ ۵۸	۱ ۵۵	۱ ۵۴	۱ ۵۳
۱ ۶۸	۱ ۶۶	۱ ۶۲	۱ ۶۱	۱ ۶۰
۱ ۸۳	۱ ۸۰	۱ ۷۷	۱ ۷۰	۱ ۶۹
۱ ۹۹	۱ ۹۰	۱ ۸۹	۱ ۸۶	۱ ۸۵
۱ ۱۰۰	۱ ۹۸	۱ ۹۷	۱ ۹۵	۱ ۹۴
۱ ۱۰۹	۱ ۱۰۷	۱ ۱۰۴	۱ ۱۰۳	۱ ۱۰۱
	۱ ۱۱۶		۱ ۱۱۳	۱ ۱۱۲

اس سے دو شیعے نکلتے ہیں ایک یہ کہ گل رعنا کی چوڑی (سور)
 اردو غزلیں ایسی سالہ غالب کی میں تخلیق ہیں، اور ملے کوڑا لڑبشتہ اردو
 غزلیں ۱۸۱۶ء اور ۱۸۲۱ء کے درمیان کی پیداوار ہیں۔ چوتھی کی
 ایک چوتھو مختصر تعداد وہ ہے جسے ۱۸۲۱ء اور ۱۸۲۶ء کے درمیان
 کی سمجھا جائیے۔ جو چند غزلیں گل رعنا کی تالیف کے زمانے میں تازہ
 کلام کی حریت رکھتی تھیں ان کی نشاندہی ہم اس درپیشے میں اس
 سے پہلے کر چکے ہیں۔

اس کے علاوہ ایسے اشعار ہیں جو بیانی غالب کی غزلوں
 میں شامل نہیں۔ لفظ "حیدرہ" یا لفظ "شیرانی" ملتے ہیں یا ہر
 میں۔ گل رعنا اشعار کے ایسے کے علاوہ گل رعنا اور بیانی غالب
 کے درمیان میں کے بعض اختلافات بھی ملتے ہیں، جن کی مشاطہ
 ہم نے تعلقات کے ایک شیعے میں کی ہے۔

بیانی غالب کی سبوت اور زبانی لکھ کی ایک اہم مثال
 اشعار کے ایسے میں ہے کہ وہ ہیں، جو "لفظ" حیدرہ میں
 ملتا ہے۔ لہذا لفظ "شیرانی" میں، صرف گل رعنا میں ہے یا بیانی
 غالب میں۔

گل رعنا کا یہ شعر :

غالب رستہ سوکھ گئے چشم میں روشنی
 آسو کی تولد گوہر کا باب ہو گئی

لفظ "حیدرہ" اور لفظ "شیرانی" دونوں میں اس طرح ہے۔
 اس کا پورا مدد غالب نے پہلے ہی کرنا تھا :

ز رستہ لشک سوکھ گئے چشم میں آسو

اس کے بعد کی اصلاح شدہ صورت یہ تھی

غالب رستہ سوکھ گئے لشک چشم میں

صورتی کی یہ دونوں حالت ضرورتیں صرف یہاں غالب میں ملتی ہیں
یہ شعر اور اس طرح کے دوسرے اشعار لفظ حیدر کے مطابق
یہاں غالب کے زمانی تقسم کا واضح ثبوت ہیں۔

کل رہا کی اردو غزلوں کے وہ اشعار جو یہاں غالب میں نہیں
(مثلاً لکھ وہ غزل جو موجود ہیں جن سے یہ اشعار منتخب ہوئے ہیں)
حسب ذیل ہیں۔ چلا ہوا کل رہا میں غزل کا ترتیبی نمونہ ہے اور
نظمیں کے بعد کا حصہ شعر کا ترتیبی نمونہ :

۱ : ۱ ۲ : ۱ ۳ : ۱ ۴ : ۱ ۵ : ۱ ۶ : ۱ ۷ : ۱ ۸ : ۱ ۹ : ۱ ۱۰ : ۱
۱۱ : ۱ ۱۲ : ۱ ۱۳ : ۱ ۱۴ : ۱ ۱۵ : ۱ ۱۶ : ۱ ۱۷ : ۱ ۱۸ : ۱ ۱۹ : ۱ ۲۰ : ۱
۲۱ : ۱ ۲۲ : ۱ ۲۳ : ۱ ۲۴ : ۱ ۲۵ : ۱ ۲۶ : ۱ ۲۷ : ۱ ۲۸ : ۱ ۲۹ : ۱ ۳۰ : ۱
۳۱ : ۱ ۳۲ : ۱ ۳۳ : ۱ ۳۴ : ۱ ۳۵ : ۱ ۳۶ : ۱ ۳۷ : ۱ ۳۸ : ۱ ۳۹ : ۱ ۴۰ : ۱
۴۱ : ۱ ۴۲ : ۱ ۴۳ : ۱ ۴۴ : ۱ ۴۵ : ۱ ۴۶ : ۱ ۴۷ : ۱ ۴۸ : ۱ ۴۹ : ۱ ۵۰ : ۱
۵۱ : ۱ ۵۲ : ۱ ۵۳ : ۱ ۵۴ : ۱ ۵۵ : ۱ ۵۶ : ۱ ۵۷ : ۱ ۵۸ : ۱ ۵۹ : ۱ ۶۰ : ۱
۶۱ : ۱ ۶۲ : ۱ ۶۳ : ۱ ۶۴ : ۱ ۶۵ : ۱ ۶۶ : ۱ ۶۷ : ۱ ۶۸ : ۱ ۶۹ : ۱ ۷۰ : ۱
۷۱ : ۱ ۷۲ : ۱ ۷۳ : ۱ ۷۴ : ۱ ۷۵ : ۱ ۷۶ : ۱ ۷۷ : ۱ ۷۸ : ۱ ۷۹ : ۱ ۸۰ : ۱

کون غالب ہے کہ ان میں سے وہ اشعار جو لفظ 'فوجدار' پر
خانی میں بھی ہیں ۱۸۱۶ اور ۱۸۱۷ کے درمیان کہے گئے ہیں۔
کل رہا اور لفظ 'فوجدار' پر خانی کے حوالے سے تباہی مطالعہ
امکانات میں کیا گیا ہے۔ جو اشعار صرف لفظ 'فوجدار' یا صرف
لفظ 'واقف' میں ملتے ہیں ان کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

کل رہا کا جو لفظ مالک دام صاحب کے پاس ہے وہ
چاہا سور القلم کا شکار ہوا ہے۔ مانی اختلافات کی
سبب لیل لہرمت سے اس کا الفاظ ہو گا :

صاحب	غزل	بیت	مثنیٰ کل رہا	پہلے لفظ
_____	_____	_____	_____	_____
۱۱	۲	۲	لکھتا ہوں	لینا ہوں
۱۲	۳	۱	م کا ج : وہ	سو
ایضاً	ایضاً	۳	م : ج : غزلواری	غزلوار ہست
			شوقی	
			م : دکھانا	
۱۳	۵	۱	دکھاؤں : ج	دکھانا

۱۳	۶	۴	م : ح : ہیں	کا
۱۴	۷	۵	ح : حوتے	حوتے
۱۵	۸	۶	ح : شہوت	شہوت
ایضاً	ایضاً	۷	ح : ظاہر کیا	ظاہر ہے
ایضاً	ایضاً	۸	ح : ہوں	ہوں
ایضاً	۱۰	۷	م : ح : لیک اب پھر لیکن اب یہ ہے کہ صفائی صفائی	
ایضاً	ایضاً	۱۱	م : ح : اپنا	میرا
۱۵	۱۱	۸	م : ح : نیک	نیکو
ایضاً	۱۲	۹	ح : ایک	ایک
ایضاً	ایضاً	۱۰	م : چراغیں	چراغیں
			ح : چراغ	
۱۶	۱۲	۹	ح : وہ	وہی
ایضاً	۱۳	۱۰	ح : پتھری ہے	پتھری ہے
۲۸	ایضاً	۱۱	ح : آپ	آپ
ایضاً	ایضاً	۱۲	ح : ہے	نہی
ایضاً	۱۴	۱۲	م : ح : گو ہم ہے ہم کو	
۲۹	۱۵	۱۱	م : ح : ہوں میں ہوں	
۳۰	ایضاً	۱۲	ح : دور و غور	کار غور
ایضاً	۱۶	۱۳	ح : ایک بار	ایک بار
۳۱	۱۷	۱۴	ح : ٹھوڑا بچہ	بچہ بڑی
ایضاً	ایضاً	۱۵	م : ح : ہے	کہ
ایضاً	۱۸	۱۶	ح : یہ	یہ
۳۳	۱۹	۱۷	ح : میں	میں
۳۵	۲۰	۱۸	م : ح : رامت	وہ عین
			۱۹	
۳۶	۲۱	۱۹	ح : لڑائی	لڑائی
۳۷	۲۲	۲۰	ح : کر	کر
۳۸	۲۳	۲۱	م : ح : فروغ	فروغ
ایضاً	ایضاً	۲۴	م : ح : گل لہریں گل و لہریں	
۳۹	۲۴	۲۲	م : لالہ	لالہ
۵۱	۲۵	۲۳	ح : لہ	لہ
۵۵	۲۶	۲۴	م : ح : (آہ)	آہ

۶۵	۶۵	ج : ہار	ہار
۶۵	۶۵	ج : کو	کو
۶۵	۶۵	ج : ہار	ہار
۶۱	۶۱	ج : ہار	ہار
۶۲	۶۲	ج : ہار	ہار
۶۵	۶۵	ج : ہار	ہار
۶۵	۶۵	ج : ہار	ہار
۶۵	۶۵	ج : ہار	ہار
۶۵	۶۵	ج : ہار	ہار

اسطے غرض میں آئی دیکھ کے بعض اشعار کی نشاندہی تھی ہے۔
سہو طاعتی معلوم ہوتا ہے ۔ مانگ رام صاحب کے مقالے میں بھی
ایک دو چنگ سہو کتابت ہے جس کا ذکر ضروری نہیں ۔

اسطے جہاں موصفا کی منظومات میں جا جا خرابی یا بعض اشعار
سلیقہ ہیں اور مہجرات کو برائی سمجھا دیا گیا ہے ۔ قاضی عزت اللہ نے
شروع میں خود ہی لکھ دیا ہے ۔ "بعض اشعار تو ہندو تہذیب" ۔

اسطے خواجہ امد حسن اور اسطے جہاں موصفا کے کتابت
کوائف ہم یہاں اس لیے درج نہیں کرتے کہ امید ہوتی ہے کہ
خواجہ صاحب مہتمم اور محب دگر مناسبت حکیم صاحب اپنے اپنے اسطے
کی حکمت طاعت و شاعت کا کہیں نہ کہیں اہتمام فرمائی گے ۔
پھر یہ چیزیں ایک حد تک اشعار غائب میں ضرور ہو گئی ہیں
جو صاحب میدان معین الرحمٰن صاحب ، لیکچرار شعبہ اردو ، افسر
کالج ، لاہور نے مرتب کیا ہے ۔

گل اور نقش های رنگ رنگ

گل رہا کے فارسی حصے کا تعارف غالب نے اس مجموعے کے دیباچے اور خاتمے کی طرح فارسی میں لکھا ہے ۔ مندرجہ ذیل میں سب سے پہلے تصدیق ہے : نقان کہ نیست سرو بزرگ دامن افشانی ۔ یہ مسٹر اندرو اسٹرائنگ (Andrew Strating) کی مدح میں ہے جو اس وقت کلکتے میں گورنر جنرل کی کونسل کے رکن تھے ۔ غالب نے کلکتے سے میرزا علی بخش خاں کو ایک خط میں ان کے بارے میں لکھا تھا ”مسٹر اندرو اسٹرائنگ نامی از اعیان کونسل درد دل درد مند شہوتے و بہ عشق درد غم مرہم تھے بر نیکی ہائے من بخشودہ است ۔ ہر چند کہ دل کہ میرے یہ نا آمدنی غوی کردہ است بیکارہ بیولہ آرزو دیرین آسودہ نتواند گسیخت ، لیکن اگر حق جوان مرد توانا دل بہ جانوری نالیر کام بخش مبالغہ من ویاس طرح جذائی جاوید الگند شکست نیست ۔“ پھر اسٹرائنگ کی فارسی دلی اور سخن فہمی اور ان کی مدح میں اپنے اس تصدیق کے بارے میں میرزا علی بخش خاں کو ایک دوسرے خط میں لکھا ہے ”اندرو اسٹرائنگ چون مرہم عالم و آگہی دارد و سخن وانی فہم و بہ نظر سخن وانی رسد در مدح وے تصدیق مشتمل بر ہنجا و پنج بیت اشعار کردہ و دو آس تصدیق لکھے از احوال خوبشان لکشم از حسن اتفاق نہ بہ سعی کسی ملازمتی نہ روئے گزیدہ و آئینے پسندیدہ دست چم داد ۔ اعتبار خاکساری ہائے من ازود و ہمار امید داری

۱ ۔ غالب نے الہی چیف سکریٹری لکھا ہے (پاری مرتبہ پنج آہنگ ص ۱۱۲) لیکن نامہ دلی فارسی غالب ، مرتبہ غالب سید اکبر علی ترمذی غالب اکہلی ، دہلی نو، مئی ۱۹۶۶ء مکتبہ (ص ۲۰) میں تفصیل درج ہے ۔ دیکھیں ہزارا تصدیق ۔

۲ ۔ پاری مرتبہ پنج آہنگ ، مطبوعہ مجلس بلاگر غالب ، پنجاب یونیورسٹی لاہور ، ۱۹۶۶ء میں یہ خطا ص ۲۱۷ سے شروع ہوتا ہے ۔

۳ ۔ ابتداً ص ۱۰۲ ۔

من کامل برآمد۔ تصدیق گورالدم و یازہ برغواہم، عطلوا شد، دل
چوئی یا کرد و دھلا پاری گری دلد۔ " اطروہواسترفنگ کی لکھ
شماریں اور معاشرو ہمیں کی تریف میں آہوں نے اس تصدیق میں
کہا ہے :

خودا اعلاکثر الدخان اور ہمیں
لیجہ براکت اعلاکثر مد مدانی

اور اس کے اخلاقی و لویائی اور خلق و انصاف کی مدح میں
جس کافی شعر کہیں ہیں۔ ایک یہ ہے :

پیار رونہ آہاں مسٹر استرفنگ
کڑو ست کچیر انصاف ترنگل اشاں

جیسا غالب نے مندرجہ بالا عبارت میں خود بتایا ہے یہ تصدیق
آہوں نے وہ اشعار کا کہا تھا اور کئی دھلا کے دواؤں نامی نسخوں
میں جو ہم نے دیکھے ہیں میں تصدیق ہے۔ لیکن مالک رام صاحب نے
اسے متالی میں بتایا ہے کہ ان کے اصحی میں یہ تصدیق دو شعر
کا ہے۔ ہارے وان اس تصدیق کا یہ چھٹا شعر ہے جس کی مالکرام
صاحب کے اصحی میں کہیں ہے۔ یہ ہارے نزدیک کاتب کے سپرو
کا لہجہ ہے۔

مالک رام صاحب نے اس تصدیق کی تاریخ تصدیق کے بارے
میں رائے ظاہر کی ہے کہ غالباً فروری ۱۸۲۸ء میں لکھا گیا ہوگا۔
"نامہ ہائی فارسی" غالب میں یہ عبارت جو پنج آہنگ کے خط نام
مولوی ہد علی خان صدر امیر ہندوستان میں جو اس
مکتوب الہ کے نام کا چوتھا خط ہے آئی ہے بالکل اسی الفاظ کے
ساتھ نامہ ہائی فارسی غالب میں ایک دوسرے خط میں بھی آئی ہے
جو اس مجموعے میں آہراں ہے اور مرتبہ کے قول کے مطابق اس
مکتوب الہ کے نام ہے۔ اس خط کے دوسرے مندرجات کی مدد سے
ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ غالب نے یہ تصدیق اطروہواسترفنگ
ہے اور یہی ملاقات کے موقع پر دوشنبہ ۱۶ جون ۱۸۲۸ء کو
ہوئی کیا تھا۔ اس خط کا شروع کا حصہ انہوں نے جسدہ ۲۰ جون
۱۸۲۸ء کو لکھا ہے اور ہائی حصہ یک شنبہ ۲۶ جون کو۔ اس
خط کے شروع میں بتایا ہے کہ مکتوب الہ کا خط انہوں جسدہ ۲۹
دن بعد کر ملا تھا۔ آگے چل کر بتایا ہے کہ دوشنبہ کو
مسٹر اطروہواسترفنگ سے دوسری ملاقات ہوگئی جس کے لیے یہ اجازت
ملے گی یا پھر اجازت کے عبدالصغریٰ کی تقریب میں ملنے کا موقع

ملنے کا ۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا ہے کہ چلی سلواک میں بھی ایسا
 بچوں شعر کا قصیدہ لٹریٹک کو بیٹی کو چکا ہوا ۔ اس خط کی رو سے
 یہ چلی سلواک اس سے پہلے کے دو شعرے کو ہوتی تھی، یعنی ۶۱۸۵
 ۶۱۸۶ کو ۔ اسی دن وہ ساکن لڑیو ہے اس نے بھی اور ان کی
 درخواست اس سے پہلے ہی ہو چکی تھی اور جمعرات یا جمعے کو
 کونسل میں یہی ہونے والی تھی ۔ غالب نے اس خط میں یہ بھی
 بتایا ہے کہ فارسی درخواست کا ترجمہ ملن صاحب (George Maxwell)
 (Baltus) انگریزی میں کرتے ہیں پھر لڑیو صاحب (Black Power)
 اس کو اصل سے مقابلہ کر کے دیکھتے ہیں اور کونسل میں یہی
 کرتے ہیں ۔ اللیو لٹریٹک کو غالب نے حکومت کا چیف سیکریٹری
 بتایا ہے ۔ ظاہر ہے کونسل کے کنوینر ہیں ہونے کے اس لیے انہی
 کونسل کی "ٹومر غروہی" کا "لفظہ" ہدایت" بتایا ہے اور چونکہ
 کونسل کا سیکرٹری جنرل ہے اس لیے انہی کونسل کی "ٹومر
 لڑیو" کا "لفظہ" نہایت" لکھا ہے ۔

گلی رھنا کا یہ شعر : 'ہدایت' کلیات میں حذف کر دیا گیا ہے
 اور دو شعر کلیات میں وارد ہیں : 'لڑیو' ۔ 'کریٹائی' ۔ اس قصیدے
 کی دو صورتیں مطبوعہ کلیات میں ہے دس نیاں فارسی کے قدیم
 ترین نسخوں میں ملتی ہے ۔

اس قصیدے میں گلی رھنا اور کلیات کے لفظی اختلافات ہم
 نے اپنے مئی کے حواشی میں ظاہر کیے ہیں ۔ دوسرے ملاحظہ ہے
 جسکی اس طرح کے اختلافات ہم نے اس دیوانے کے چارے مئی
 کے حواشی میں میں بتائے ہیں ۔

قصیدے کے بعد دو لفظے ہیں ۔ پہلے لفظے میں چار شعر :
 ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ مطبوعہ کلیات کے مقابل آگے ہیں ۔
 پورے ہاں اس لفظے کا شعر نمبر ۱۰ جو کلیات میں اس لفظے کا ہے
 مالک وام صاحب کے نسخے میں نہیں ۔ غالب نے اپنے نسخے میں
 یہ شعر لکھا ہے اور اسے "چال سوچا" میں بھی ہے یہ لفظہ مالک
 وام صاحب کے نسخے میں دوسرا ہے ۔ کلیات میں یہ دیوانے کے
 میں میں آگیا ہے ۔ دیوان فارسی کے قدیم ترین نسخے میں بھی اس
 طرح ہے ۔

دوسرا لفظہ جو مالک وام صاحب کے ہاں چلا ہے بالیس اشعار
 پر مشتمل ہے کلیات میں بھی تعداد آیات میں ہے لیکن لفظی
 اختلافات ہیں چنانچہ ہم نے حواشی میں ظاہر کیا ہے ۔

اس قطعے میں پہلے کے علاوہ غالب کی متاخر سفر ہائیں
اور عظیم آباد کا بھی ذکر ہے۔ - قطعے کے اس شعر :
حال کھنکھہ باز جسم گشت
بابت عظیم ہشتاد گشت

کی بنیاد پر مالک رام صاحب^۱ نے پچا غور کر کہا ہے کہ جب
غالب نے یہ قطعہ نظم کیا ہے۔ ”وہ کھنکھے پہنچ چکے تھے“

تفصیلات کے بعد غالب کی مشہور منظوم چرواغ دہر کے ۱۰۰
شعر ہیں ، لیکن کئی دھما میں اس کا عنوان محض منظوم ہے ، چرواغ
دہر^۲ توں ، کلیات میں یہ دوسری منظوم ہے۔ یہی مالک رام صاحب
کی اس رائے سے پورا اتفاق ہے کہ یہ منظوم غالب نے ”اسی سفر
کے دوران میں نظم بند کی تھی“ اس منظوم کے بارے میں مالک رام
صاحب^۳ کا مختصر مگر چلیخہ ایضاً قابل حوالہ ہے ”قرائن سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ یازہویں بیت دن میں رہے تھے ، جیسا کہ اس
منظوم کے متعدد شعروں سے بھی ثابت ہوتا ہے ، اس لیے اس کی
تصانیف کا زمانہ ۱۸۴۷ء کا نصف آخر ہوگا۔ اس میں تاروں اور
پہاؤں کے بالمشبہوں کی محراب والہانہ الفاظ میں تعریف کی ہے۔ یہ
غالب کی چوتھیں منظوموں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔ بلکہ منظوموں
میں میں ہیں ، ان کی پوری فارسی شاعری میں اس کا مقام بہت
بالہا ہے۔ یہ منظوم ”دہر“ کے عین شباب کے زمانے میں لکھی تھی ،
جب کہ ان کی عمر انہی برس سے متجاوز نہیں ہوئی تھی۔ اس کی
روانی اور مشاہدہ کی ذات ، اس کی تشبیہات اور محاکات ایسی نئی
اور دلچسپ ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض خیالی تصویروں
نہیں بلکہ شاعر واردات قلبی بیان کر رہا ہے۔“

کل دھما میں اس منظوم کا جو سن ملتا ہے وہ مالک رام صاحب
کی رائے میں اس کی ”اولین روایت“ ہو سکتی ہے۔ جیسا کہ شروع
میں ذکر کیا گیا کئی دھما میں اس منظوم کے ۱۰۰ شعر ہیں۔ کلیات
میں حسب ذیل پانچ شعر زائد ہیں : اور کئی دھما کا ایک شعر کلیات
میں حذف کر دیا گیا ہے۔

۱۔ نگار، لکھنؤ، جولائی ۱۹۶۰ء، مالک رام صاحب کا سفر ہائیں
”کئی دھما“۔

۲۔ اہلآ۔

۱۔ "من واسمیں را"۔

۲۔ "اگر خواہم۔۔۔ یا خواہم"۔

۳۔ "بیان توںم۔۔۔ خان توںم"۔

۴۔ "بیان طرازم۔۔۔ خان طرازم"۔

۵۔ "اگان۔۔۔ ریلان"۔

حاکم رام صاحب نے ان اشعار پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے "میرا بیان ہے کہ ان میں سے پہلے چار شعر شروع ہیں میں لکھے گئے ہوں گے ، لیکن ان میں ان کے ذاتی قصوں کا ذکر ہے جنہیں مولوی سراج الدین احمد غالباً جانتے تھے نہ لکھے ، اس لیے انتخاب کرتے وقت یہ شعر حذف کر دیے گئے البتہ پانچویں شعر ممکن ہے کہ بعد کو اضافہ ہوا ہو۔"

لیکن شعر : "طرازم۔۔۔ خان" جو گل وشتا میں مشہور کاؤتھوں شعر ہے کتابت میں نہیں ۔ ظاہر ہے غالب نے حذف کر دیا تھا ۔ دیوان فارسی کے قدیم ترین نسخوں میں بھی نہیں ہے ۔

فارسی شذیلات کی تعداد گل وشتا میں ساتہیں ہے ۔ یہ سب یورپی یورپی عربی ہیں ، لیکن ان عربیوں کے بعض اشعار کلیات میں زائد ملے ہیں جو گل وشتا کے متن میں نہیں ۔ یہاں کہنا ہے کہ یہ زائد اشعار گل وشتا کی تالیف کے بعد کا اضافہ ہیں ۔ یہ گل وشتا کے دوسرے نسخے میں بھی نہیں جو قاضی عزت اللہ دہلوی کی نسخ میں شامل ہے اور انہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے ۔ اس نسخے کی کتابت ۱۲۳۵ھ میں مکمل ہوئی ہے ۔ اس میں بھی کلیات والے زائد اشعار نہیں ہیں ، حالانکہ لڑتو کے حصے میں گل وشتا کے اصل متن پر کبھی اشعار کا اضافہ ہے ۔ کتابت کے زائد اشعار حسب ذیل ہیں :

گل وشتا میں عزل کا شاعر :

۱۔ لڑائی : اشکام ، مزاحم ، انتظار ۔

۲۔ لڑائی : خاتم آرا ، زلیخا ، صبرا ، بے عافا ۔

۳۔ قافیہ : رفاہیت ۔

۴۔ لڑائی : مولانا ، نصیب ۔

۵۔ لڑائی : از پر ، شعر ۔

۶۔ قافیہ : فہد ۔

۷۔ قافیہ : قبیح ۔

۱۶۔ قافیہ : درمختور (گل رشتا میں غزل کا جو مطلع ہے وہ غالب نے بہت میں غزل سے اکال دیا تھا ، چنانچہ دیوان فارسی کے با کلیات نظم فارسی کے کسی نسخے میں نہیں ہے ۔)

۱۷۔ قافیہ : حور و شمس ۔

۱۸۔ قوافی : ہوا ، خون بہا ، دوا ، گرہ کشا ، بہا ۔

۱۹۔ قوافی : مشروب بہا ، مطروب بہا ، لب بہا ۔

۲۰۔ قوافی : عسلی ، لیلی ، بوس ، بس ۔

۲۱۔ قوافی : آفتہ ، خواجہ ۔

۲۲۔ قوافی : پشاندہ ، چھیانہ ، خواجہ ، چھیانہ ۔

۲۳۔ قوافی : زبان ، زبانی ، زبان ، زبان ۔

۲۴۔ قوافی : دوا ، رہا (گل رشتا میں اس غزل کا وہ شعر جس

کا قافیہ 'رہا' ہے بہت میں غالب نے اکال دیا تھا ، چنانچہ دیوان با کلیات میں نہیں ہے ۔)

غزلیات کے متن سے متعلق گل رشتا اور کلیات کے لغوی اختلافات حواشی میں نشانہ کیے ہیں ۔

دلیانِ گل

مالک رام صاحب نے گل رشتا کے اپنے نسخے کے حصہ اردو کے اشعار کی کل تعداد ۵۵۵ ' دہلی ہے ۔ عروسی صاحب نے بھی ان مشروبات کی جو تعداد ردیف وار درج کی ہے اس کا مجموعہ ۵۵۵ ہے ، لیکن عروسی صاحب کے ہاں ۵۵۴ چھپا ہے اسلئے غالب (اسلئے خواجہ محمد حسن) میں حصہ اردو میں ۵۵۴ شعر ہیں ۔ اسلئے جلد موجودہ میں تیس اردو اشعار کا جن میں ایک نئی غزل بھی ہے اضافہ ہے جو گل رشتا کی دوسری تصدیق میں مئی ۱۸۳۰ء میں مزاحمت کیے۔ تاریخ اس نسخے میں دیہلی کے غم پر درج کی گئی ہے ۔ خود یورپہ مجموعے کے آخر میں نسخے کے کاتب قاضی عورت اللہ دیہلی نے اپنی و کتابت کے اہتمام کی تاریخ ۲۰ ذی قعدہ ۱۲۵۲ھ لکھی ہے ، جس کی مطابقت ۱۰ مارچ ۱۸۳۵ء سے ہوتی ہے ۔

فارسی حصے کے اشعار کی کل تعداد ' بھی مالک رام صاحب

۱۔ لغزِ فاخر ، دلی ، سدا : گل رشتا

۲۔ لکار ، چو لکڑی ۔ ۱۶۶ ج

نے ۵۵۵ بتائی ہے ، لیکن اچھے مطالعے میں مختلف امتدادیں سخن کے اشعار کے بارے میں جو تحصیل مزاج کی ہے اس کے حساب سے کل اشعار ۵۵۶ ہوتے ہیں ۔ بارے میں میں چند شعر زیادہ ہیں ۔ ایک شعر قصیدے میں جس کا وہ ذکر کر چکے اور پانچ شعر خاص ”کم“ والے قطبے میں ۔ اس طرح کل فارسی اشعار ۵۵۶ ہوتے ہیں ۔ کل دھنا کے اردو اور فارسی اشعار کی تعداد بالکل مساوی نہیں ، تقریباً مساوی ہے ۔ اردو غزلیں ۴۱۸۵۵ کے سطحے میں ۱۱۶ اور ۵۱۵۳ کے سطحے میں ۱۱۷ ہیں ، لیکن فارسی غزلیں کل دھنا کے لیون سطحوں ”سعد“ ”مالک رام“ ”سعد غالب“ ”سعد خواجہ“ ”حسن“ اور ”سعد جمال سربھا“ (سعد) خاص عزت اللہ فیضی) میں صرف بتائیں ہیں ، لیکن یہ پوری پوری ہیں ۔ پھر اردو غزلیات اور فارسی غزلیات کے اختراج میں یہ فرق بھی ہے کہ اردو کی غزلیں ردیف دار ہیں اگرچہ ۱۱۷ ہیں اور فارسی کی غزلیں ردیف کے لحاظ سے بے ترتیب ہیں اگرچہ صرف ۱۱۷ ہیں ۔ غالب سے فارسی حصے کے شروع کی اشعار عبارت میں لکھا ہے ”...ازانہ چاکہ دھوؤ این گہر پاکو شاہدار را برآست“ قطار حروف نہیں نکلتے ، ام و این اور آواز براگندہ را شیرازہ جیمہتر لہوین نیست مروجہ ، فرستگار پردی ہمشہ و ستیہ ، آہنگار سوزور اندیشہ مرد ، برے دہلوی ، مہریر نگہار و عشر اللک مردانگہ ، فطرت و سے دعاغیر ، حاتم فرحت پیلورہ ۔“

مگر ہم کہتے ہیں کہ اردو حصے اور فارسی حصے کے اشعار کی تعداد کو چلی لہوین میں مساوی رکھنے کی کوشش کے لیے سے دھانی اور قدیم القرضی نے اجازت دہی حالانکہ یہ کام خاصی محنت کا تھا اور صرف ستائیس غزلوں کو ردیف دار ترتیب دے سکتے ، حالانکہ یہ چار عنصر اور آسان کام تھا ، اور غزلیں بھی ۳۱ حروف تہجی میں سے صرف دس ردیفوں کی تھیں ۔ ان میں بھی الف ”ت“ د اور ن کی زیادہ تھیں اور باقی حروف کی کم ۔ بات دہی ٹھیک ہے جو نسبتاً غالب کے نام سے نکل رہی تھی کہ اس زمانے میں وہ فارسی کلام کے لحاظ سے اگرچہ ”الغز گدار“ تھے لیکن ”لکھ مرصعہ“ تھے وہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ ان کا فارسی دیوان ہے ، لیکن غیر مرصع ہے ۔ اس لیے ان ۱۱۷ غزلوں کو غیر مرصع رکھا ۔ ان ستائیس غزلوں میں سے بیشتر اراکین دہلی اور شاہین شاہدوں کے مطابق دورانہ سطر بلکہ قیام کلکتہ کی ہیں ۔ ہمیں مالک رام صاحب کی رائے سے اتفاق ہے کہ ”ابھی لکھ فارسی کلام نہ صرف مرصع ہی نہ ہوا تھا ، بلکہ یہ مقدار میں بھی کچھ

زیادہ نہیں تھا۔“ البتہ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر فارسی کلام زیادہ مقدار میں تھا تو اس کا بیشتر حصہ قابلِ تصفّٰی نہ تھا۔ ممکن ہے بعض حیدرہ کی طرح فارسی کا شوق اولیٰ نہیں وجود رکھتا ہو اور وہ ”لیڑی تریچھی جالوں“ میں بعض حیدرہ کی اردو سے کئی قسم آگے ہو۔ مالکِ ولام صاحب کی یہ بات بھی بالکل درست معلوم ہوتی ہے کہ ”فارسی ہے انہیں زیادہ شغف کھینچنے کے ماحول سے پیدا ہوا۔“ دوسری طرف یہ حقیقت بھی ہے کہ ان کی یہ مشائخ فارسی عزلیں سب کی سب انتہائی بلند مدار کی ہیں۔ خاص طور سے جب ہم ان کے بیشتر شعرا کی پیمائش عزلوں سے کئی دھڑائی کی عزلوں کا موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں غالب کی دستِ دگر، شاعرِ احساس اور نقوشِ بیانِ حیرت انگیز نظر آتی ہے۔

رنگِ گلی

”گلی دھنا کی فارسی عزلوں کے مضامین بیشتر غالب کے ان تجرباتی رنگ پر مشتمل ہیں جن کا تعلق ان کے اس وقت کے حالاتِ زندگی اور حوادثِ سفر سے ہے، خاص طور پر زندگی کی کئی کئی باتیں اور ناگہات سے جن سے وہ مقصدِ ہنسی کے سلسلے میں شہساز رہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان پیادوں پر انسانی زندگی کے بارے میں سوچنے ہونے اور چہروں کو محسوس کرتے ہوئے وہ حیات و کائنات کے اہم ترین اور بلند ترین مسائل تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سطح پر ان کی عزلوں میں شعرِ غالب کی تخلیق اور احساسِ حباب کی نوجوانی ہوتی ہے۔ اس مقصد سے ہم مزید طویل کلام سے بچنے کے لیے اشعارِ ہنسی کو کے بحث نہیں کرتے۔“

بیانی آنا اور کہنا ہے کہ غالب کی عمر اس وقت تقریباً ۲۳ سال کی ہے لیکن ان کی ان عزلوں میں یہ شعر بھی ہے :

انکارِ سفر افتاد بہ پوری غالب
اکھڑ او پای آباد و عصائی آید

جنت دوسرے اشعار میں بھی اس طرح کی بات ہے، لیکن یہ دعا گلی دھنا ہی کے اس مصرعے سے حل ہو جاتا ہے :

لنگرِ پوری ہے جوائی میری

یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ جیسا محلِ خاندانوں میں یہ روایت تھی کہ ساتویں عمر کی ابتدائی فیادوں میں ہو جاتی تھیں وہاں شاید یہ بھی ہو کہ پوری کا لوتہ جنت شروع ہو جاتا ہو۔

خطابِ گل

دوہر چراغِ عقل میں دھامس اٹھن خطاب میں صدامِ انسی
 راضی نے غالب کے شاگرد میں باقر علی شاہ باقر کے حالات میں
 لکھا ہے : ”مولوی مخدومہد دل مرحوم ایک روز شاہ باقر سے باغی
 میں ملنے آئے اور انہوں نے گفتگو میں شاہ باقر سے کہا کہ غالب کے
 اردو دیوان میں بعض شعر مہمل اور بے معنی ہیں ۔ معلوم ہوا ہے
 کہ انہوں نے جسے مہسوش کی حالت میں کہی ہوں ۔ شاہ باقر
 نے ایک شعر پڑھنے کی فرمائی کی حد مخدومہد علی نے یہ شعر پڑھا :

دل میں شاد کشتگھرِ مسرت دیدار

آہد ہستہ ہر نہ مست رہا ہے

محسوس باقر اس کو پہلے تو شعر کی تعریف کرتے رہے ۔ پھر
 قابل اور نقابل کے طور پر کسی فارسی استاد کا یہ شعر پڑھا :

مرا چہاں او سوخت ، وندو شہم خوش

کہ در مشاہدہ خطاب میں سوز

انہوں نے دونوں اشعار کا نقابل کر کے خطاب کے شعر کا
 مطلب اس خوش اسلوبی کے ساتھ بیان فرمایا کہ قابلِ ہنسی اور حد
 مطلوبہ ہوئے ۔“

لیا یہ اردو شعر خطاب نے گل دھنا میں نہیں لیا ۔ اس غزل کے
 دوسرے چار شعر ایسے ہیں ، حالانکہ یہ شعر بہت اچھا ہے اور ایک
 خاص چاندنی ناک کی طرح جگمگا رہا ہے ۔ دوسرے مصرعے میں خطاب نے
 جو تصویر کشی کی ہے وہ اس ناک کا کبابِ ابلاغ ہے ۔ خطاب کے
 شاگرد باقر علی شاہ بھی دراصل اس شعر کے صحیح مفہوم تک نہیں
 پہنچ سکے ۔ اس کا پتہ اس فارسی شعر سے چلتا ہے جو انہوں نے ”قابل
 اور نقابل“ کے طور پر پڑھا ۔ افسوس فری کی نیا کھڑی کا نقابل ہوا
 دلمروز اور وسائر لفظ سوز کی ہلاکت انگیزی ہے ۔ لیکن خطاب
 کے شعر میں دل کو جو کشتگھرِ مسرت دیدار ہے غزل ہو رہا
 ہے اس آئینے سے تشبیہ دی گئی ہے جسے محبوب کیسی لیا لیا ہے
 اور کہیں دکھ دیتا ہے ، اس لیے کہ سبھی افسانے میں مشغول
 ہے ۔ دوسرے مصرعے کے معنی میں پہلے مصرعے کی تشبیہ یا
 کباب ہے یعنی چلا مسرتہ بہتا ہے اور دوسرے مصرعے میں اس کی

غیر ہے۔ بالفاظ دیگر ان دو مصرعوں کا ربط صرف عطفی یا بحرف
استفراک ہے قائم نہیں ہوتا جیسا کہ فارسی کے شعر میں ہے۔
اس واقعے سے جو نتائج راہنوی صاحب نے نکل کیا اس بات
کی ایک مثال ملتی ہے کہ غالب کا عام معیار کسی طرح ان کے
اشعار کو ”مہمل اور بے معنی“ اور ”آزاد کے دائرے سے خارج“ کہہ
دینا لیا اور گلی رہتا میں انتخاب اشعار سے معلوم ہوا کہ کسی طرح
غالب اپنے معیار سے ایک حد تک مصالحت کی کوشش کرتے
تھے۔ کل رہا ہی نہیں انتخاب غالب بھی جو ۱۸۶۶ء میں مرثیہ
ہوا اس کیفیت سے متاثر ہے۔ بلکہ متداول دیوان اردو کو بھی
معیار سے اس دباؤ سے آزاد نہیں کہا جاسکتا۔

میرزا کی :

ڈاکٹر فریح ہد اکرام صاحب نے غالب کے ۱۸۶۶ء تک کے
اردو اور فارسی کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے کئی بنیادی باتیں کہی
ہیں :

”شروع میں انی نوچہ زبان تو اردو کی طرف تھی اور فارسی
کی طرف کم، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سفر کلکتہ سے کچھ عرصے پہلے
انہوں نے فارسی شعر گوئی پر زیادہ توجہ شروع کر دی تھی۔ اس
سفر کے دوران میں انہوں نے کئی فارسی غزلیں، ایک بلند پایہ
فارسی مثنوی اور کئی ایسے فارسی قصائد لکھے جو ایک نو آئین کا
نچوہ مگر نہیں معلوم ہوئے۔“

”ایام کلکتہ کے زمانے میں اور اس کے بعد ایک عرصے تک
میرزا نے فارسی اشعار زیادہ لکھے اور اردو اشعار کم۔“

”میرزا کی ان غزلیات کے مطالعے سے جو انہوں نے سفر کلکتہ
کے دوران میں لکھی، یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جہاں تک اردو
غزل گوئی کا تعلق ہے وہ اس زمانے میں بھلی کا رنگ لڑکھو کو چمکے
تھے لیکن فارسی غزلیات میں یہ رنگ ابھی نمایاں لیا اور ان غزلوں
کے اکثر اشعار دقیق خیالات اور شور و کار اشتیاقات سے پر ہیں۔ یہ
صحيح ہے کہ چونکہ فارسی زبان میں یہ طرز شاعری تھی نہ تھی اس
لیے میرزا کی ان فارسی غزلیات میں وہ اچلیٹ اور غزلت نہیں معلوم
ہوتی جو ان کی ابتدائی اردو غزلیات کی خصوصیت ہے۔ پھر بھی ان
غزلیات اور بعد کی بلند پایہ فارسی غزلیات میں نمایاں فرق ہے۔ یہ
بھی ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ اگرچہ میرزا کی اس زمانے کی فارسی
غزلیں دقیق اور حوالی مقامی ہیں پر بھی لیکن ان کی اس زمانے کی
فارسی مثنویں اور قصائد آہ انکس سے ترقی ہیں۔ قطعاً ظہیر اور

یاد غالب دونوں کی زبان بہت سادہ اور سلیکھ ہے اور ان کے اس زمانے کے قصائد میں بھی خیال اور زبان کی وہ انہیں نہیں جو اس زمانے کی دوسری نثریات میں نمایاں ہیں۔^{۱۱}
(غالب نامہ، لاہور، ۱۹۳۹ء، ص ۱۰۹)

جناب سید فیاض احمد نے غالب کے عہد شباب کی شاعری کا انتہائی جائزہ لیجے ہوئے کہا ہے :

غالب کے حاشیہ نیز اور نہ گہر تھے۔ روشنی اور شعاعوں کا احساس انہیں شلشہ سے ہوا تھا اور اسی طرح رنگ اور خوبصورتی کا۔ کس بھی معیار سے جائیں چاہئے اور فکر کی ایک بے ساختہ تھلا گیری اور جبرائی جیسے نمونے ہم ان صفحات میں ان کی انتہائی شاعری سے اپنی کرتی گئے جس میں ایک انتہائی دراز اور خوبصورت فہم حقیقت کی طرف براہِ بڑھنا چلا جاتا ہے۔ زندگی کے مادہ وجود مظاہر ہیں یہ ہے جو ادب اور انسانی لطیفہ کی دنیا میں شاید صرف شاعر جان کیسی اور موسیقار مورچہ کے پاس ملتا ہے۔^{۱۲}

نور و کتاب کی :

غالب کے سفر کلکتہ کا ان کی فکر اور ان کے فن پر جو گہرا اثر پڑا اس کی انتہائی ڈاکٹریٹجیجیج ہد اکرام صاحب نے اس طرح کی ہے ۔
”میرہ صحیح ہے کہ انیسویں صدی کا سفر کلکتہ نے کار نامہ ہوا ، اور حصولِ چاندنی کی تمام لک و درد بانگیں گئی ، لیکن میرا کے مشاہدے کی وسعت اور فہمی مشور و نما کے لیے کلکتے کا سفر بہت معیہ رہا ۔ ایک تو محنت میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر جو قسم قسم کے آدمیوں کا گہرہ ہوا ہے وہ ہوا ۔ دوسرے کلکتہ ان دنوں ایسٹ انڈیا کمپنی کا صدر حکومت تھا ۔ مغرب کی تمام گزریاں اور ایجادیں سب سے پہلے ہندوستان میں وہاں شروع ہوئی تھیں ۔ میرا کو انہیں مجسم خود دیکھنے کا موقع ملا اور اس معاملے میں ان کی واقفیت اتنی بے پناہ تھی ۔ اسی طرح لکھنؤ میں بھی میرا کو گہر تک ایام کرنے اور وہاں کے طرزِ شاعری اور زبان کی صفائی میں فاسخ ہو کر رہی کہ وہ تھے انہیں مفائد کرنے کا موقع ملا ۔ پہلی ہے کہ میرا کی اثر پذیر طبیعت نے ان تمام باتوں سے فائدہ اٹھا لیا ہوگا ۔ انہوں نے سفر کلکتہ کے بعد عرصے تک اردو اشعار بہت کم لکھے ہیں لیکن اس کے پہلے اور بعد کے دوسرے اشعار میں جو فرق ہے وہ طبیعت اور تصانیع کی اس چٹائی کو نمایاں کرتا ہے جو امراتین سال کے عرصے میں انہیں حاصل ہوئی ۔“ (آثار غالب، ص ۳۶۶-۳۶۷)

۱۱۔ A Critical Introduction، A. H. Ali، شائع کردہ مجلسِ برادری

غالب ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور ، ۱۹۶۶ء ، ص ۱۶۵-۱۶۶

گل اور غالب

گل رہا کی ایک سو سترہ اردو غزلوں میں سترہیں قطعے غالب تخلص کے ہیں اور باقی امد تخلص کے ۔ ایک جگہ تخلص کے بجائے نام امد اللہ خاں آیا ہے ، لیکن فارسی میں یہ مقام پر غالب ہی ہے ۔
نامہ ہای فارسی غالب میں ص ۱۰۶ اور ص ۱۰۳ پر غالب کی ایک دلچسپ فارسی قمریہ درج ہے جو الہیوں نے کلکتے کے قیام کے دوران میں لکھی تھی ۔ کلکتے کے سوکڑی حلقوں میں مرزا فضل بیگ نے منسوب کیا تھا کہ غالب نے اپنا نام اور تخلص بدلا ہے ۔ اس بارے میں غالب نے اپنے اردو دیوان (نسخہ حمیدید) اور اپنی سپرد کا حوالہ دے کر آخر میں کیا ہے :

”اسم این فقیر امد اللہ خان است و علم مرزا نوشہ و تخلص غالب ، لیکن از آنجا کہ غالب کلمہ دہائی است و طرف بعض مصور تشبہ آرا لیک برنابہ فقیر لفظ امد را کہ مخلف اسم خاص است و معہذا کلمہ قلانی کہ کہ تخلص اختیار می کنند ، اگر غلط است معافی و اگر راست العیب ۔“

اس کے باوجود گل رہا کے اردو حصے میں امد تخلص کی کثرت اور فارسی حصے میں غالب تخلص کا التزام ملتا ہے اور یہ بات غالب کے بیان کا پورا ساتھ نہیں دیتی ۔

اس کے علاوہ گل رہا کے نسخہ غالب (نسخہ خواجہ محمد حسن) اور نسخہ چل موہنا دونوں کے خاکے میں غالب نے اپنا نام محمد امد اللہ درج کیا ہے ۔ نامہ ہای فارسی غالب کے یہ خطوط کے آخر میں اور بعض جگہ عبارت کے درمیان بھی ہیں ۔ اور یہ خطوط سفر کلکتہ کے دوران کے ہیں ، لیکن کئی دوسرے مقامات پر بھی گزریوں میں صرف امد اللہ ہے ۔

خانیہ گل

گل رہا کے خانیے میں جو فارسی شریں ہیں ان میں نواب احمد حسن خان ، مولوی فضل حق خیر آبادی اور معظمہ الملوک آغا میر کے نام آتے ہیں اور دہلی سے کلکتے کے سفر پر روانہ ہونے اور

لکھنؤ سے گزرنے کا ذکر ہے ۔ ان شخصوں سے متعلق اور اس سفر کے بارے میں غائبیات میں جو ضروری معلومات محفوظ ہے اس کے ساتھ بھی جانے پہچانے ہیں ۔ صحیح اور نئی معلومات کا ایک تازہ ماخذ جناب سید اکبر علی لودھی کا مقدمہ ہے جو انہوں نے لحد ہائی لارسی غالب پر لکھا ہے اور جس کا ذکر ان سطور میں اس سے پہلے کئی جگہ آچکا ہے ۔ جناب قاضی عبدالودود صاحب کا مقالہ (ماہ لو ، کراچی ، فروری ، ۱۹۶۵ء) بھی جو اس مجموعے کے مسترجعات پر ہے اس سلسلے میں اہمیت رکھتا ہے ۔ لحد ہائی لارسی غالب کے فارسی متن میں بعض معلومات ترویج طلب ہیں جن کا بیان چار ہزارے موضوع سے خارج ہے ۔ اس سے پہلے کا اہم ترین ماخذ مسترجعات غالب کا متن اور مقدمہ ہے پھر قاضی صاحب کی دیگر غالب اور اس کے حواشی ۔ اس کے علاوہ جناب سہر صاحب کی کتاب غالب ، جناب ڈاکٹر فیض محمد اکرام صاحب کا غالب لحد اور حیات غالب ، مالک رام صاحب کی ذکر غالب ، سہر صاحب کا "غائب" غالب کا سفر کلکتہ ، (رسالہ اردو ، اپریل ۱۹۶۶ء) پروفیسر عید احمد خان صاحب کا مقالہ غالب اور کلکتہ (رسالہ ، مارچ ، کراچی ، فروری ، ۱۹۶۵ء) خاص طور پر قابل اعتقاد ہیں ۔

شاخ گل

گل رعنا کے دیباچے کے اصل قدیم متن اور بعد کے ترمیم شدہ متن کا فرق چلتے بیان کیا جا چکا ہے۔ پہلی آہنگہ : ”دوران فارسی اور گلاب دُر فارسی کے معاصر نامی اسطوں میں اس کا ترمیم شدہ متن ملتا ہے اور یہیں معاصر مطبوعہ اسطوں اور بعد کے مطبوعہ اسطوں میں ہے۔ خاکہ ”گل رعنا کی دو ٹوٹیں جو صنعت تعاقب میں ہیں لہذا باقی فارسی غالب میں غالب کے ایک فارسی خط میں ہیں درج ہوئے ہیں جو بالآخر (مکتوبہ) کے مولوی محمد علی (فارسی حراج الفین علی خان کے چھوٹے نمبر) کے نام ہے۔ اس خط کے یہ الفاظ ”نہیں خشک سال طاقت تاریخ سطر نوامیر گشت“ پھر یہ الفاظ ”بیچ وا بہ وہ پورتن اسٹیں شریب لوزی است“ اور اسی طرح یہ الفاظ ”نوسبانیہ بیچ سطر مشرق“ اور اسی مکتوب الہ کے نام سالہ کے دوسرے خطوں کا مضبوط نمونہ بنا دیا ہے کہ یہ خط سطر کلکھ کے ”دوران میں لکھا گیا ہے۔ اس مجموعے کے تمام خط اسی زمانے کے ہیں، جیسا کہ اصل مراتب نے اچھے متن میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ہے۔ غرض شاخ کی دو ٹوٹوں کا متن جو مذکورہ خط میں ہے گل رعنا کی تالیف ہے کچھ چلتے کا ہے۔ اس خط میں چلی دُر کا تعاقب غالب نے ان الفاظ میں کرایا ہے :

”غرض این کہ در مبادی بیچ سطر مشرق بہ فیروز پور کہ چاکیر سمو صاحب اہل فخرالدولہ دلاور الملک ابواب اعظم بخی خان بہادر وستم جنگ است جلست ہر نمودج گزراہدہ ہودم۔ پھر العلماء مولوی محمد فضل حق نام دوعنے در غار الخلافت ممکن داشت کہ من از فرط استعمال لوجست تودیع تیاقت۔۔۔ فرود یافتہ بہ سطر متعدد شتافہ ہودم و در آہا رسیدہ پوزش نامہ ہندو کچر الا نادینی گشت و در آن صنعت تعاقب مرعی داشت و ہو خدا۔“ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ اس کی تحریر کے وقت ابواب اعظم بخی خان (مشرق منیر اکبر ۱۸۲۷ء) حیات تھے۔ چلی سطر کی تاریخ سال ۱۸۲۷ء کے وسط میں قرار پاتی ہے یعنی جب غالب سطر کلکھ

کے آغاز میں دہلی سے روانہ ہو کر فیروز پور جہانگیر پہنچے اور دوسری طرف کی تاریخ نگارش شروع کیا۔ مہرم ۱۰۶۰ھ مطابق ۶ ماہ اگست ۱۶۴۷ء سے۔ یہ دوسری اثر وہ عرصہ داشت ہے جو انہوں نے معتمد الدولہ آغا میر "نائب السلطنت" اودہ کو پیش کر کے اپنے لکھی تھی۔ اس کے اختتام میں تاریخ دوسری ماہ محرم ۱۰۷۰ء سے، سال طرح نہیں۔ مذکورہ خط میں دوسری اثر کے تعارف میں غالب نے لکھا ہے۔ "مسمودہ ایست کہ در لکھنؤ بہ تکلیف سیحان علی خان و میر نیاز حسین خان و دیگر دوستان جدیدہ عرضداشت برای معتمد الدولہ بہ تحریر آید است۔ ہر چند انکاراں سرکار ترمیم یا سفروشی یا برانگیختہ رنگہ تعارف بہ منظور امیر معراج و خاندان ملازمت قرار یافت، اما چون در دہلی معتمد وقتہ فہمین ملازمت از ان طرف سلطان یا راجہ اتی معاملہ نہیں ہو خارج صورتہ وجود نگرفت، یہ چند را دلی از فکر اسودہ سرچوہہ پش و ملیحہ دیوان و مطلقہ افکار در پیش۔ مستحالیہ ہائے فائزہ عاکساری و زراعت و دامن از اعتلائے آن نو دولتانی سفارہ برچشم۔ اگرچہ تقریر آن ہوس از حینہ عواست اما رقم آن نو مسمودہ باقی است، چنانچہ واقعہ کلندر بہران نگار می گردد۔"

جہاں اثر کے شروع میں غالب نے اپنا نام "امید اللہ" لکھا ہے لیکن اس کے آخر میں صرف "امید اللہ" ہے۔ اس کے برعکس گلی رہتا میں جہاں شروع میں "امید اللہ" اور آخر میں "امید اللہ" درج کیا ہے۔ پہلے آہنگہ میں اس اثر کے آخر میں بھی صرف "امید اللہ" ہی ہے۔

گلی رہتا کی تالیف کے وقت غالب کا فارسی دیوان ابھی مرتب نہ ہوا تھا، جیسا کہ انہوں نے اپنے دیوانِ رطابہ (مستغلب اردو دیوان) کے دیباچے میں جو ۶۴ ذی قعدہ ۱۰۶۳ھ مطابق ۱۶ ماہ اپریل ۱۶۵۳ء کی نگارش ہے فارسی دیوان کی جمع و ترتیب کا ارادہ ظاہر کیا ہے :

- ۱۔ دیکھیں سالکروام صاحب کی مذکور غالب اور عید اکبر علی صاحب ترمذی کا مرتبہ مجموعہ، نامہ ہای فارسی غالب۔
- ۲۔ معتمد الدولہ آغا میر وزیر خاڑی انجمن خیر یا دہاد اودہ۔ یہ ۱۰۵۶ھ میں معزول ہو کر کابلور چلے گئے تھے اور وہی ۱۰۵۳ھ میں انتقال کیا (ایضاً)
- ۳۔ نسخہ ہوشی۔

”معاذ اللہ“ اس نامہ وا آن در سر است کہ اس از التعلیل دیوان رفتہ بہ گرد آوریں سرمایہ“ دیوان فارسی برنیزد“ اس کے معنی یہ ہوتے کہ آریں سرمایہ وا آن کا مراد شد مجموعہ میں گلی رہتا تھا جس کا انہوں نے دیباچہ بھی لکھا تھا اور خاکہ بھی ۔ اردو کلام کو انہوں نے اس مجموعے میں اس لیے مقدم رکھا تھا کہ شاعری انہوں نے اردو سے شروع کی تھی اور ان کا کلام پہلے اردو میں ہی تھا ۔ گلی رہتا کے دیباچے میں انہوں نے کہا ہے

”برادر سخن پذیر سخن دلپذیر جوئے دیدہ و آواز داشتند
نہند بہاد کہ در آغاز غار غار حشر کافر شوقم شد صرف لکازی
اتحاد ارضی زبان بود دو ملک از این لہر ہم در آن جاہ گفتار و
جان رہ میرد شد کہ بہاد سر رفتہ از کف رود و کز از پر کز افتد“ ۴۹

اس کے متعدد اقوال موجود ہیں کہ انہوں نے فارسی میں دیوان مراد کرتے کا عزم سن کر کھٹکے اور کھٹکے کے ہنگامے کے پھر اتر گیا تھا ۔ اس عزم میں انہوں نے فارسی کے ناموں کا بھی حصہ معلوم ہوتا ہے اور کھٹکے کے انہی سر کے اور اقوال ماحول کا بھی ۔ بلکہ اس زمانے میں چار اور ہنگامے کے شہروں میں بھی انہی فارسی شاعری ہیں سفر لطیف اور سرمایہ“ انتظار تھی یا بالفاظ دیگر کم سے کم کسی نصیب کو اور غزل گو شاعر کو فارسی دیوان کے دیباچہ عام طور پر بڑا شاعر نہیں ملتا جاتا تھا ۔

گلی رہتا کی تالیف کے وقت اس مجموعے کے فارسی کلام کے علاوہ ان کی حسب قبل فارسی منظومات کا اور چند چٹا ہے :

نصیبہ :

گر بہ سبیل کمال روئے دیوان رفت

ماخذ :

جامع دورہ کے خطوط اور دوسرے ماخذ کے علاوہ لسانی صاحب کے مرتبہ مجموعے ”نامہ پای فارسی غالب“ میں اس نصیبے کا ایک شعر درج ہے :

ہم را مالک حیرت دلیا دیوم

ہوں بہ حشر لکھ گبر و مسلمان رفت

اس خط میں غالب نے بالندا (بندھنکیت) کے سوازی ہمدانی کو لکھا ہے ”خیر مرگزر لوالب احمد بگلی غازی بسج الفس رسیدہ باشد“ اس طرح یہ خط لوالب کی تاریخ وفات حشر اکبر ۱۲۸۳ء

کے بعد کا ہوا ۔ پھر چونکہ اس خط میں غالب نے کلکتے پہنچنے اور شہر میں جوت دھڑا سے متعلق قصہ بازو میں اپنی جانے نام کا پتہ بتایا ہے ، اس لیے یہ خط ان کے کلکتے پہنچنے کی تاریخ ۔۔۔ موزی ۸۲۸ کے چند دن بعد کا ہوا ۔ اس میں ”تالاب“ کے بعد کا لفظ غلطی سے مٹ گیا ہے ۔ ظاہر ہے یہ لفظ ”گرد“ یعنی گول ہوکا جسے غالبیات میں گرد ہوا پر پڑا لیا گیا ۔ اس مجموعے کے ایک دوسرے خط میں غالب نے اس تالاب کو ”گول تالاب“ بھی لکھا ہے ۔ فریدی صاحب نے ”گرد تالاب“ یا ”تالاب گرد“ کو غلط بتایا ہے لیکن لفظ ”گرد“ غوریز نہیں کیا ۔ بیچ آہنگ میں اسے چھپھٹا کھتری کے نام کے نام پر خط میں ہے ”تورکلکتہ قریب جوت دھڑا در شہر دھڑا نزدیک تالاب گرد در حوالہ صریحاً علی سید اگر نہ اسد اللہ خان غالب برہنہ“ ۔ بیچ آہنگ کے قلمی نسخوں میں ”گرد“ اس ہے بدلی سہلہ ۔ کتاب ”غالب اور ابوالکلام“ میں آزاد کی ایک یادداشت میں اس تالاب کا نام ”گیشا تالاب“ آیا ہے ۔ بنگالی زبان میں گول کو گیشا کہتے ہیں ۔ اس سے بھی ”تالاب گرد“ کی تصدیق ہوتی ہے ۔ مذکورہ یادداشت حسب ذیل ہے ۔

”آزاد سہرسوے“ غالباً پہلے گورنر جنرل تھے جو شہر گئے ۔ اس وقت سے یہ رسم ہوگئی کہ ہر سال انہیں نو پر دوسرے سال گورنر جنرل گرمیاں شہر میں بسر کرتے ۔ اس زمانے میں ریل نہیں تھی ۔ آٹھ آباد یا کالہوز لک نہیا کے قریب ، پھر پانی ، کڑی اور گھوڑے پر ، یہ سفر جی شاپالہ شان و شوکت اور سار و سامان کے ساتھ ہوتا تھا پول پھر اس کی تفصیلات وغیرہ کی ریل میں معلوم ہوتی ہیں ۔

ایک اور شہر کلکتہ سے شہر لک اور پھر شہر سے کلکتہ لک متحرک رہتا تھا ۔ ہر حال اس صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا کہ مزدوروں اور ملازموں کا ایک بڑا گروہ کلکتہ میں صرف اس سفر

- ۱۔ ہوا صریحہ سہرسوے شائع کردہ خطی یادکر غالب ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور ، ۱۹۶۶ء ۔
- ۲۔ آزاد سہرسوے میں پہلے گورنر جنرل تھے ، جو گرمیاں گولہ شہر گئے ۔ یہ قصہ ۱۸۲۷ء کا ہے ۔ دیکھیے ۔

Punjab District Gazetteers - vol VIII. A

(Simla District) P. 124.

Lead, General Sir Henry Pottinger (1788-1856) - ۲

کے لیے رہنے لگا اور ان کے بھلے کا نام شطہ ہلاؤں پڑ گیا۔ یہ جیت پور پور کے اس حصے میں تھا، جو بعد کو گھٹا تالاب کے نام سے مشہور ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پیر میرزا غالب نے پورے تھے۔ اب یہ حصہ بالکل تلی گیا ہے۔ پورے مکملوں کے نام و نشان باقی نہیں۔ پٹی کے جاری ہونے ہی کھپ کے مصالحت میں معلوم ہو گئے تھے، اس لیے شطہ ہلاؤں تھی معلوم ہو گیا۔

غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ مذکورہ قصیدہ جو نصیر الدین حیدر بادشاہ اودھ کی مدح میں ہے وہ غالب ۱۹ اکتوبر ۱۸۳۷ء سے پہلے کہہ چکے تھے۔ روشن الدولہ والے قصار اس قصیدے میں الفوں نے بعد میں لڑائی ہے، جناب سیر صاحب نے اس قصیدے کے بارے میں لکھا ہے "اس کا تعلق عرب ہے ابتدا کے بڑے حصے کے متعلق صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت لکھا گیا جب میرزا بخش کے مظہر کے لیے کلکتہ روانہ ہو گئے تھے اور قصیدہ لکھا کہ جاتے جاتے لکھنؤ میں بھی لکھیں۔ الفوں پڑھیں ہوگا کہ بادشاہ کا قصیدہ کہیں کے تو الٹی رقم مل جائے گی جس سے معلوم سفر پورے ہو جائیں۔ وہ لکھنؤ میں خاصی دیر لکھیں۔ خود فرماتے ہیں کہ میرزا ذکر محبت الخوانہ تک پہنچا اور ملاقات کا انتظام ہوا۔ اس وقت قصیدہ نہ لکھا جاسکا اور محنت تعطیل میں ایک اثر لکھ لی، لیکن ملاقات اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ میرزا نے ملاقات کی جو شرطیں پیش کی تھیں وہ منظور نہ ہوئیں۔ اس زمانے میں غازی الدین حیدر فرمائے اودھ تھے۔ جن کے بعد نصیر الدین حیدر بادشاہ ہوئے اور یہ قصیدہ نصیر الدین حیدر ہی کی مدح میں ہے۔ چونکہ اس میں روشن الدولہ کی وزارت کا ذکر ہے اور وہ نومبر ۱۸۳۷ء میں وزیراعظم مقرر ہوا، اس لیے یہ قصیدہ بہر حال اس تاریخ کے بعد کا ہے۔" اس قصیدے کے اسرہ مدوح والے شعر میں "صورت ظہر حیدر" الفاظ نا درجہ ہیں کہ ان کے بہانے پہلے "غازی الدین حیدر" دیا۔ اگر قصیدہ شروع میں ہے حضور الدین حیدر کے لیے ہوتا تو غالب اس کے لیے فن کی روایات کے مطابق ایسی ہی یا ایسا وزن اختیار کرتے جس میں "نصیر الدین حیدر" نظم ہو سکتا، اور "صورت ظہر حیدر" کے جولو کا سہارا نہ لینا پڑتا

ہے۔ 'مجلس الدولہ' اور 'روشن الدولہ' القاب یہ دونوں اس عہدے میں نظم ہو سکتے ہیں۔ پہلے معروف مجلس الدولہ کے نام کا ہرکا۔ پھر اس کے بجائے روشن الدولہ نام کا معروف نظم کر دیا۔

ڈاکٹر شیخ محمد اکرام صاحب نے لکھا ہے :

"غالب لکھنؤ سے ۲۵ جون ۱۸۵۷ء کو روانہ ہوئے اور ۱۹ اکتوبر ۱۸۵۷ء کو غازی القین حیدر کا انتقال ہو گیا۔ ان کی جگہ نصیر الدین حیدر جو ان کے بیٹے کہلاتے تھے تخت نشین ہوئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سات آٹھ سال بعد جب روشن الدولہ نائب السلطنت تھے تو منشی محمد حسن اور روشن الدولہ کی وساطت سے یہ عہدہ بادشاہ کے دربار میں بڑھا گیا اور وہاں سے پانچ ہزار روپیہ دینے کا حکم ہوا، لیکن منول نسخ اس میں سے تین ہزار نواب روشن الدولہ نے کھائے اور دو ہزار متوسط یعنی منشی محمد حسن نے۔ غالب بجاہت کو پانچ روپے بھی نہ ملے۔"

(ڈاکٹر غالب، ص ۵۵ و ۵۶)

چند ڈاکٹر شیخ محمد اکرام صاحب نے اس عہدے سے متعلق جس نظریے کی تائید کی ہے وہی قواصل صحیح ہے۔ انہوں نے لکھا ہے :

"یہ عہدہ کرنا مشکل ہے کہ یہ عہدہ لکھنؤ کب پہنچا گیا اور کیا شروع ہے وہ اس میں نصیر الدین حیدر اور روشن الدولہ کا نام لیا یا پہلے غازی القین حیدر اور مجلس الدولہ کا نام لیا اور چونکہ ۱۸۵۷ء میں یہی نہ ہو سکا اس لیے بعد میں انہوں کی تبدیلیت نصیر الدین کے دربار میں یہی کیا گیا۔ عہدے کے مضامین سے مؤرخان ذکر نظر ہے کی تائید ہوتی ہے اور چونکہ اس عہدے کے بعض اشعار کلی دھما کے دیاجے میں منکھب ہوئے ہیں اس لیے غالباً یہ نظریہ صحیح ہے۔" (ڈاکٹر غالب، ص ۵۶ و ۵۷)

روشن الدولہ اکتوبر ۱۸۵۷ء میں نائب السلطنت ہوئے اس لیے عہدے میں ان کے نام کے لیے تبدیل یا اضافہ اس تاریخ کے بعد ہوا۔

• یہ قطعہ جو فارسی پنجونے پر لکھا اور ۱۸۵۸ء سے پہلے

کا ہے :

مطلوبہ مطوعہ سرکا غالبہ حوزہ
کادو لعلی زلف توان گفت چاقی لہو

گویند وگرنہ تا بہ فارسی رسیدہ است
 سارا بہ این گیارہ صیغہ این گان بہرہ
 بہ تعداد پنج آہنگ کے علاوہ نامہ پای فارسی غالب کے
 ہوائی خط میں بھی درج ہے ۔

۲۔ حزل جس کا مطلع ہے :

ہاو باد آن روزگوان کاغذارے دافتم
 تو کشادگ و چشمہ اشکبارے دافتم

یہ مطلع نامہ پای فارسی غالب کے خط (۱) میں درج ہے ۔
 اس خط کا حوالہ پہلے کیا گیا ہے۔ اس وقت پوری حزل کہیں چلیکن ہوگی
 جو کیاہے ظہر میں ہے ۔ اس میں جو تاثرات بیان ہوئے ہیں وہ
 غالب کے دوران سفر کی روداد ہے ہم آہنگ ہیں ۔ اس میں اشعار
 کی تعداد گیارہ ہے ۔

۳۔ غالب کی فارسی والی حزل :

اے مصنف! آجے برغاض ویا بارے

گزرہٹا میں ہے ہی۔۔۔ جہاں تاثر دکر باہتہ یہ ہے کہ اس کا مطلع
 پہلے کیاہے اور لیا ، کنگھے پہنچ کر غالب نے بدلا ۔ مولوی محمد علی
 کو غالب پہلے مطلع والی حزل پہنچ چکے تھے ۔ پھر ایک خط لکھ کر
 ان سے کہا ہے کہ اس کے مطلع کا پہلا مصرعہ لغزہ اور خالغ
 کر دیں ، لیا مطلع لکھ لیں ۔

”خزلے کہ از ہنوس فرستادہ ام و مطلع آن این است۔۔۔ امید
 کہ جناب سر مطلع مذکور را ہو فرمودہ این مطلع را تدر ماہتعالی
 ان دو مصرع سازند“

(۲) یہ حزل :

ہوسر ما ، قسیر ما

جو کل رہا میں شامل ہے غالب ۲۲ جولائی ۱۸۲۸ء سے
 پہلے کہہ چکے تھے ۔

اس کا ایک شعر ان کے اس خط میں درج ہے جو انہوں نے
 کنگھے سے ۲۲ جولائی ۱۸۲۸ء کو لکھا تھا ۔

۱۔ نامہ پای فارسی غالب اس ۲۱ء ۔

۲۔ ابتداً اس ۱۸ء خط ۲۳ء ۔

۵۔ 'غالب اور ابو الکلام' میں ابوالکلام تولد کی ایک یادداشت سے معلوم ہوتا ہے کہ 'ابیا نوشتہ ایم' خطا نوشتہ ایم، والی غزل بھی غالب نے لکھنے کے ایک طرحی مشاعرے میں پڑھی تھی:

"سناخ کے کیا کہ کا ایک لفظ میرے کتب خانے میں ہے۔ جسے سناخ نے سادہ اور ان کے ساتھ جہاد کرا لیا تھا، اور پھر وقتاً فوقتاً اس میں لیا کلام لکھنے لگئے تھے۔ اس میں کہیں کہیں غزلوں کے خطوط، بعض یاد دہشیں بھی لکھی ہیں۔ غالباً وہ اپنے محبوبہ کے ذکر کے لیے مرزا مولد جمع کر رہے تھے۔ اس میں ایک جگہ غالب کے نام لکھنے کا ذکر ہے۔ نہیں معلوم کس طرح یہ لفظ، خطا یعنی تاہر کتب قلم، کے ساتھ لک گیا۔ اس سے میں نے خبر لیا۔"

عبدالغفور سناخ اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ جب میرزا غالب لکھنے میں ملزم تھے، تو وہ اردو کے وکیل نے غلامی کے کئی مشاعرے اپنے بیان منطوق کیے، اور لکھنے کے اہلیوں کی بڑی تعداد ان میں شریک ہوئی تھی۔ ایک مشاعرے کی طرح یہ تھی، چالوشتہ ایم، لیا نوشتہ ایم۔ غالب نے غزل پڑھی تھی:

لا فصلی از حقیقت ابیا نوشتہ ایم
آفاق را مراغہ خطا نوشتہ ایم

حاجی عبدالکرم اسلمانی کے بیان، جو لکھنے کے چوب ڈسے تاہر تھے، ایک اور ان قابل میرزا کو چنگ نام ملے تھا۔ اس نے مجلس میں کھڑے ہو کر کہا کہ اس غزلیے کا شاعر آج سر زمین ایران میں کون ہے؟

وہ (سناخ) لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ خود حاجی عبدالکرم نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ یہ غزل ایران میں موجود ہے:

در بیچ لفظ معنور لفظ ابید نیست
فرہنگ نامہ ہای کتا نوشتہ ایم

جس میرزا کو چنگ کا اس میں ذکر کیا گیا ہے وہ شاعر بھی تھا۔

گورنر جنرل کی مدح میں کئی قصیدے لکھے اور اس عہد کے دستور کے مطابق غزلت پائے تھے۔^{۱۱} اپنی اس بات داشت میں انہوں نے کلکتے میں غالب کے ماحول کے بارے میں مثبت باتیں لکھیں ہیں، جن سے غالب کی فارسی شاعری کے محرکات پر روشنی پڑتی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے ”الہامیوں ہندی کے اواخر میں ایرانی ناچروں کی بڑی تعداد ہو گئی اور جن سوزہ میں منیم ہو گئی تھی۔ پھر جب کلکتہ میں مقام ہوا تو یہاں انتقال ہو گئے۔ عرصہ آباد میں بھی بڑا عہد مفلون (اورانیوں) کا اس گہا تھا۔ اور اب بھی ہندی کے اوائل تک یہ لوگ موجود تھے، جیسا کہ صاحب ”نقطۃ العالم“ کی تصریحات سے ظاہر ہے۔ جس زمانے میں میرزا غالب کا کلکتے آنے، یہ یہاں کے ایرانی ناچروں کے کمال عروج کا زمانہ تھا۔“ فوج داری دلا خاند، آرمین اسٹریٹ، اور سندھ پارک میں بڑی بڑی گولیاں تمام ان کی تھیں، اور شہر کی پھوسٹائی سوسائٹی میں نہایت معزز و ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ میں نے اپنے بچوں میں ان خاندانوں کو دکھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

”صباح لکھتے ہیں کلکتے میں میرزا غالب کا ملنا چلتا زمانہ نہ ایرانیوں سے رہا اور انہوں نے پوشش و لباس میں بھی ایرانی وضع اختیار کر لی۔“ ایرانی وضع سے مقصود ایرانی لباس کا استعمال ہوگا۔ وہ یہ ظاہر میرزا سے آواز کوئی وضع خصوصیات ایرانی میں سے اختیار نہیں کی تھی۔^{۱۲}

اس تفصیل کو ختم کرتے ہوئے یہ بات قابل ذکر ہے کہ غالب نے فارسی کی توصیف و تعریف میں اپنی مشنری کے جسدِ قابلِ بارہ شعر ایک خط میں درج کیے ہیں جو کلکتے جاتے ہوئے فارسی سے لکھا ہے۔

اس خط کی نثر میں اہم آباد کی مذمت ہے اور پارس کی مدح مشنری کے اشعار کے علاوہ خط کی نثر میں بھی ہے۔ ان اشعار کا مٹی چراغ دور کے اولین مٹی کا پتہ دیتا ہے۔ گلی دھما کے مٹی سے اس خط میں مندرجہ اشعار کے ثقافتی اختلافات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ گلی دھما میں اس مشنری کے دالہوسوں شعر کا دوسرا معرکہ یوں ہے:

ہنوز تو کلنگ چھٹی بوجہی است

لیکن مذکورہ خط میں ہے :

ز سحر گنگ چسپ تر چین است

۱ - چونسوی شعر کا چلا مصروف گل و ہوا میں ہے :

بناوی را مگر دیخت در خواب

یہ خط میں یوں ہے :

بناوی را تو کوئی دید در خواب

۲ - پندلیسوی شعر گل و ہوا میں یوں ہے :

نہم سنگ در آب ہا طبعی است

خط میں ’نور آب‘ کے بجائے ’در دل‘ ہے ۔ اس شعر کا

دوسرا مصروف گل و ہوا میں اس طرح ہے :

دن ہا رشک گل ہای رویی است

خط میں ’دین‘ ہا‘ کے بجائے ’دین‘ ہا‘ ہے ۔

گل و ہوا کی باتوں غزل کی زمین کا ایک شعر جناب عروسی

صاحب کے مراد مجموعے انتخاب غالب (تالیف ۱۲۶۶ء) میں

ہے ۔ عروسی صاحب نے لکھا ہے کہ یہ کہیں اور نہیں ملتا :

از خامی نصیب کس از اہل دلی مباد

ماہم ولوت یاد کہ ہے آب شستہ ام

گل و ہوا کے معلومہ نسخوں میں بھی یہ شعر نہیں ہے ۔

باقی اشعار جو اس سفر کے ہیں یا اس سے تعلق رکھتے ہیں

ان کے بارے میں معلوم ہوئی کہ ۱۱ ستمبر ۱۲۲۸ء تک کے ہیں

یا بعد کے ۔

شرح گل :

پنج آہنگ کے آہنگ سوم میں گل و ہوا کے بھی اشعار شامل

ہیں ۔ ان میں سے جو اشعار غزلیات کے ہیں وہ ہم یہاں درج کرتے

ہیں ۔ ان کے جو غزلیات غالب نے غلط کہیں ہیں وہ خاص طور پر

اہم ہیں ، اس لیے کہ خود شاعر کی طرف سے ہیں ۔

عنوان کے یہ الفاظ اگرچہ ضروری ہیں ان کا مناسب بحر استعمال

تفاسط کے لیے ہیں ، لیکن ہر حال اصل معلومہ رنگ چاہیے میں سن

ہے مدد ملتی ہے :

فلسفہٴ حاکمہ، ذاکر، بد عشق، معشوق، یا یار، سلوک، حاکم
دوستان یافتہ

سروکارم بود با سالی کز تدبیر خودش
لقب فرستاد من لرزد و موجر باشد مہر و

تدبیر مستندہ در گزارش، تدبیر، استماع، پیام، دوست

ما لقتہ دیدار و پیغام گرفتیم
مشاور، تو دوست و شہین شداد

در مقام، مع، انگیز، جاہ، ہنر، لب، از حد گذار، درد :

چوب، مرا منظور، کہ، ہوش، نگاہ، است
تاریخ، زہم، گسست، و ہوش، نگاہ، است

لرحم، دوست، را نسبت، ہوش، از ساختن، گمان، کردی :

غم، شہین، و لطیف، بہ، خود، فروزان
خوشا، فریب، لرحم، و، ساتھ، ہرکار، است

استدعای، شہین، بہ، چوب، لطیف، محبت :

طاق، شد، طاقت، و مشقت، ہرکار، خواہم، شدن
سہرہاں، آواز، و زلہ، ہر خود، سہرہاں، خواہم، شدن

در موقع، یاران، ہی، سہرہاں، القوا :

گردیم، شرح، جامعہاں، عزیزان، ، غالب
زہم، امید، یاران، ز، جہان، ہر خود

سایہٴ گل :

گل و عشا کی اردو عرین گلی کی چند غزلوں کو چھوڑ کر
کلام کی کام ویں ہی جو لفظ "فوجدار" بد خالی اور لفظ "غیرانی"
میں گل و عشا ہے، پہلے، ، ہلکے جت پہلے مراد ہو چکی تھیں،
ان میں آہن وہ ہیں جو لفظ "غیرانی" کے حلقے میں ہیں جن میں ہے
دو غالب کے کلمے کے سفر میں بانٹے ہے ابھی تھی۔

گل و عشا کا فارسی کلام بیشتر اس کی تالیف ہی کے زمانے یا اس
کے قبل کے قریبی حدود کا ہے۔ اس فارسی کلام میں خصوصاً غزلیات
میں انہی سالہ غالب کے لرونوازہ، بیوع کی صحت و جودت کو

اپنی بھرپور نمود ملے ہے ۔ گل و ہوا کی یہ سفالیں فارسی غزلیں
 غالب کے شباب فن میں کا قلبی شاہکار تھیں ، اس کی عظمت
 فکر و بیان کی آہستہ آہستہ تھی ۔ ان میں زمانے اور ماحول کے
 حالات و حوادث کا غور ، شدید اور نرمی و در عمل سفاک ہے اور
 غالب کی شخصیت اور ذہن کے ناوخی نمایاں اور ان کے خطوط
 روشن نظر آتے ہیں ۔ اسی لیے غالب کی یہ مختصر مگر معاشرے کے
 اثرات کی ترجمانی کے لحاظ سے جامع طریق ایسویں صدی میں طبع
 ہو کر شائع ہونے پر اور افادت کے دوسرے وسائل محدود ہونے
 کے باوجود معاشرے پر اثر انداز ہو کر رہی ۔ گل و ہوا کی فارسی
 غزلیات کا انعکاس معاصر فارسی گو شعرا کی غزلوں میں ملتا ہے ۔
 اور اس کا ہم آہنگی ان زمینوں سے بآسانی ہوتا ہے جو غالب کی طبع زاد
 ہیں ، غالب سے پہلے نہیں ملتا اسی زمین کی غزل :

جنوں مسم بہ فصل نو چارم میتوان کشن

اس غزل کی مدائے بار گفت غالب کے ایک معاصر اور دوست
 خادم بردوانی کے ہاں ملتی ہے ۔ خادم بردوانی کی یہ غزل جناب
 میر تقی میر وادعی نے دور چراغ عقل میں ترج کی ہے اور
 بتایا ہے کہ غالب کے زمر اثر کسی گئی ہے ، جیسا کہ اس کے
 مطلع سے ظاہر ہے ۔

وادعی صاحب نے دیوان خادم کے دیوانے کے حوالے سے
 لکھا ہے کہ خادم بردوانی کے نہ تھے لیکن مداحوں کے قیام کی بنا
 پر بردوانی مشہور ہو گئے تھے ۔ بردوانی کاکتے کے قریب ہے ۔
 خادم کی ایک دوسری غزل بھی وادعی صاحب نے ترج کی ہے ،
 جس کے مطلع میں دہلی کا ذکر ہے ۔ یہ غزل بھی جو خادم نے
 غالب کو بھیجی تھی گل و ہوا کی ایک غزل کی زمین میں ہے لیکن
 یہ زمین غالب کے ہمدردوں کے ہاں پہلے سے موجود ہے ۔

داخلی مکتوبات کے کلام میں بھی وادعی صاحب نے ان غزلوں
 کی اشارتیں کی ہے جو غالب کی زمینوں میں ہیں ۔ ان میں کئی
 غزلیں گل و ہوا کی غزلوں کی ہم زمین ہیں ۔

دوسرے معاصرین کے ہاں بھی یہ چیزیں ملتی ہیں ، لیکن
 ہم یہاں اختصار کے پیش نظر ان چند اشارات پر اکتفا کر رہے ہیں ۔

گل اور بادِ مخالف

”یہ مشہور کلمے میں میں نے لکھا ہے ۔ پانچ ہزار آدمی فراہم
تھے اور جو اعتراض یہ ہو گئے تھے ان میں سے ایک اعتراض یہ
آیا کہ ”یہ عالم“ غلط ہے ، یعنی ”یہ“ کا غلط ”عالم“ کے ساتھ
رہے نہیں یا سکتا ، قبل کا حکم یوں ہے ۔“ (ملفوظ غالبؒ ، ص ۷۳)۔

یہ ”یہ عالم“ والا شعر :

جز سے از عالم و از یہ عالم ہیشم
پہچو موندے کہ بدان را میان بر غیر

گل دھنا کی شہر (نادرہ ، ۲) میں ہے ۔ قبل اور غالبؒ کے
مؤلف نے اس اعتراض سے متعلق کہا ہے کہ ”قبل کے چارے نے
نہ کہیں ایسا کہا نہ اپنی متعدد کتابوں میں کہیں ایسا لکھا“
(ص ۱۳) آگے چل کر کتاب کے حلقہ ۹ پر اور ص ۷۰ پر مؤلف نے
قبل کی نظم اور نثر سے حسب ذیل ترکیبات کے استعمال کی مثالیں
دیگر یہ قیاس ظاہر کیا ہے کہ قبل ”یہ عالم“ کو غلط نہیں سمجھتے
ہوئے کہ شعر ہے ایک مثال دی ہے: یہ جا ، اور نظم ہے: دو مثالیں
دو عالم ”یہ شب“ انہوں نے ان مثالوں کی بناء پر جو غیر متعلق
تھیں ہیں طویل بحث کرتے ہوئے اس قیاس کا ثبوت فراہم کرنا چاہا ہے
اور تالیفات میں اب تک اس بارے میں کسی معلومات پر اکتفا کیا گیا
ہے۔ ہمیں اس مقام پر یہ بتانا ہے کہ قبل نے اپنے دیوان فارسی میں
حسب ذیل اشعار میں ”یہ عالم“ استعمال کیا ہے :

(الف) ہمیں دلہ تو کمبخت ز حاشان دارہ
وگرہ در یہ عالم میا کجاست کہ نیست

۱۔ خطوط غالبؒ ، مرتبہ جناب غلام رسول سہر ، شائع گروت مجلس
یادگار غالبؒ ، لاہور ۔

۲۔ قبل اور غالبؒ ، مؤلفہ سیدہ امجد علی انوری ، قبل ، ۱۹۳۹ء

۳۔ دیوان قبلؒ ، خطوط کتابخانہ داخلہ گاہ پنجاب ، لاہور ،
پول ص ۶۰ = اب

- (ب) گر زلف بچیں است ، سکار بہ عالم
برہم شود از طرہ طرلز تو آخر
- (ج) تو بر کفر انکشی در چہان فصاحت
وگرہ در بہ عالم مروج است فصاحت

کتابچے والے اعتراضات کے سنگسار کی تفصیل جو ایک نئی ذراقت کے مطابق ہے ہم نے گلی وھا کے ضمیمے میں درج کی ہے اور مشرقی باد غالب کی اولین روایت بھی انہی میں شامل کر دی ہے تاکہ اس ضمیمے کی چوبی ایک جگہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ غالب نے گلی وھا (اصطلاحاً خواجہ بد حسین) کے خاتمے کے بعد اسی منبع کی عالی جگہ سے یہ مشرقی انتہائی شکستہ خط میں شروع کرنے کے آگے سلحوں پر غم کی ہے۔ اس طرح بھی گلی وھا سے اس کا رشتہ ہے۔ سب سے پہلے اس مشرقی کی اولین روایت غلامی صاحب پرنسپس عید مسعود حسین صاحب بطوری اناضول نے غالب کے غیر مطبوعہ دستکوبات اور معلومات کے آئے مرادہ مجموعے مشرقیات غالب میں درج کی ہیں۔ اس کے بعد غالب فارسی عیدالوفود صاحب نے اپنے ایک مقالے میں اس کے اس متن کا ذکر کیا جو اب غالب عید اکبر علی لومانی کے مرادہ مجموعے لائے ہائی فارسی غالب میں شائع ہوا ہے۔ اس کے متن کی تفصیل ہمیں زیر نظر مجموعے میں ہائے موضوع سے ملوجھ ہے۔

۱۔ ایضاً ، ذیلی ۶۲ - ۲

۲۔ ایضاً ، ذیلی ۶۳ - ۲

۳۔ عید نو ، کراچی ، نوروزی ۱۹۹۵ء

۴۔ لائے ہائی فارسی غالب مرادہ ، غالب عید اکبر علی لومانی ،

مطبوعہ غالب اکیڈمی ، ذیلی نو ، ۱۹۹۹ء

گل اور سخن گستران پیشیں

گل وصال ، غزل : ۲

اس زمین میں بیدل ، حوین ، صائب ، طالب ، نظیری ،
ظہوری کی غزلیں ہیں اور قلیل نے بھی اس زمین میں غزل کہی
ہے ۔ امیر خسرو اور حافظ کی غزلیں ہیں ، لیکن ان سے کوئی
اعلیٰ پیدا نہیں ہوتا ۔ شاید کلکتے میں قلیل کے عہد کی طرف سے یہ
طرح دی گئی ہو ، اس غزل میں ایک شعر بیدل کے اسلوب کا آئندہ
ہے ، ہاں اشعار میں مذکور شعرا کے نقوش ملتے ہیں ۔

غزل : ۳ ۔ اس زمین میں بھی قلیل کی غزل ہے اگرچہ بیدل اور
نفس کی غزلیں پہلے سے موجود ہیں۔ یہ طرح بھی قلیل والوں کی طرف
سے دی گئی ہو گی ۔

غزل : ۴ ۔ بیدل کی زمین ہے جوہا کی غزل بھی پہلے سے موجود
ہے لیکن ان سے کوئی اعلیٰ پیدا نہیں ہوتا۔ بیدل سے ہو سکتا تھا ، لیکن
غالب نے مضامین سے پہلے کے شعر میں بھی ظہوری کا اعتراف کیا ہے ۔

غزل : ۵ ۔ یہاں بھی بیدل کے ساتھ ظہوری ، عراقی ، نظیری ،
صائب اور حوین شریک ہیں ، لیکن اس زمین میں قلیل اور حافظ کی
غزلیں بھی ہیں۔ یہ بھی قلیل ہی کے آگے لڑنے کی غزل معلوم ہوتی ہے ۔

غزل : ۶ ۔ یہاں بھی بیدل کے ساتھ صائب اور طالب ہیں ،
لیکن ناصر علی ، قلیل اور حافظ کی غزلیں بھی ہیں ۔

غزل : ۷ ۔ صائب اور بیدل کی زمین ہے ، لیکن مضامین
غالب نے ظہوری اور صائب کا اعتراف کیا ہے ۔

غزل : ۸ ۔ بیدل کے ساتھ نظیری اور عراقی ہیں ۔ نظیری کا
اثر نمایاں ہے ۔

غزل : ۹ ۔ بیدل کے ساتھ صائب اور حوین بھی ہیں ۔ امیر
خسرو ، بلالی اور جوہا کی غزلیں پہلے سے موجود ہیں ، لیکن اس
زمین میں قلیل کی غزل بھی ہے۔ پہلے غالب کی یہ غزل اردو میں تھی۔

عزل : ۶۶ - بیدل کے ساتھ شہری اور طالب ہیں، بھلا اس پر اور واقف کی عزائم بھی پہنچے ہے موجود ہیں ، انکی شہری کا اثر نمایاں ہے ۔

کل اور قبیل و واقف

تین عزائم ایسی ہیں جو معلوم ہوتا ہے صرف قبیل سے ملاتی کے لیے کسی گئی ہیں ۔ یعنی :

عزل : ۶ - یہ صرف قبیل کی زمین میں ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ عزل ہماری میں نہیں ، انسانی سفر میں بلکہ تمام کھیت کے دوران میں کسی گئی ۔

عزل : ۱۱ - یہ زمین صرف قبیل و واقف کی ہے۔ ظاہر ہے مقابلہ قبیل سے ہے ۔

عزل : ۱۲ - یہ زمین صرف قبیل کی ہے ۔ مقصد ظاہر ہے ۔ ان علاقوں کی طرف کوئی اشارہ مشہور کتاب قبیل اور طالب میں موجود نہیں ہے ۔

ان کے علاوہ مسہر قبیل عزائم میں بھی قبیل کی شرکت ہے ۔ یہ ۶ عزائم ہیں :

۶ ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

واقف

ایسی دو عزائم ہیں جن میں مقابلہ شاید واقف سے ہے ۔

عزل : ۱۰ - باختلاف قاعدہ ،

عزل : ۲۰ - باختلاف پیر ۔ البتہ حضور کی عزل نہیں پہنچے ہے موجود ہے لیکن مقابلہ واقف ہی سے ہے ۔ اس عزل میں معاملہ ہندی نمایاں ہے جو اس کا مزید ثبوت ہے کہ یہ زمین واقف ہے ۔

عزائم

کچھ اور اس پاس کے علاقوں میں قبیل اور واقف کے علاوہ عزائم کے معانی نہیں کثرت ہے لیکن ۔ دو عزائم ایسی ہیں جن کی زمین میں صرف عزائم کی عزائم پہنچے ہے موجود نہیں ۔

عزل : ۱۷ - اور ۱۸ - (۱۷) عزائم ایسی ہیں ، جن میں عزائم کے ساتھ طالب کے متاثر ہونے رو طالب ، شہری ، طالب اور شہری بھی شرکت ہیں ۔ البتہ ایک عزل ان میں ایسی ہے ، جس میں عزائم

ہی کا اثر نمایاں ہے ، اگرچہ غالب کی غزلوں میں اس زمین میں ہے ۔
 غزل ۲۰ یہ وہ غزل ہے جس کی طرح دی گئی تھی آجے غالب ہمام لہجہ کی
 کا سمجھنے والے لیکن وہ شعر سعدی کا تھا ۔ کھنگنے والے مشہور
 اعتراضات میں ہے دو اس غزل پر ہیں باقی چار غزلوں کا اشارہ ہے ۔

۱۰۱ ، ۱۰۲ ، ۱۰۳ اور ۱۰۴

ظہوری وغیرہ

غزل نمبر ۱۰۱ ، ۱۰۲ ، ۱۰۳ اور ۱۰۴ ایسی ہیں جن میں
 ظہوری کے ساتھ غالب کے ممتاز پیشرو ظہری ، غرق ، غالب اور
 غالب بھی شریک ہیں ۔ ظہوری کے اثر کے لیے غزل ۹ اور
 ۱۰ دیکھیں ۔

ظہری اور غالب

گل و ہوا کی ایک غزل میں غالب نے اپنے منظرے میں ظہری
 اور غالب کا ذکر کیا ہے ۔ غزل نمبر ۱۰۲ ، ۱۰۳ اور ۱۰۴ کی زمیوں
 میں یہ دونوں شاعر ہیں شریک ہیں ۔ اس کے علاوہ غزل ۱۰۵ ، ۱۰۶ ،
 ۱۰۷ ، ۱۰۸ ، ۱۰۹ کی زمیوں میں بھی غالب شریک ہے ۔
 مسئلہ تفصیل سمجھنے میں ملاحظہ فرمائیں ۔

اپنی ابتدا کی غزل گوئی کے سلسلے میں غالب نے جلال امیر
 کا نام بھی لیا ہے ۔ گل و ہوا کی غزلوں میں صرف دو غزلیں ایسی ہیں
 جن کی زمیوں میں دوسرے شاعروں کے ساتھ جلال امیر بھی شریک
 ہے ، غزل ۲۰ اور ۱۰۲ لیکن ان غزلوں میں بھی ظہوری کا اثر
 رواں نمایاں ہے ۔

ہزم گل

اچھے دیستان غزل کے پیشرووں و ظہوری ، غالب ، غری و نظیری ، غالب و امیر ، نیر فیضی ، حزن اور بیدل کی ہزم سخن میں اکتیس سالہ فارسی غزل سرا ہے اسلئے سائر غالب کس مقام کا مالک ہے ، اس کا اندازہ لگانے کے لیے ان استادانِ فن کی وہ تمام غزلیں نظر میں آئی چاہیں جن کی ہم زمین غزلیں گزر رہا ہیں ہیں ۔ لیکن اس مقدمے کے محدود صفحات میں پوری پوری غزلیں درج کر دینے کی گنجائش نہیں ۔ غالب کی عظمتِ فن اور رخصت فکر کی جھلک ان اشعار کے تقابل سے بھی نظر آ سکتی ہے جو ہم زمین غزلوں میں ہم لائق ہیں اس لیے یہاں ہم اسی روایتی طریقے پر اکتفا کرتے ہیں ، بلکہ تبصرے کے بغیر درج کر رہے ہیں ۔ اشعار سے چلے عنوان کا پسند گزر رہا کی متعلقہ فارسی غزل کے تالیفی قیاس کے نشاندہی کرتا ہے :

۶

نہی بہیم دو عالم اشاطے کاشان مارا
(غالب) چلوور لڑ چشم آریتا ز ماحر دلت صہاروا

ازین پیکانگہا می ترلور آنتالہا
(غالب) حیا می ورزد و در پردہ رسوا میکتہ مارا

یار آند جنون دہگر بسمرا میرد مارا
(ظہوری) خسوش ہلز پریکتکد ہندی داشت غوغا را

بہیر از یستی لوح عدم اللہ کی ہلاد
(بیدل) اگر خواہی نگردی جلوہ گر آیت کن مارا

دو آغوش لعلِ عرفیہ بیاہی توان دادن
(غالب) نہی تا سکتی چلو ہ ما چودہ چلوا

لاست بہتی دو عقل کم فرصت ہستی
(بیدل) جو عکس از عاقبت آئند بیرون گرم کن جا را

- دار ماهوس را انگیز به میدان میوهای دافن
(عالمی) چه امید است آخر عصر و اندیشه مسیحا را
- حیات آرا دارم کز عواطف مستانم ساق
(عربی) بزم می نروشم شربت حضور مسیحا را
- سوادش آتش از آفرینش چون شمع ظهورم
(عالمی) فریب غشای می دم ایتر کاشا را
- ز خاک و خون نوبان گشتاوت سرمد سازم
(جمهوری) جلاور جریط چشم مگر چشم کاشا را
- نگه شد شمع ماهوس خیال از چشم پوشیدن
(بیدل) لذا مشکلی که از عاشق برد رنگ کاشا را
- سجده میکند آینه دارا نظر هستی
(عربی) کاشاپاست هر پر پرده ترک کاشا را
- چه لباشده است خاکم کاشیگر گردیدم من
(عالمی) چو اشکاف سپهر از روی زمین برپید دریا را
- کشتن لوله بر خورشید می بید کشش مگر
(جمهوری) بطواف محبت قطره شوالید دریا را
- نه از موج اسم است ایندرا خورشید بیدای
(بیدل) لب شوق کسی در دهن دارد بیتی دنیا را
- سو و کرم بود با حلقه کز انداز خورشید
(عالمی) آتش در سینه می لرزد و موج باقه میثا را
- خرامت بالار محوتم دار در پرواز میراث
(بیدل) که چون قمری تلخ در چشم دارم سرو میثا را
- خطی بر بستی عالم کشیدیم از مزه هستی
(عالمی) و خود را هم و سو یا خورشیدی بریم دنیا را
- برای خلد ناب و شک خواهد تاقت دروغ
(جمهوری) این نور که از جلال دانه دنیا را
- برین زاندا زاندر بستی برد ایمان
(عربی) که سودا میکنم با کفر آتش دین و دنیا را

خوار از زهرِ مرصع آلودگان ، خواب
(حالب) چه مشکها که بر دل نیست چنان ناشکیبا را
آتش نیست مکن رفته از سبب بربودن
(طهیری) شکبیا کے اوائے کرد کاصح ناشکیبا را

۵

سببهای هم کے چو به خواب شسته ایم
از دانه لای و مومد خواب شسته ایم
آنکه در خواب رفته از بیداری مرشد
(حالب) جانی که نمیشد از دانه خواب شسته ایم
دور روح ز دل در می آید شسته ایم
(طهیری) وز چو شور دایم سینه بخواب شسته ایم
با آب ز لوتطهیری سهراب شسته ایم
(مغنی) حاضر به ز بر و قیام به خواب شسته ایم
استهای زیر تو گوید روشن راه
(طهیری) از برد پای دیده شکر خواب شسته ایم
آمد ز آب دیده ندارد اثر که دوش
(طهیری) لعلی گوید را شکر خواب شسته ایم
عری بهی که گوید چه طوفان کوته است
(مغنی) کز چشم بخت دوستی خواب شسته ایم
بسی امید بهت که بر خود کتب باز
(مغنی) چشمی که از بخار و خواب شسته ایم
المسود گوید برد از خواب خواب را
(حالب) از آبی تو دود به پشت آب شسته ایم
بر کنش چال تو سوزان لایم لایم
(طهیری) در چشم تیرگی هزار آب شسته ایم
تو رنگ و بوی گوید ما دور داشت
(طهیری) صد آرزوی کشد دین آب شسته ایم

- آنها نه دانه خود نه سر نه لب نه دست ایم
(مهری) ناموس یک قیه چنین آب نه دست ایم
- آینه‌نگار خوازی، از رخ ما تنگ جوییمت
(لمعی) ما تروی حریف نه بد آب نه دست ایم
- زاهد خوشست صحبت، از گودلی منوس
(کاتب) کانی خرافه دارا نه می لب نه دست ایم
- از ما حذر که دست از آداب نه دست ایم
(طهری) شرم از دل و زبان نه لب نه دست ایم
- کتابخانه طرب از گل خنده رفته ایم
(لمعی) بیدار بوس ز می لب نه دست ایم
- جان در هجوم جلوه قاتل صدا گرفت
(کاتب) گوی کتاب خوان به سحاب نه دست ایم
- فرموده شد ز وصف کتاب شکست و سر
(طهری) شبها ز اشک شوق چو سحاب نه دست ایم
- سحاب ناله می کند از کتاب ما
(لمعی) کسب به گریه بستر سحاب نه دست ایم

- آن که وحش باز می آرزو کند
(کاتب) باید که خوس را بگذارد و او کند
- در گردنم کند نگ خورده بچها
(طهری) آزادی از شهری من آرزو کند
- لازم به شعرا که ز شوق خشک او
(مهری) آموخته‌نگار خاکی حیات آرزو کند
- در خشک و سنگ می‌کند قیام مدانه
(طهری) فانی که مالتان بنال آرزو کند
- رو از بوس بلب که مرده رده می
(مهری) حراف طاعت از دل بی آرزو کند

- او را بسوی گز دیوان ساختن ز شویس
(شهبازی) فروس مستعار تلاش که خود را ازو کند
- و انست گز روئی می خایاند بوم
(عالمی) بوانه را حباب لب آبو کند
- آن لاله‌ها که در آفتاب سقند
(بیدار) آید لاله را ز توهم به جو کند
- مردانی از تنی که به نالین شکست داد
(عالمی) اسد و اسد نالین به دلت گز فرو کند
- مست نمیشم در دوزخ کشاد است
(شهبازی) فردا بروج از غر جنت فرو کند
- و ابدان هر حرمه سنی یو کند
(شهبازی) چون بوند بر قلل هر دیوان فرو کند
- سجانی از حاشی سر انگشت گلرخان
(شهبازی) نالین ز ناز بسک مدتها فرو کند
- عراق چه بیم داری از آسیب دلبران
(عمری) مگذار تا به حایر تو نالین فرو کند
- یوزنکه دهم کلکشان را دهم کند
(عالمی) بر روی چاکه پیدا ما خو فرو کند
- چون شربت عالمی به گرفتن کشیده‌اند
(عالمی) تا از شراب عشق کرا بر فرو کند
- حای دوست در جنگر ما نمائند است
(عالمی) چندانکه دلبران سر و زان فرو کند
- عمری به سحر عالمی ما ده تی برد
(بیدار) چشمی دگر در آید به فرو کند
- لب تشنه جوهر آید غلوط شراب و
(عالمی) می زید او نه پستی لبها غلوط کند
- جسی نفس نیست شهبازی اگر دلت
(شهبازی) در بختی ابل حسن چرا این غلوط کند

- از این بهلول در روی تو سست نویدار
بوی می آید : از دیر شمع بو کنند (نائب)
- که یوی را تربیت چشم کرده رنگ
که رنگ را بقوت سوز تو کنند (ظهوری)
- مادی داغ عشق به روحانیان دلا
ایل زلم را سده این گل که بو کنند (مهری)
- با کیهان گزار نظری شراب را
مستان کنی ز گشور این دشت تو کنند (ظهوری)
- سازد مشکو دهن زحمها حزن
حسرت کشان اگر گل داغ تو بو کنند (حزین)
- آینه است که خطا رنگر ایل غم
پیشگاه شام گل چشم بو کنند
- دیوانه وهر رفته ندارد : مگر بیان
لقمه کشد زجیب که چاک دلو کنند (نائب)
- هر جیب جان نگد ظهوری هزار چاک
تا دلبران باز نگاش دلو کنند (ظهوری)
- با هم ز لب غم به شب رفته لغی
تا چاک جیب صبح باهم دلو کنند (ظهوری)
- غولابه زغم فانی کند ورنه عاشقان
تاز چکر کشد و گریبان رنو کنند (ظهوری)
- در کبر که عشق حریفان سیه چاک
از تار ماهتاب کشان را رنو کنند (حزین)
- گر رفته پای طول ایل را کشد صوف
مشکل که چاک سیه مارا دلو کنند (نائب)
- آیا که عشق خلعت رسولی آورد
وهر لغی که چاک ندارد رنو کنند
- بیمه را به مایه صبا نشاند است
ایه واسطه گرز خاکد وجودم سو کنند (نائب)

- برهان ز باقی هم نلپ آب زانگی
(ظهوری) مظهر نیست خاکسرا چون میو کنند
- این تشنگی به جام و قلع کم نمی شود
(ظهوری) عاشقان رنگری که فکر میو کنند
- زان هم که زاهدان قلع آب میو کنند
(ظهوری) شوریدگان موصد می تو میو کنند
- ساق نگو چکرده تن تو میو کنند
(حزین) تا حال مشربان خرافات رو کنند
- دم خار نرگسده سوادان نمی شود
(حزین) خون میو چو دانه اگر تو میو کنند
- آنانکه آماجین دلو عالم نشانده اند
(عالمی) بالینو دست کوله خود چون میو کنند
- تا زاید آب رفته هستی پیری ما
(عالمی) روزی که خاک توت ما را میو کنند
- گوده زبا لیوان بود غایب
(عالمی) باکست غرق که به میو دست و شو کنند
- آلودگان که آب تارند تو چکر
(ظهوری) غریبا آب دیده تو دست و شو کنند
- ایست قیاس که ما را می تو رفت
(عالمی) رفتار دانه نوبی به میو دست و شو کنند
- باغیان چمنه میو سلیمان و جامر جم
(ظهوری) کر خاکسرا میو که را دست و شو کنند

۶۵

- کام زحمت از دستم چه می نویسی
(عالمی) ز جسم لایح خواشم به زمین غارت
- بخوان شمع دنیا گزید بسیار است
(عالمی) تراشیدی اگر پشم تو سر غارت

- صلای اهل نه و خالفتار ما چون
(عالم) یواز کشتار عشاق وند بسیارست
- هم کثیر مر ناموس جوئی خوشنم
(عالم) که تا ز جیب برآمد به بفرستارست
- به یاد رفعت ذوق و حصول وند
(بغل) سر پورا طلیح با عذاب دستار است
- به شب حکایت اتم و غیر می شود
(عالم) به نور کند به ذوق اتمانه بهادرست
- به دانش که مرا داغ افکار از موخت
(بغل) به نام کثیر قدم خاکد نیز بهدارست
- نگاه بچهره شد از یزول و غمی ، عالم
(عالم) تو گوئی آینه ما سران به نظر است
- هم غیر حدی قبول باید غرور
(بغل) که هر که آید بزد است پای بهدارست

۱۶

- هو کشتار عظیم نگشت روان از تن
این که من نمی میرم ، بهوز تا توانیاست
- ترک چشم ضرورت است تا توانیاست
(عالم) کند با نگار تو گرم به توانیاست
- بیش چشم بهار و گر دونا شود لرگی
(بغل) عرب مر لکونی است جای تا توانیاست
- از غمیدار چشم روی بر افتا باشد
(عالم) تا جفا دوزن وری صورت جوانیاست
- که سوزم بر سنگ که بانی هم اتم
(عالم) مایا مرغ از من عالم جوانیاست
- ای سرافیل کن یکلسی اهل کن
(بغل) و عشق و دم پری شوخی و جوانیاست

- به آمدن بستان و به تیغ عونی بردار
(عالمی) که جان خیار این و سر و دار عونی آمد
- خیار بار در انوشیروان بستان
(عالمی) که شرم انوش از شکوه پادشاه عونی آمد
- مروم بنهر و غافلان نرو کی کند
(عزیزی) توان زمانه که مبروی می بدوی آمد

۱۹

- حوض بود فارغ از بذر کفر و (عالمی) زستان
(عالمی) حیل کار مرگ و آوای مسلمان زستان
- مر به پای رنگدگر چون سبزه باید بود و این
(عزیزی) انوشیروان آید مسلمان زستان
- بسیار من می کشد" مروت از رسوم کفر و دین
(عالمی) عونی بود است با کفر و مسلمان زستان
- شیر و شکار که پروا غرام از من می بری
(عالمی) انوشیروان دام که دشوار است آسان زستان
- انوشیروان می کشد از سبزه چالها می بری
(عزیزی) کاش باشد و برکت چون مرگم آسان زستان
- واحد جوی که از کفر اختلاف مرده است
(عالمی) چون قصر باید از چشم خلق پنهان زستان
- چند فارغ از نشاط فرد و دربان زستان
(عزیزی) بیچاره چون مرده زهر پوست پنهان زستان
- عشق من خواران نفس را هر از غلوم
(عزیزی) بازم از خانه" بسایه پنهان زستان
- چشم زخم خورد عاقی را نمی باشد علاج
(عزیزی) ای شری باید زبان فرسنگ پنهان زستان
- بر تو بفرست مملکت صیدو جان باید لشکر
(عالمی) بر آید و عدالت زبهار نتوان زستان

بست گردم، شعله‌ی : بان میان گرمی
 باقی گویم با تو که بشکند آفتاب زبانی (عالمی)
 گردان سازم، دور از وصل جانان زبانی
 زانکه ام مایم به آن لعل که آفتاب زبانی (ایدل)

۲۰

تا کنم دور شکایت ز زبان بر خیزد
 بوی آبی که شیفان ز میان بر خیزد (عالمی)
 جزای که از عالم و از همه عالم بستم
 پیچیده‌ی که میان را ز میان بر خیزد (عالمی)
 بر کرا میز مایات بود در خاطر
 به که چون بی ز زمین است میان بر خیزد (عالمی)
 پرده دیده حمایت میانی من و دوست
 خرم آن روز که انجم ز میان بر خیزد (حزین)
 می دمی از من و خطی بکالست ز تو
 بسماعی شو و بشین که گمان بر خیزد (عالمی)
 من گفتم تو میان بپای تو من هر چه
 چون میان چلو، کند چنگ گمان بر خیزد (ایدل)
 صائب این آن عزله‌ها و رویت که گفت
 چون میان چلو، دید پیر، گمان بر خیزد (عالمی)
 گر فهم شرح خطی که به دنیا ناری
 دور از کارگر شیشه‌گران بر خیزد (عالمی)
 بستم از شور و غلام چه ستود آمده
 باقی تا بستر من از خواب گران بر خیزد (عالمی)
 از خواب زار و زو گشت گلستان صائب
 شبنم ماله شد از خواب توان بر خیزد (عالمی)
 به چه گیرد میان بوس و عشق و دگر
 رسم بیداد میانه ز جهان بر خیزد (عالمی)

- گردیم شرح. ستم زانوی عزیزان : غالب
(غالب) رسم لید. پانا ز جهان بر خیزد
- خردم چون شمع آید سرور زوان بر خیزد
(بیدل) بسجود سرفرازین تو. بیدل ز جهان بر خیزد
- بر جدایی که کنی راحت جانست ولی
(حزین) رسم المانی. مبادا ز جهان بر خیزد
- زینهار از تعبیر طوایف جانود منال
(غالب) خوش جانوست کردو بیم. خزان بر خیزد
- بگفتو از بانج جهان یک سحر آید رفیقان چار
(بیدل) تا ز کزادر و چمن رسم. خزان بر خیزد
- است که چون غنچه به شیرازه خود می لژی
(غالب) باقی تا سلسله جبینان. خزان بر خیزد
- بر کتی از دل نفس. مولوی دقام حزین
(حزین) تا ز کزادر و سمن ریح خزان بر خیزد
- دانه بر خاست دم. چمنی از آتش ز سجد
(غالب) کو شکرایی که چوما از سر. جان بر خیزد
- این جواهرات عجز است در آن قطعه که گفت
(بیدل) بر سر کوی تو خلق از سر. جان بر خیزد

۲۱

- به نظر منظور میوه‌ها در خلوت میوه
(غالب) بر. دار نظر شد و شد. تسبیح کوکب. ها
- سرا از آید. میوه‌ها برون آورد عشق. او
(غالب) که چون غورشید شد طالع تال گردید. کوکبها
- زاس جوانی اثر زد از شب شوق تو یارب با
(بیدل) فلک‌ها شعله غمت از شوقی. بیدل کوکبها
- فلک‌ها کشانی به بطون شکستی داده استیاسنسب
(بیدل) ز چوخی گردام. رنگ نه آب. اند کوکبها

- کند گو فکر تصویر خرابیهای ما گردون
(غالب) نیاید شکست ملق استخوان یورون ز قابیه
- ز شوقر گوشت چشم توانی جام جهان مانع
(غالب) دین سحرای وحشت طوطا کردند قابیه
- فسون بود لشک اعتبار ما سیکروحان
(بیدل) گرافانی نسوخته خواند و پیدا کرد قابیه
- بد خلوتخانه کای نهنگی لا زدم خود را
(غالب) خنود آمد فل از جنگله عوهای مطلبیه
- مدار از خاموشی دست و پا عرعر مطلبیه
(غالب) که باشد پادشاه کشتی می غلور غلبه
- کسی که مطلب نمود بگردد حاجت روا گردد
(غالب) از آن غلبه ز خاک اهل غلبه یافت مطلبیه
- خوار جیشی مرگان ندارد چشم قرانی
(بیدل) قلم جو است بر جا صاف گردد تلق مطلبیه
- دارد حسن از مشاطی پایر خودی عقلت
(غالب) بود که پندری خط سیزده خط دو اثر لیه
- بد روزی یوگر گل تا فخره شبنم پنداری
(غالب) چار از حسرت فرصت ده داند می گوزد لیه
- باین صومی اگر روزه سخن سندان زان لیه
(حزین) فرو روزه شکست نوبه از آغوش مشرجه
- جواب عشق اگر مانع نباشد میتوان دیدن
(غالب) خط لایحه را چون باشد گزیر از آن لیه
- عین محفل که دارد خاموشی الهامه واجب
(بیدل) هم آورده مرگان بود بر بستن لیه
- بنام نام شیرینی که بر که بر زبان آید
(بیدل) چو رنگ لوتگر چوشت هم چسبیدن لیه
- نیادا پنجه قار سینه از هم بگشت غلبه
(غالب) لعلی با این محفل توانید شور غلبه با

چند عود انداخته اگر دیده ای از لاله‌ها خفا
نخارد این سطر پادشاه مرادش غیر یارب با (عالمی)

۲۲

خوش رفتن اسیری که برآمد بوسه را
شد روز حسین سحر گل قلبی ما (عالمی)

سحاب کنگار بود باده ما را
آه بیخه سه روزی که تو بزم بوسه ما (عالمی)

آینه شود خود چراغ عشق ما
خورشید بود ماهه غار بوسه ما (عالمی)

خوش آنکه گذارد تک مهرت دل و جان را
عشقر تو گرفتست عیار بوسه ما (عالمی)

بر جا که چارچوب بر آورده سر از خاک
در ماهه سر خیزی گل بوسه ما (عالمی)

بغل به چون امل از پا غشتم
کفن آید گیرد سر راه بوسه ما (بغل)

آن مرغ اسیرم که از گریه عیاد
مژگان مستور شده چاکر لب بوسه ما (عالمی)

فریاد کند بلبل اثر از اسیر ما
آید چمنها به سلام لب بوسه ما (عالمی)

ای غنچه پرواز چمن از تو که گردید
بال و پر ما بوسه کوی لب بوسه ما (عالمی)

هم مشرب اوطاع گرفتاری صیغ
پرواز بخت از لب بوسه ما (بغل)

آه بخت از لب بوسه و غنچه فراموش
در بزم ما نبود غار و لب بوسه ما (عالمی)

کو گریه غنچه که دهد رشک به سحاب
لا مشرب لب بوسه غار و لب بوسه ما (عالمی)

- آن باشد، چنانچه که در دایره هفت
 شد و یکبار روان آید، به تیرمیر ما (شهری)
 در خواب توان کرد سگر دوری و ز
 شیکر دو انسانه خوشب از چرمیر ما (شهری)
 صبح سزم آید از پی سجد
 شیکر بادی زده دایک چرمیر ما (شهری)
 دل پیروز و نیست کسی آید و چرمیر ما
 از دایک دورست ستره چرمیر ما (شهری)
 ستره کسی عجب نبود زین پس گفتن
 یک بار چرمیر که آید به چرمیر ما
 گفتم شهری که کسی ستره آید
 تیرمیر که باشد که نگردد کسی ما (شهری)
 تیرمیر کسی آید ستره
 تیرمیر چرمیر آید ستره ما (شهری)

۲۶

- دایم از برفه روان آید
 تا ستم که ازین برفه چرمیر آید (شهری)
 دل به خنق شبر پای ز سر ساخته بود
 اینکه از پیش کسی رو به آید (شهری)
 دوی گشتی ستره ستره ما است
 تا هر روز به دایک ما می آید (شهری)
 دایک در ستره ستره ستره ما است
 دایک در ستره ستره ما می آید
 تیرمیر دایک ز گشتی دایک می آید
 ستره ما دایک چرمیر دایک می آید (شهری)
 در ستره ستره اگر گشتی دایک ستره
 دایک گشتی دایک ستره ما می آید (شهری)

سیاسی نگل

آخر میں غالب نامی کے نامی مصنف غلامی جناب ڈاکٹر شیخ
بہ اکرام صاحب متعلقہ پاکستان کی خدمت میں یہ خطیر مرتبہ مرتب
سیاسی کے کل ہائے افلاس نظر کرتا ہے کہ قوم کے تہذیبی سرمائے
یہ ایسی موتوں کے انتخاب میں موصوف کی دیدہ وری اور علمبروری
کی دولت ہوتے ہوئے سوز و غم کی گم گشتی کے بعد ہمارے
ادب کا یہ مٹا ہوا علمی اہل علم و ادب کے حقوق نظر کے لیے بغیر
بودار اور غنوط ہو سکا ۔

اسی طرح جناب ڈاکٹر ایم ۔ بیہانگیر خان صاحب ڈاکٹر ،
اعزادہ لطیفات پاکستان کا بھی سیاستدان ہونے کا حسن انتظام
اس دقیق علمی کام کے لیے مددگار اور مفید کار رہا ۔

عزیزان مکرم ڈاکٹر میان بشیر حسین صاحب انکسٹریٹ فارسی
بولیووشی اور لٹل کالج لاہور ، اقبال صلاح الدین صاحب ایم ۔ اے
(فارسی و اردو) ، امیر خسرو و سراج اشکار بیکپور لٹل (لاہور) ،
منظور حسین صاحب عباسی ، انکسٹریٹ چمرانیا ، دیوانہ دل ڈگری کالج
لوکڑا ، محمد بشیر صاحب ایم ۔ اے ، محمد رشید صاحب ایم ۔ اے
اور محمود الحسن صاحب منہاس معلم بی ۔ اے سی (اساتذہ کالج ،
سول لائٹ لاہور) کے لیے دعاگوئے حیرت سعادت ہوں کہ کل وجہ کے
لال و لہلا کے کام اور پروازوں کی تصحیح میں میرے ساتھ شریک رہے۔

منطج عالیہ کے مالک جناب الطہار الحسن صاحب وضوی نے
میں میں انہماقوں کے اظہار اور فصل و فصل کلمات کی پابندی کے ساتھ
شروع سے آخر تک حسن طباعت کا اہتمام رکھا اور طباعتی محنت کے
معار کے لحاظ سے بھی مرتبہ کو اعلیٰ لطیفات پاکستان سے
سرحد ہونے کا موقع دیا و ما لوفیق إلا باللہ ۔

وزیراعلیٰ غامدی

لاہور ، حد بین مار و فلتی عالیہ ،

۱۹۶۶ء

گل رعنا

دیباچه

خداوند! تو میدی از رحمت در کتابم دلیر میکند ، و گ
کردنِ جنونم را به زور بازویِ نوازشِ بکسل ، و دلِ در دینم
عروسی از تو سرد میکند ، بنایِ یاسم را آتشِ نازنه
فرو سفل - آتشِ نوازشِ عالمِ برقِ خرمِ مستقبل است ، به دلم
دوزخِ تابِ یحییایم - سوز ، و عزمِ به کمالشِ چارِ جاوید خست
چالِ گذشته ، از غنایاتِ جلالِ سپهرِ چهارمِ سرور و تکلیف^(۱)
من از جبرِ سبکسوز^(۲) به باد رفته ، دستخوش^(۳) یزیدیِ مشوارگانم
هواد و دلم از سمِ ظریفِ روزگار آگشته ، بی^(۴) ازین نقلِ هجر
لحم میزند .

از تصورِ هر چه رفت خون در جگر ، حسابِ غم را
بنمای تا روزگارِ گذشته را در حسابِ نهد - رویِ شاید
سعادت نمی نگرم ، از آینه^(۵) زنگِ رسته^(۶) زحل یک فلکِ کبودی
یزدای ، تا جلوه^(۷) مشغری دهد - ناتوانی و انگِ عالمِ عالم تا امید
می یزد^(۸) ، بر چه از لن کاست بر جانِ یزدای و گرمیِ همیشه
شور از پرده^(۹) دل می یزد ، بر آینه^(۱۰) چکرِ یحشای .

ای از تو نور امید می از بانگاه^(۱۱) دماغ بر سر پای دل تافت

۱ - تکلیف / تکلیف ، تکلیف

۲ - سبکسوز / سبکسوز

۳ - بی ازین دستخوش / دستخوش

۴ - بی ازین / بی

۵ - می یزد / می یزد ، می یزد

و مشت خاکِ ایرو، سرایام ، از تو خردِ روشن و روانِ گویا
 یافته ، چه شگرف نوازش است خاکِ کاینِ برده‌چنگر را زهر
 سایه^۱ نوای چندی جا دادن و چه سترگ هشیاری است به سلسله
 جبهه‌ی شفاعتی در آرزوی بروی سده‌کاران کشادن . (الف^۲)

فرقِ اعتبارِ سلطان^۳ را به جنیترِ زبانِ کیهانشان گرامی
 و غشورِ لازی به انسرِ منشا برانراشته و شهرِ بالو^۴ دستِ بودِ جرد
 غصی را بسطواید^۵ خاصرِ گل^۶ عبا ساخته ، چون جوهرِ اصل
 وجودم نیز از خاکِ پارس سرشته^۷ در رویِ سوطانم از
 به دستکایی خجل نشان و از بغایِ سهرِ رسول^۸ و انش^۹ رنجه^{۱۰}
 طرازِ بجای به گریبانِ توفیقِ نهادم انشان^{۱۱} . (ب) آرینده آفرین
 را به کلام و زبان ستودن ، اگر ولست برسی، خودتائی ست^{۱۲} و
 شود جهان آفرین را ستایشگر بودن ، اگر غلط نکنم ، دعوی
 خطائی ست^{۱۳} . (ج) لاجرم^{۱۴} آینه زبانی وادی تسلیمِ سرمدی و جبهه^{۱۵}
 عبودیتِ زبید گویر آسای^{۱۶} سجوده و بر آینه آینه دارانِ حیرت
 جالو چندی را قانونِ عقیده^{۱۷} باید زمزمه زای^{۱۸} درود ،

۵

۱۰

۱۵

* (د) ز لایِ حمد و لغت اولی ست بر خاکِ ادب سخن

سجوده می میتوان کردن درود می میتوان گفتن (ه)

اما انکسرِ اغلاطِ بند و آزادی، حیرانِ دورایه^{۱۹} اندوه و شادی
 جهانِ جهان رخ کن را مطلوب و عالم عالم در در دل را طالب ،

۱ - الف - ۲ - ب - ۳ - ج - ۴ - د - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹

۱ - الف - ۲ - ب - ۳ - ج - ۴ - د - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹

۱ - الف - ۲ - ب - ۳ - ج - ۴ - د - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹

۱ - الف - ۲ - ب - ۳ - ج - ۴ - د - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹

۱ - الف - ۲ - ب - ۳ - ج - ۴ - د - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ - ۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹

سرفروشی پشاه اکبر آباد سولد خیل مسکن بود آمد الله خان^(۱)
 المتخلص بمطالب پس از نوودیدن بساط دعوی ستایش و بزریدن
 طریق وادی لباس زلف از برده چاک چکر پیرواله و
 قاربا نام دست از اثر به خوانای دل شسته را به گوش یاران
 میرساند - فراواندگان خوب و زشت سخن و درجاندگان
 نقص و کمال این فن لکون داشتند که به آرایش بساط دعوی
 برافشاند ام و در چار سویی سخن به خورده فروشی نشسته -
 عمری است که سخنهای دلپای را به سحر دلپای سخن پذیر
 نشاندند ام^(۲) و از سواد حرف و رزم مشت خاک بر فرق
 لفظ و معنی افشاند - کائناتیان این باغ در بسته حاوه گل از رعشه
 دیوار حسن می پیچند و خراستدگان قصا های^(۳) این چهارستان گل فر
 سایه گل می چینه ، اما هر که از سرغوشان پادشاه سر در می این
 انجمنست ، از شیشه ریوه پای^(۴) بزم میکشند - پستایی
 (۱) پستایی میکشاند^(۵) (۲) حاویا در بر می است - فرد^(۶) :

۱۵

برزه مشتاق و پی بیانه ششمان بردار
 ای که در راه سخن چون نو یزار آمد و رفت

مکتب ایزد را که دل دانا و چشم بینا دانه اند و زبان را
 جز به ستایش یاران و تفرین خویش نگذاشته - نه دلکشی توایم ،

۱ - بخانه : خانه

۲ - اندام

۳ - قصا : قصاید

۴ - شیشه ریوه : شیشه ریور

۵ - پستایی : میکشاند - میکشاند پستایی (بچه آبک حلی ب :

'پستایی' بجای پستایی)

۶ - فرد : تا روزی ام

نه برده خروش ، نه تحسین خریدارم ، نه شعر فروش . (دستام
 آشکاده را ز است و دلم سرچشمه گداز^(*) .) برگوشه^۱ بساط لفظ
 روزه چون و کلمه لیسر گذاشته چاندوربانان^(*) و بر طرف^۲ بساط
 معنی خواجه لکن و هم بهانه^(*) و الباز^۳ آهلم چه آگودنگران را از
 خرید^۴ چو در میزین فیشانی لعل و گوهر به دامن قطرت میدهند ،
 مرا نیز خرمسیره چند در جیب و کنار اندیشه می نهند .

(نور^(*)) :

نگرم تازه دارم شبیه چاندوربانان را
 ولی در خویش نیم کارگر چاندوربانان را^(*)

هرسالی^(*) شعر لطیفم ایگر که پندگی را از خطی به
 سیاهان برده ام و پیروی سر پنجه^۵ فکرم چون که باری را
 از شعر از به پندوستان آورده .

استغفرالله^(*) (بیهات ، این چه گزافست در کسوت خودکامی و
 این چه لاف است در پرده خویشانی ستایی^۶ هارک^(*)) میتوان گفت
 که خون آن دو زبانه به گردن است و لعل آن دو ستم کشند
 بر دوش ، چه بکنی از چلوی من در وطن غریب گردیده
 و دیگرے از شومر من وطن در غریب گزیده . کو غموشی
 که هم انتظار آن دو بیزبان از من ستاند و هم مرا از لغزش^۷
 ده و قبول واربانان^(*) . و جماعتی من بدان پایه

۱ و ۲ - "صاعقه" کا "گدازم" X

۳ - چاندو ببالان/چاندو بیانی ، چاندو بابو

۴ - X/او الباز

۵ و ۶ - "برده" کا "آنان را" X

۷ - X/ "بسیاری" کا "استغفرالله"

۸ و ۹ - X/ "آریه" کا "تواری پانده"

که اگر خود را پیچیدانه گویی ، خود از طرز روح خنده
و تهنیت دعوی داشت ، بر من پندیده .

این قدر دانم که مرا از من برداشته اند و رنگین کن
افسانه نیکویی های خورشید ماحه - نفس ناخفته جرم و چکر گذاشته
و حشت - نیام ضعیف آست و دانستم چکر بالا - ناله ام از لشکر
وخته به چکر سواره تر و لغد ام از لوده دل بدرد آورده تر .
هم کشیده (*) جانم دارم از وحشت نسائی غریبی آماده گریز و
آگشت رسیده (*) دلم سراپا از درد و داغ دل
لبریز - بحر سرگرمی و مفاخر معنی ، اگر دماغم بر آفتی
است ، چه عجب و نکند چنی نشن است حسن کوسوز (*) گفتارم ،
اگر دهانم بر لب است ، چه شکست - آری ، کوشش را میدان
فراج است ، و امید را سر رشته دراز - بشود که دل از نرسیده پاره
به درد آید و نجات به خون شدن گراید - گرفتارم دل از درد
نیافت داسی بزم است و دیده از انوار هرویس یمنی نژاد ،
من نیز از دل به آیه قانم و از دیده به اشک غریه - ع

پیرکده (*) قانع شد به خشک و تر شمع بحر و بر است (*)

درین گلستان به طائر کم کرد ، آینه ای مانم که سراپا
کیاب شعله آواز غریبش باشد و نفسی از هزاره روزی
صاعده لغات دماغ در گذاشتن - رنگ و بو بوستان چمن و
سرمستان طرب همین حال بزم نشاطی پنداشته و توانی

۱ - * هم کشیده

۲ - * آگشت رسیده

۳ - * حسن کوسوز

۴ و ۵ - * آیه قانم به کده نا آید

چگر خراش او را زمزمهٔ عشرت^(۱) (= خوشبختی) خودش
 انگاشت . برق تکلیف^(۲) نالهٔ غای^(۳) دمدم بر خرمن پستی
 برآید و نالهٔ که باز از دل میگدازد و گوشهٔ
 از چگر فرو میریزد تا چمن^(۴) به خون آغشته نوا از
 منظر بر میخیزد . از این معاشران تقسم در سینه چون موج
 می برد انگشت در لوز دلست و از بیدار حریفان خوغم از دل
 غمت چون آب از کوزهٔ شکسته در نریزند^(۵) .

پاران آینهها سلفه و بتکلیف^(۶) شعر عرواق
 شعر ابرام فروخته . من از حیرت لعلی پخته و از
 خجالت^(۷) (= غمت) چشم بر پشت^(۸) با دوخته .
 خصوصاً بزرگی از صفو نشینان این بزم که کانی
 معنی را از وی روان در تن است و بگر مردمی واکل از
 وی به جیب و دامن ، به معاینهٔ مزاکت شیرین ادائی نظم
 لایت از نیشکر انگشت حیرت به دندان و به مشاهدهٔ لطافت
 نظر فریب رقص چهار لعل بر نقشهٔ زار عندان ، چگر گفتگان
 بیداری شوق را به ساه و چشم راهبر ، هم غلغل آشنی را طوطی و
 هم لردوس دوستی را کز تر ، ترحیم^(۹) خصال^(۱۰) چمن^(۱۱) نظرت ،
 استلجید شالی ، یزدان سیرت . نهادم چه الموقر اوانالی بر من

۱ - عشرت / خوشبختی

۲ - تکلیف / نالهٔ پای دمدم

۳ - غای / آهین

۴ - چمن / نریزند ، نریزند

۵ - بتکلیف / بتکلیف ، تکلیف

۶ - غمت / خجالت

۷ - پشت / پشت ، پستی

۸ - ترحیم / ترحیم ، ترحیم

۹ - چمن / چمن ، چمن

چگر خراشور او را زمزمهٔ عشرت^(۱) (معجوشدلی) خوبش
 انگاشت. برق تکلیف دانه های^(۲) دمیدم بر خرمز پستی
 بیابند و انداخت که پاره از دل میگذارد و گوشه
 از چگر فرو میریزد تا چینی^(۳) به خون آشفته هوا از
 مغز بر میریزد. از بهر معضرات نظم در سینه چون موج
 می نه آنگونه در لرز دلست و از بدای حریفان خرم از دل
 خسته چون آب لاکوژ شکسته در لرایدن^(۴) -

پایان تمییزها ساخته و تکلیف^(۵) شعرخوانی
 شمع آرام افروخته. من از حیرت نفس ناخفته و از
 خوابت^(۶) (معجوشد) چشم بر پشت^(۷) پا دوخته.
 خصوصاً بزرگ از صدو نشینان این بزم که کالبد
 معنی را از وی روی در تن است و بگر مردمی را گل از
 وی به جیب و دامن به معارف تراکت شیرین اندازی فلسف
 لبان از لشکر انگشت حیرت به دانه و به مشاهده لطافت
 نظر لرزان و فلش چهار از گل بر نشسته زار خندان، چگر افکنان
 پنداری شوی را به سایه و چشم راهبر، هم شلر آفتی را طوبی و
 هم فردوسی دوستی را کوثر، برجی^(۸) خضالی، چمن^(۹) فطرت،
 اشکسند شائل، یزدان سیرت. تمام چه انصاف خوانای بر من

۱ - عشرت/موشدلی

۲ - دانه/دانه های دمیدم

۳ - چینی/چینی

۴ - لرایدن/لرایدن، برآیدن

۵ - تکلیف/تکلیف، تکلیف

۶ - خوابت/خوابت

۷ - پشت/پشت، پشت

۸ - برجی/برجی، لرگی

۹ - چمن/چمن، بزم

«^(۱) بر دلیل سخن پلایر سخن دل پلایر جوی دهنه
 دران داشتند نهفته ساد که «^(۲) چون در آغاز خار
 خار حکر کلوی شوم بهد صرف نگارش اشعار او دران
 بود در سلک این همراهِ هم «^(۳) (= این) بهان جاده
 گذاشته و بهان راه سپرده شد - «^(۴) که عباد سر رشته از کف
 رود و کار از بر کار افتد «^(۵) - بر آینه این چمنستان را دو در
 بروی هم کشودم. نخستین در را بهتعارف پندی بگوار آلودم
 دومین در چون آشوب شوق بروی باز میانی است و نام این
 ستیغ «^(۶) (= صیغه) یزدان اداتسان گل رعنا .

الهی این گل رعنا را بگوشه دستار جا شی و بر که این
 را گرامی آید ، سیاحت از دست بر من می . اند من مسوئی «^(۷)
 (= باقی) موس - «^(۸) مشهوره «^(۹) الحشره ربیع الاول ۱۲۳۵ هجری «^(۱۰)

۱ و ۲ - X / ۱۲۱ بر دل ، ۱۲۱ عباد که «^(۱)

۳ - همراهِ هم

۴ و ۵ - X / ۱۲۱ که عباد ، ۱۲۱ عباد

۶ - صیغه / صیغه

۷ - باقی / مسوئی

۸ و ۹ - X / ۱۲۱ «^(۸) مشهوره ، ۱۲۱ «^(۹) الحشره ربیع الاول ۱۲۳۵ هجری «^(۱۰)

(۱۰) ۱۲۳۵ هجری (ج)

اردو

- ۱۔ نفسِ فریادی ہے کس کی شوخیِ تصویر کا
کاغذی ہے پیریں پر لپکر تصویر کا
- ۲۔ جذبہٴ بے اختیار شوق دیکھا جاہے
سینہٴ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا
- ۳۔ کلو کلو صحت جانی پائے تھالی نہ ہو
صبح کرتا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

۵۲۴

- ۱۔ تھا خواب میں خیال کو تھہرے معاملہ
جب آنکھ کھل گئی، نہ زباں تھا، نہ سود تھا
- ۲۔ لپٹا ہوں منکسرِ شعر دل میں میں ہنوز
لیکن جی کہ اُفتہ گیا اور 'ہو' تھا
- ۳۔ ڈھانکا کفن نے داغِ عیوبِ برہمنی
میں، ورنہ، ہر لباس میں لنگِ وجود تھا

۵۲۵

- ۱۔ دوستِ علمِ خواری میں میری سعیِ لڑماویں گے کیا
زخمِ گے بھرے تلکِ لافن نہ بڑھ جاویں گے کیا

۱ : ۲ : ڈھانکا / لافن کا

۱ : ۳ : لڑماویں گے / لڑماویں گے

۱ : ۲ : جاویں گے / جاویں گے

- ۱۔ لہو بازی حد ہے گاڑی ، زلف پرور ، کب لٹک
ہم کبھی کے حال دل اور لب فرماویں گے کیا

(ق)

- ۲۔ کر کیا ناصح نے ہم کو تہ ، ایجا ہوں میں
۳۔ یہ جنوں عشق کے انداز چھٹ جاویں گے کیا
۴۔ خالہ زلف زلف ہیں ، زلفیر ہے بھاگیں گے کیوں
۵۔ ہیں گرفتار وفا ، زلفان ہے گھبراویں گے کیا

﴿ ۴ ﴾

- ۱۔ ہوئے گل ، نالہ دل ، خود چراغِ عمل
جو لڑی نازم ہے نکلا ، سو پریشاں نکلا
۲۔ کسی قمر خاکہ ہوا ہے دل بھٹوں پار
لغزیر پر فروہ سودا ہے یہاں نکلا
۳۔ نہیں لو آسوز فنا محبت دشواری شوق
سخت مشکل ہے کہ یہ کام بھی آسان نکلا
۴۔ دل میں بھر گریہ کے اک شور اٹھایا، غالب
۵۔ آہ جو قطرہ نہ نکلا لہا سو طوق نکلا

﴿ ۵ ﴾

- ۱۔ دل نہیں ، تجھ کو دکھائی ورلہ دانوں کی چار
اس چراغی کا ، کروں کیا ، کچل فرما جل گیا

۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱ : ۱۲ :

۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱ : ۱۲ :

۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱ : ۱۲ :

۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱ : ۱۲ :

۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱ : ۱۲ :

عرشِ کجیے خواہرِ الدہشت کی کرسی کہاں
کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ بھرا چل گیا ۱

۳۶

دھنکی میں سر گیا نہ جو بابِ لبرد تھا
عشقِ لبرد پیشہ طلبِ گلوِ مرد تھا ۱

تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا
اڑنے سے بے پشتر بھی مرا رنگ زود تھا ۲

جانی ہے کوئی کشمکشِ انوارِ عشق کی
دل بھی اگر کیا تو وہی دل کا درد تھا ۳

احبابِ چارہ ساری وحشت نہ کر سکے
زندان میں بھی حیلِ بیابانِ غور تھا ۴

یہ لاشِ بے کفنِ اسطیٰ خستہ جان کی ہے
جی مغرور کرے ، عجب آزاد مرد تھا ۵

۳۷

سناٹوں کو ہے زاہد اسی قلمِ جسِ بالغِ رضوان کا
وہ اک کلمہ ہے ہم بظہورِ کے طاقِ لبان کا ۱

یہاں کیا کیجیے بیدارِ کلوشِ دانتِ مرگ کا
کہ ہر یک فطرۃ عینِ دانہ ہے تعبیرِ مرعہ کا ۲

۱ : ۱ : ۶ : جو لہذا جو

۲ : ۶ : ۶ : موتِ امرگ

۳ : ۶ : ۴ : اکہ لہک

۸. گرم باد از نغمه بزم دعوتِ عالی
ساز آواز شکستِ استخوانِ خواهم شدن
۹. غار و غس پر که در آتش سوخت ، آتش میشود
مردم از شوق است چندان که جان خواهم شدن
۱۰. لعل دردم چو خون، غلبه در اعضا میدهد
روح گر اینست ، راحت را زبان خواهم شدن

❦ ۱۹ ❦

۱. غرض بود قریح زنده کمر و ایمان زین
حیف کافر مردن و آفرح مسلمان زین
۲. شیوه زندان بی پروا غلام از من بچس
بغیر دامن که دشوار است آسان زین
۳. راحت چاوید لڑکی اغلاطِ مردست
چون خطره بید از چشم خلق پنهان زین
۴. بود گویِ خشمی از پر دو عالم پر که دهان
در پنهان مردن و در قصر و ابوان زین
۵. بر نوید مقدست صد بار جان بید نشاند
بر امید وده انت زینار جوان زین
۶. کلاه دوازده در نیم این پرده پنهان کرده اند
مرگ مکتوب بود کاور است عنوان زین

- ۵ روز وصل بار جان نه دورد سر به بند ازین
 پیچو ما از زیستن خواهی پشیمان زیستن
- ۸ اینجاچه داور این مضمون نه نو آورده است
 لشکورد در خاطر لازکھیلان زیستن
- ۹ تاریکیان بعلیم ، اما به دعوی گاه شوق
 صید است ازما وزین مستی گرامیان زیستن
- ۱۰ نیست گر بزم لعلی ، بان بیابان گرمی
 قاتی کرم با تو به بنگاه توان زیستن
- ۱۱ غالب از بدوستان بکثر تر ، فرستاده است
 در لطف مردن خونست و در صفایان زیستن

﴿ ۲۰ ﴾

- ۱ تا کیم دود شکایت زیان بر خیزد
 بزین آفتی که شلبدن زمان بر خیزد
- ۲ می رمی از من و غلجی بگالست ز تو
 بسجایا نو و پیشین که گان بر خیزد
- ۳ گر دهم شرح غلبه که به دنیا داری
 دود از کارگر ششم گران بر خیزد
- ۴ با لبت سرو چو شخمی ست که لاکه بکبار
 بخود از ما ز پیچور لطفان بر خیزد
- ۵ به چه گیرند عیار بوس و عشق دگر
 رسم نهادن مهاده ز جهان بر خیزد

- ۶ "کشم" دعوت پہنچائی ہوئی الہ ہمد
ولے، گر پرتہ ازین دلیز تہاں بر خیزد
- ۷ زینہار از لعبِ قوزخ چاہد مثال
خوش چاہیست کزو ہم عزان بر خیزد
- ۸ لالہ بر خلعت دم "چستن از آفتن ز سید
کو شکر ہے کہ چو ما از سر جان بر خیزد
- ۹ جزوست از عالم و از ہمد عالم ہشتم
ہمچو سوئے کہ تہاں را ر میان بر خیزد
- ۱۰ عریا چرخ بگرد کہ چکر موختہ
چون من از دودۂ آذر فسان بر خیزد
- ۱۱ ہمدم از شور و فغانم چہ ستود آمدہ
دانی تا بخت من از خوابِ گران بر خیزد
- ۱۲ گر دوم شرح ستم ہای عزیزان ، غالب ،
وہم امید ہالا ز جہان بر خیزد

❧ ۲۱ ❧

- ۱ بہ شغلِ افکارِ مہوشان دوزخوتِ دنیا
سر تارِ نظر شد و شدہ" لمیح کو کب پا

۹ : ۲۰ : یہ دوسرا شعر ہے جس پر کلکتے میں پروان قلی کی

طرف سے اعتراض ہوا تھا کہ "عہد عالم" کی ترکیب

احیاء کے طبعِ خط ہے ۔ دیکھیں تعلیقات

۲۰ : ۱۰ : پروان کے نامی نسخوں میں "آدر" ہے ۔ دیکھیں

سالہ حوالہ مجلہ ۱۱۵ و ۱۱۶

- ۲ کند گر فکر معجز خرابیهای ما گردون
زیاد غشت مثل استخوان بیرون ز تنیها
- ۳ به خلوتخانه کای تنگ لا زدم خود را
ستوه آمد دل از پنگانه خولهای مطلب با
- ۴ نداده حسن از مشاطگی پای خودی غفلت
بود تد بندی خط سیر خط در تم لبها
- ۵ بروی برگ گل تا قطره شبنم بیداری
چار از حسرت فرصت به دلمان می گزد لبها
- ۶ میاها پیچور قوسبچه از هم پشنگند غایب
کفس با این تبی بر نهاد شور با رب را

❧ ۲۲ ❧

- ۱ خوشی وقت اسیری که بر آمد بوس ما
شد روز قصین سبد گل قصیر ما
- ۲ مستجاب بیکسار بود پادشاه ما
اسی بجز به روی تو نرس بوس ما
- ۳ وقت که خون چکر از ناله جوشد
چنانکه چکه از مرده دادرس ما
- ۴ اسه پیخیر از نیستی و ذوق فراقش
در ایمن ما بود غار و خسر ما

۲۱ : ۲ : در بر حال از مشاطگی غفلت

از مشاطگی پای خودی غفلت

۲۲ : ۳ : غریبانه

- ۵ در دهر فرو رفته است لئون بود
و شد شستنت پانا مگس ما
- ۶ حیرت زده جلوه ییونگ خیالیم
آهسته مذارید به ییونگ نفس ما
- ۷ طولی سفر شوق چه بر من که درین راه
چون کرد فرو رخت جدا از بر من ما
- ۸ خرسندی غالب نبود زین همه گفتن
یک بار بفرمای که ای به چنگس ما

۳۳

- ۱ از نیست اگر ساخته برداشته ما
کلرے بود مطلب بیست ما
- ۲ برورده بارجم به رحمت کده عجز
تر پای تو باشد سر اراخته ما
- ۳ هم طرحی سودازدگان تو دلا شد
کاشانه انبار اراخته ما
- ۴ جبرانی ما آهسته شهرت بازست
شد چاده به کویش نگه پاشته ما
- ۵ واقعت که چون گرد و غریب نسیم
زبان پرو بال از قصه فاشته ما

۶. بر چاده که از نقش بر است به کشن
چاکست به جیب بوس انداخته ما
۷. غالب مدام السون افتاد که پلائی است
دیواله از چن برون تلفت ما

❧ ۲۴ ❧

۱. چتون از پس به سحرای اختیار رانده است اشپ
لکه در چشم و آیم در بگر و مانده است اشپ
۲. خوال و عشقم از طبع دل صورت نمی چنده
پیشان بر لکه دامن تاز افشاند است اشپ
۳. به غلر شاعر پهرانی دوازی باد عرض را
لنک نیز از کواکب سبها گردانده است اشپ
۴. دل از من عاریت "جسته ابل لاف و دانستم
مصدر این غریبها را به دعوت خوانده است اشپ
۵. خواست الهامه دردی جدایی مختصره غالب
به محشر میتوان گفت آیه در دل مانده است اشپ

❧ ۲۵ ❧

۱. چه گفتها که در اندازد گمان تو نیست
قیادتست دل دیرمهران تو نیست

۲۴ : مطلع : محلی از اس

۲۳ : ۲ : و عشق و عشقم

۲۲ : ۲ : روانی دل

- ۲ فراسی آشتی ده ، این ظفر مبارک‌باد
دلِ ستم زده در بندِ استعاض تو نیست
- ۳ دلم به عهدِ وفایِ فریفت المیوت
خوشت و عده تو ، گرچه از زبانِ تو نیست
- ۴ نه من ز آهن و شگم که بر دست دمر نیخ
یکتی ، سترس که در سودِ من زبانِ تو نیست
- ۵ دل از خموشیِ اعلت ایستوار چو است
چه گفته به زبانِ که در دهانِ تو نیست
- ۶ گمانِ زیست بود بر منت و پندری
نه است مرگ ، ولی برتر از گمانِ تو نیست
- ۷ شکسته رنگِ تو از عشق خوش گشاده است
چار دیو به رنگتِ خرافانِ تو نیست
- ۸ نهاده است بر آوا که بر نیامده است
و کرده سوی به داریکی میانِ تو نیست
- ۹ تعالی تو دلیلِ نجاهل است
تو و خدای تو ، غائب ز زندگانِ تو نیست

﴿ ۲۶ ﴾

- ۱ دلم از پرده دل رو به فنا می آید
تا بهم که ازین پرده چها می آید
- ۲ بهجو رازِ که به مستی ز دل آید بیرون
در چارای بهم نوبت ز صبا می آید

- ۴ زانم به نو و زین لنگ لکشم بود را
چون فدای تو ، میا کز تو حیا می آید
- ۵ به چه کار آیدت ، ای شیخ کز آنس لوز
ببرداختی که ازو بوی ربا می آید
- ۶ دعوی کشیدی عطر رسوا میاست
تا بر موز به ویرانه می آید
- ۷ راز از سینه به مطرب لریزم بیرون
ساز خانی ز شکستی به جدا می آید
- ۸ برگ گل پرده ساز لب کشای ترا
بو که دریا که باشی ، چه دوا می آید
- ۹ درهم افتردن اندام تو چون ما میخواست
خنده بر لبی آغوش نیا می آید
- ۱۰ رفتم در محراب فقر کعبه صومعه به سر
جاده را که به سر منزل می آید
- ۱۱ اتفاق سفر افتاد به پیری ، طالب ،
آهسته از پای نیامد ز عصا می آید

❧ ۲۷ ❧

- ۱ نیا و جوش کشای دیدم بنگر
چو اشک از سرمه زان چکیدم بنگر
- ۲ ز من به جرم دیدن گلوه میگردی
یا به خاک من و آرمیدم بنگر

- ۳ گزشتہ کارمن از رشکِ غیر ، شرمِ باد
 بہ ہرگز وصلِ تو خود را لہدم ہنگر
- ۴ اگر ہرگز تماشا کی گلستانِ داری
 بہا و عالمِ در خون لہدم ہنگر
- ۵ شیشہ ام کہ لہی و نا آئید ہم
 دیدات بشنیدم ، شنیدم ہنگر
- ۶ دیرد دانہ و ہالید و آشیان کہ شد
 در انتظار کسی دام چیدم ہنگر
- ۷ نیازمندیِ حسرت کشانِ بیدار
 نگاہِ من شو و دزدیدہ دہدم ہنگر
- ۸ چنایِ شاد کہ نازے گسستہ زان سر زلف
 ریشہ دست بہ دلدان گزیدم ہنگر
- ۹ بہ دایرِ من فریبی ، ز دردِ جان دادم
 بہ دایرِ طرزِ لغافل رسیدم ہنگر
- ۱۰ چارمنِ نو و گلِ گلِ شگفتہ دویاب
 بہ خلوتِ بر و ساحر کشیدم ہنگر
- ۱۱ فروانیِ لکھ سے لوانجے ، غالب ،
 بہ سادہ "لحم" نہیں خودم ہنگر

۲۵ : ۶ : ہا کیسے

۲۵ : ۵ : حسرتِ امیرت

۲۵ : مایع : لوانجے اورانی

خاتمه

شمع که سواد این گویان نامه پایان رسیده و همیشه
 لایزال غرام از لک و تاز آسود ، غاصه از کف چون آه از دل
 ریزد بخت و سر یارین چون داغ حسینه جاگزید ، غنودگی بهجوم
 آورد و رادونگی دست بهم داد ، فاکه منتظاره سوز برآید از پرد
 خیال صبغی رنگد فوجشید و اوران پیکری از نقاب غبار رفتن پویش
 جلوه کرد - چشم چون جادو بنگار صحرای شبنم به سرده سیاه و رخس
 چون بر چهره گل روی سبزه عازم رنگین ، گردن و آویز از زیور و پیرامه
 تنی و لب و چشمی از تبسم و لکه بر ، خسته بالذره بهت
 غودش بلند و طرره بالذره روزگار مستی پریشان ، با چشمتی چون کج
 خودرو شکفته و خراسی چون سیل چاروی به پروا - زلف دراز
 از سرمستی لزل در پاکشان ، نقاب از رخ برافکنده و لب گران
 حریفانه در رسید و سم طرفالده در آسخت ، نخچه منضم را بالذره
 فشار تبسم گوی ببالد و بلوه روشم را بادای تعریفش بستود
 و گفت عسفه ای غالب نازک خیال نو آیین رقم و ای شاعر
 جادو بیان دلکشی سخن ، ای در لب از گرامیایگان عالم ایجاد
 و ای در حسب ای به مرو پالان چار سوی وجود ای از بهکسری
 بدعوی فراموشی و از غیبتی خاک فرو نشسته ، بکنار آن فراز
 آمد که از فنکمایکی رسوا شوی و سواد از سلج ، بمرج بخوی
 غجلت فرو شوی - گفتم ای آشنا روی یکانه غور ، کمر بکنم بستی
 از چه راه و لب به سر زلتم کشودن از چه رو - مرا در نظر

سبک و خود را بر دل کزبان کردند یعنی چه - کاش دانستی که
 کبوتری و از کجائی و چندین غششاگ چراتی - بپسیر نسیم نسیم
 عجب "سیر شکفته اهل صد چین گل بالید و سپر لبتم آلودش
 یک بحرستان غنچه بچرب و دامن بمانا فرو رشت - لبان
 مرخص طوفان کرده و گوش خود را صدف کوهر این و از گردانیده
 که ای به غیر من شخصیر استعداد نولم نه آشتی آیم نه جنگ ،
 بهر و کزوم نه بکن - سلامت لبس ساز سلامت و شکام آید بردار
 بدایت - غریبت که لشکاری مرآت خیال نولم و خانه کفر کا کفر
 اسرار خویش ، نفس بیکر خود فریب مرا ویران از است و
 گرامی اندیشه "دور آزمای مرا نلومندی از من ، شکوه ام از
 بی پروائی تست و سپس از کواکبهای خویش ، کاروان کاروان شک
 شکرت اوسلان فرستم و داس دامن لعل و کهرت و لکن دهم -
 نو و خدای از چلوی من آن سرمه لب تو غنچه " که مواد
 نغمه روشن نوال کرد و طرح الشائے رشت - پیوسته مشت
 مشت گل همیشه چار معنی صداقت میریزم عوای ارا به آثار رفته
 نظم گنسته بند و عوای بهچان پراکنده بگریبان لیر افشان - از
 نوازش نفسر آشنا بباله در آمد و پیوسته ریزی مضروب بزویش
 چون لغت از پرد، پیر افتادم - تار نگار صحرای زبان گزولش
 مدعای بخودی شد و نوازی دردی از شکست دل بدین آهنگ
 بالید که ای عین نایب " مرا مردم چشمه های کالبد اندیشه " مرا
 روان کویا ای شکستگیهای مرا موسیقی و ای حسرتگیهای مرا
 جان دارو ، ای بر مرزنده " کوهر آبی من واسه بر نوازنده نوازی
 شهرت خویش ، چندین برقی چشم بگیر و آیم در الجین سیر - زعفر
 چکر بک مودیم مساز وایم کدلت دل را بتلخ چقا مکار و

۵

۱۰

۱۵

۲۰

بگرانی خواهش و بسکیزی شوق، چنانکه شبنم امید و بیال هفتاق
 لوزو، بگرانی انعام و به سبک و حر استغنا، بخون گرمی اشک و
 بدم سردی آمد به زود میری شرار و بدبختی داغ، برین گیری
 خاک و باوج گرانی غبار، بدبختی لشکر به سبب گزازی دوست و
 چنانکه زانی انداز خطواری دشمن، بفراخی خوان الوان نعمت
 تو و به تنگی حوصله انتهای من، بدانه های یا نارسائی عهد خویشی
 استوار شده از اثر بیگانه من و خاطر در رحم جهان جوئی از
 شرم به الریای ناله، سهریان تو که لبرگی سواد نثر به ازان
 دوست که نعمت حسن نظر فروخت، جلوه ازان آینه زار دروغ
 داشته باشد، بلکه درین مستعد بر چه ازان عالم بر من عرض کرده
 الله اگر بتلاویج برانگیزی ندانم، کزین قائمها کرد آمدی و سرگ
 نکستیمها فراهم گشته - باز که اگر رفتن ذوق نماید خود و زیوند از
 متاخر باران بود از کندی فرود آیی و به فراز جای بیسی
 بیارام تا ورای دو از نثر در صنعت تعطیل عرصه، هم که در
 کیمیا بر لفظی جای نظم، الخطاب غالی بانی و در نورد بر
 سطرش چار باشد برای مردم چشم کمانا قشاده دلی - بهانا سواد
 چشم لگزانست زانکار داغ مردمک از آینه خویش زدود
 یا ریاضی عارضی او غطیست از قفس وجود حال ساده - حال که
 تاده کردآور در هیچ و تاپ بر چه رفت بساط دایره آراسته
 باشد یا در نورد بر چه خواهد گفت عرض قهقش دو دمان خویش
 بسجده اما چنانی سخن را نشیب و فراز است که اگر گزافه
 آترا فرو گزارد غراسر گشت از پرکار افتد و انداز بیان
 به سر و بن گردد -

فرد :

بهرایم اگر کام زانم خورده بگیرد
در خورده زانم ز خواریم نه چنا

کوتاهی وطن روزی بود و روزگاری که بلغای چنانکه
۵ دلی بالانشان بودم و سرلشک آزامدی از سفر نیشهر
صبح وطن میخواندم نه بر چهره من از روزگار گذشته و نه در
دل سپهر از من خبری - داستانهای دستانهای بگوشن قبول
نشودم و از دیو اسنهای دستانهای برکران بودم - ترسم
را غیبت دانستم و چوئی دل زلفم چنانکه توانستم -
۱۰ ناکرم گیتی کشوب عی جم برآمد و آفاق سوز چوئی از پرده مر
پدرزه - دل از آسودگی بر آفتاب و رای از حرارتش بر جاسد دوق
کوتاهی خاطر صحرای کلی باجم خازید و شوق آوارگی از شس جهت
آشوب بروی دل کشود -

ناچار غیبت بعزم زمین بوسم مغرور غلذ آهنگ
۱۵ دهر الفوله دلاور الملک نواب احمد پاشی خان چادر و ستم جنگ
بناختن آن سرزبان بارای و فرونگ که جنوب رویه دلی
بجمل کردی دامنست پای خای کردم - از بسکه سرانیدی
سراهای دل را فرو گرفته بود - از بزرگی وطن بدوید ناقد
براه افتادم - بر چند اران مردم شرمسته مهر و وفای نبودم که
۲۰ در حسرت فوت فرصت بودیم پشت دمی بداندان باستی گزید ،
لیکن بارها گوار خوشی و آسنا بدور بازه داشتیم چون من ترس
سهرمان و چون دل در سید جاگزیل پشت خرد را پند و بازوی
دانی را بیرون رسانی بود در بالیدن و آگاهی ازو خبر نبود
زود بولد و برگشتن سر بزرگ کوچک دل مسفر و کفای چال

و به مطلق سوانوی حافظ چه فعلی حق که از وی دستوری
 نخواستند سر کردن بمذاق شوم ناگوار افتاد و معنیها میانه
 من و او ستر آید نیز بود - دل بدرد آمد و جان بیغای اندوه
 رفت - چون کاروان بمنزل رسید و زبرد از رخ راه برآمد کتابچه
 در محبت تعطیل بختیست مرشده شد و سوز و یوز را با هم
 آمیخته بدین رنگ سخن گزارده آمد -

عالم اعلم و عالم علم ، عالم حاصل و حاصل حاصل ،
 در علم علم و در عمل علم دام اکرام ، ط -

آلوده عالم عالم خود دل ، اند الله ، سلام معمول الاسلام
 ادا کرده احرام در سر اسرار مدعا دارد -

خود خدای و داع بعدگر اگر حد عمر در کفر خود و
 ملازم دارد ، روا ، اما والله کمال کم کرده حواس و حواس
 و هم و براس آمده ام - اگر دل مولا گداگود گردد ،
 و ا دودا -

هر که آدم عهد کردگار را سپو کرد و عمر در سر لبو
 کرد روح را در هوس مسرور کرد و دل را در حرص کفیل ،
 در معامله دور کم طالع آمد و در امر معاد کفیل - دل
 آگاه را اندر آن مصالح کار سهل و سیدم گمراه را اصلاح
 حال حال - ملک السلام آگاه ، دوم خود آلوده گواه که الحال
 دل و داد عمل و داع حرص و هوا کرده گزند ملال مرا در
 معامله خود عریکه در آورده - والله عهد کردم که اگر تمیزم ،
 گیرم هوس کم کردم -

سالکا ، واصل ، مکتوما ، مطاعا ، الحال که غرر در
 دلاور الملک را دانگاه و بود کرده طمع دارد که اعظم حال

مایه‌کار مکتور گردد و طرح سود واسطی - وامِ او را در احاطهٔ
 منبر اطلاع در آورده باشد در مرحلهٔ سود دهد ، مگر دلِ واسطی
 عندکام در صحرا رهد ، اما عثم کاشکار در ویم و براس مگر و
 حصهٔ اعداء و درو عثم حاصل سرکار انور و ملال درآید دیگرها
 سرگرم و سوگوار و کم کرده آرام - او را سحر کو کند کسی
 را دل دهد و بیم در اصلاح حاصل کسی کاره و مرا دل
 آسودهٔ رام و طور آرام کو کند سر صداع الکوفه در کویسار
 مانم و دل را در طبع امداد کار سالها در ورطهٔ طول
 اصل دارم - حاصل الامی دل در وداع کلاه طایع و سر در
 کلام احاطهٔ کرم کردگار در آورده ابرام صحرا دارم که
 کرداردار و سرسوار آوارهٔ عالم گردم - اگر طایع مسعود که
 نوح طایع مراد دارد شد کرد و غروب مستعدا سر در دلم
 ارادهٔ دعا گو در آورد ، هوالتد و الا لا محاله در کام اول
 زبور و عثم و در سلسلهٔ اهل کار عار دودهٔ آدم - انملک شد
 الحکم شخ

۵

۱۰

۱۵

(م) سر سر صد در سود آمد دل

بسم دزد و پسم کرد آمد دل

که درم دلم دل ما گردد

که کرم کام دل ما گردد

هوس طره حتران او را

حرص وصل و سر دلتان او را

ساده دل گیرد هوسها گردد

که وصل دلم نگشاید گردد

۱۰

سعادۂ سوداگری و لذت الحرام دلِ کرم مهر سراسر کرم مولارا
درستاده اسد کیم طالع سرد کرده و کلایم بیدم بمصنایر حسد
اعلام سراسر آلام - او کرده سلال در دل و داد اساس والا در
آورده - تا موی که کرد سلال هوا کرده و کرم دل وا کرده -
ملک اودود طول عمر و دوا در حال ، کمال سلام و صلاح
حال ، عطا دارد ، والسلام والا کرام -

قصه مختصر ، چون سر رشته بر کار به زمانه باز ایست
است ، در آن کشاکش از بند نتوانستم بفرجست - بخودی
گریه ام گرفت و باز به فطی آورد - روزگار به دوازده به خاک
لشکر سیری شد و چرخ گردانده بس بر گردید - این یس
خاکدان بگشت که غنود گیهای مرا بامداد رسید و مرغ
سرخوان شوق هوا بر آورد - پس ازان که اسباب پریشانی
دست بهم داد و تاش آزاری را کار و بود پدید آمد ، شوق
سلسله ها زنجیر خودداری گسیخت و پریشانی زورق به طوفان
روان افکند - پای خوانیده به رفتار آمد و سر آرمیده به گردش
اشطیر شوق گیاهان بر قدم زد و سحر نفس نامن به کمر -

بر چند مرا بایستی به کلکه رسید و چاره لب تشنگر
خویش از محیط جست ، اما از آنها که عنان چنبر دزانت
کالبدات به کلب اغیار سپرده اند و روبرو مراحل نویسن
و مورد تا خود را به غیر نیستند ، راه بجای نبرده - نفس
اتفاق ورود به لکھنو افتاد -

نظم :

الذ ان یتمد معمر ز دلتی خویش
حسرت آگین چو گنجهار به زلدان رفتم

جلوه در عالم احسانک من افتاد زبون
شد غلط جاده کلطن به گلستان رقم
نشست بر تماشای سدتم صوفی نکرد
که ز جوش عرق شرم به طوفان رقم
سوزا رنگ طراوت به خزان داشت نام
خس سدتم تا به چراگاه خزان رقم
کاش میسوختم و دای فنا میدادم
شرم نادا که بدین لاله خیابان رقم

۵

مهربانان گرد آمدند و بزرگان همین شدند و رفت و رفت
ذکر خاکسارهای مرا به یزم آقا میر لیس از سادات داشت
آن دیار که در آن روزها به آهنگ معتمد الدوله بلندآواز بود و
به لرغانی فرمانروایی آن کشور و مدارالمپاسر آن سلطنت لشکراز
دافت ، رسانیدند تا از آن جالب ایامی کششی رفت ، ازین سو
نیز آشوب برپا گشت ، چون ملازمت قرار یافت ، خواستم
دستارده خدیجه سر انجام دادن و ره نوردن عالم عبودیتی عرضه
داشتن . طبع از فکر فعیبه شنگی کرد و سینه بر این آرزو
لنگ . چون شوقم به بیداری کنتر ناپیدای اثر انداخت و
سواد مبارزه هم در صنعت تعطیل روشن ساخت . اگرچه وقت
الکهای بدین آن جا آمدن نکرد و آن پوس از سینه بفر رفت ،
اما آن مستوف به سینه مالک و هو پذا :

۶۰

۱۵

۲۰

مطرح مراجر ملک الودود و کامکار طایر مسعود مطلع
میر عطا و گرم ، سالانه خود آدم دایم عطاوه ، و آمد عطاوه .
دماگو ، امه الله ، مراسم مدح ادا کردند و سر کلاوه

درد دل واکرده در ساحل اطلال حال طبع حصول آفرید
 آفتاب دارد - دود و اتم روح مرا سحر کیا براسر در دام دیر
 سرد در آورده و صعود خود سودا دل والد را دیر خلاص
 کرده ، دل گم حوصله عالم عالم درون الم را صلا در داده و
 ویم و بران دل آواره را در صحرا صحرا کرد سال مرده ،
 مایه مردود اصطکاک در دو آید کارها و لایم محروم سر
 ساحل تساهل متکاف ، در عالم رسم و راه رحم و کرم معلوم -
 هم دعاگو را سوال درها غار و هم حال بهر اهل دیر معلوم ،
 که هر کسی در بوس دوا بر سو خود سر صلح آورده در کوه
 ماند ، مگر در سرکار آوده مغر عقل و داد براسر دیر را
 کلکند ارم کرده ، و اسطر عطا و کرم سر اسرار عالم را در دام
 حصول متعاف آورده ، اواجه کردم که در درگاه دارالسلام کیا
 دسم و عطر گل مراد در حد بوس عالم - حاصل اتمی الم
 سهام بوس در دل دود و اوپاس سودا در سر - آلام راه دور
 گوارا کردم و راحه را در مرحله رنکرا ، شانهید که طایع
 رسا مدد کرد و سهم دو صد کروه را سر کرده در آوده ، آلی چه
 را دارالسرور ، وود کردم - گو که در هر حد عصر در گروه
 اهل کباب گردا گردا ، اما متعاف سرکار عالم دارم و عالم عالم
 گوهر مدح در سلک مظهر دارم - دل سعاد عمل طرح
 السحر و داد کرده و کلک عطلود کردار ده معبر شانه در
 اطلال دام مظهر در آورده -

معارف

اکرم اهل کرم السعد اولاد رسول
 داور داد رس و سرور عالم آرا

در او مصدر عدل و کرم و سوز و سرور
دل او مطلع علم و عدل و رحم و عطا

گردد و گردد سر اهور او در عالم
بر سر دهر طلا گردد و بر صمود با

عدل را راه دور در که او کرده طلوع
ملک را گردد ره عسکر او داده لوا

در او آمده در که ملوک عالم
که کذا آمده کاوس و دعاگو دارا

دارد دادگوا ، روح در سلسل آلام درآید و کارها
رو در دل کرده ، دل در درد محرم دوا محرم طبع سرهم دارد که
گردد کسک حال مرا درهم دارد . مأمول که سرکار والا محرم
حلال و گوهر کمال مرا در ملک مطالعه در آورده اصلاح حال
بدهد مگر دل بگره در گره دایر مشعا گردد که بها هم طالع
ماه و مکی پسر برآ گردد . انکم التحکام و صمد العتلام سر و
سرگروه اهل کرم ، همه امرا مدارالمنهاج والا بهم را عمر
نوام اساس و امر عالم مطاع و حکمر عدومال و دل آسوده و طالع
مسمود عطا دارد . ط ، محشر اضافه محروم دوم محرم الحرام ،
(نوم ۲۵)

گلبن

تعلیقات 'گل رعنا'

گلبن

تعلیقات ’گل رعنا‘

’گل رعنا‘ کو دیکھ کر ذہن میں پہلا سوال یہ ابھرتا ہے کہ جس وقت غالب نے اس مجموعے کے لئے اشعار کا انتخاب کیا ہے اُن غزلوں کی صورت کیا بھی جن سے یہ شعر لائے ہیں اور ان دوسری اصناف سخن کا متن کیا تھا جن سے یہ انتخاب مراتب ہوا ہے ۔

’گل رعنا‘ کی تالیف ۱۸۴۸ء میں ہوئی ۔ دیوان غالب ، اردو (نسخہ شبرانی) اس سے پہلے اور دیوان غالب ، اردو (نسخہ فوطدار بہ خان ، بھوپال) اس سے بھی پہلے ۱۸۲۱ء میں مراتب ہو چکا تھا ۔ اگرچہ فارسی کلام کا کوئی مجموعہ ’گل رعنا‘ سے پہلے کا موجود نہیں لیکن غالب کے ’دیوان فارسی‘ کا قدیم ترین نسخہ (جس کی اصل کتابت چٹ پہلے لیکن تکمیل اور مرمت ۲۱ جنوری ۱۸۴۸ء کو ہوئی ہے اور یہ نسخہ راقم کے کتب خانے میں محفوظ ہے) ’گل رعنا‘ کا مکمل پس منظر فراہم کر دیتا ہے ۔

’گلبن‘ کے عنوان سے ان صفحات میں ہم نے غالب کی وہ اردو غزلیں درج کی ہیں جن سے غالب نے ’گل رعنا‘ کا انتخاب کیا ۔ یہاں ہم نے ’گل رعنا‘ کے اشعار حذف کر دیئے ہیں اور ان کی نشان دہی پر غزل کے ختم پر قریبی اشارے درج کر کے کی ہے ۔ پہلا مقدمہ ’معلقہ شعر کا وہ اشارہ ہے جو ’گل رعنا‘ کے متن کی بنیاد پر ہے اور اُس کے مقابل دوسرا اشارہ وہ جو مستطاب منہ کے لحاظ سے ہے ۔

عراقی میں مثنیٰ کے اختلافات اور بعض ضروری اسلامی ترمیمات درج کی ہیں۔ حاشیوں میں یہ ہے مراد لفظ ”فوجدار“ ہے، جو بطور صورت میں لفظ ”عبد“ کے نام سے مشہور ہوا۔ ”نثر“ لفظ شجری کے لئے ہے، جس کی ترمیم ۱۹۵۲ء میں ہو چکی تھی اور اس کے حاشیوں میں جو عراقی درج ہیں ان میں دو وہ ہیں جو غالب نے کٹائے جانے ہوئے الفاظ سے بعض تھیں۔ یہ لفظ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔

یہ غزل کے شروع میں جو لفظ دائمی طور درج کیا گیا ہے وہ ”گل رخت“ میں اس غزل کا ترقیبی شاعر ظاہر کرتا ہے۔ حیاء ایک ہی زمین میں دو عراقی ہیں اور ”گل رخت“ کے اس زمین کے اشعار ان دونوں غزلوں سے لئے گئے ہیں، وہاں ترقیبی شاعر کے ساتھ پہلی غزل کو الف اور دوسری غزل کو ب سے ظاہر کیا گیا ہے۔ غزل کے ہر شعر کا ترقیبی شاعر جس کی بنیاد لفظ ”شجری“ کے مثنیٰ پر ہے دائمی طور درج ہے۔

حاشیے میں عراقی کے لئے جو اضافے درج ہوئے ہیں ان میں پہلا غزل کا اور دوسرا شعر کا ترقیبی شاعر ہے۔

”کاس“ میں کلام غالب کا جو مثنیٰ درج کیا جا رہا ہے وہ بنیادی طور پر لفظ ”شجری“ کے مطابق ہے۔ تکمیل اور تصحیح لفظ ”فوجدار“ سے کی گئی ہے جس کا مثنیٰ ہم نے لفظ ”عبد“ عیدہ مراد ملتی الفاظ دیوان دیوان غالب لفظ ”عراقی“ اور لفظ ”عیدہ مراد“ یونیورسٹی حیدرآباد سے لیا ہے۔ متداول دیوان کے عراقی دیوان غالب بطور کاتبور (۱۸۶۵ء) سے پہلی حاشیوں میں درج کیے ہیں۔

آتشیں پا ہون گداز وحشت زلفان نہ ہون
مواثر آتش دیدہ ہے ہر حلقہ پاہ زخمیر کا

۱ : اس شعر کو غالب نے بعد میں بدل کر مطلع بنا لیا تھا :
سکھ ہوں غالب امیری میں بھی آتش زور پا
مواثر آتش دیدہ ہے ہر حلقہ مری زخمیر کا

دوسری بزرگ عید وحشت کاؤس ہے
۳ دام سیزے میں ہے پردار جس استغیر کا

انداز ایجاد کا اصولی عرضی ثوری کل
۴ نعل آئی میں ہے الخ بار ہے تعمیر کا

عشت بشت دستر چیز و کتاب الخوش و دایع
۵ کہ ہوا ہے حیل ہے دیانہ کسی تعمیر کا

آگہی دایر شیدن جس قدر چاہے چھائے
۶ مدعا خطا ہے ایسے عالمی قدر کا

وحشت غوامی عدم سرور کاشا ہے امد
۷ حل سزا جوہر جوی آئینہ تعمیر کا

کلی رہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵

۱ : خ : یوق : ووقی : = الخ

۲ الخ

لنگی ریشہ رہ لگی علم یا وجود تھا
۱ میرا سر نہ بالغ چشمی حدود تھا

۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : الخ
جہاں ہے ۔ دراصل اس کتاب نے 'ز' کو دیوان میں بعض
دوسرے مقامات پر بھی اپنی جگہوں سے ظاہر نہیں کیا ۔ فارسی
کے صوم پر چھوڑا ہے ، چنانچہ 'کومواں کا' ۔ 'سپاں کا'
والی غزل میں بھی دوسرے مطلع میں 'سزگان' کے بجائے
'سزگان' لکھا ہے یعنی 'ز' بصورت 'ز' 'گ' بصورت 'ک' اور
یہ کتاب کا اصلی مضمون ہے ۔

۱ : الخ : ۲ : کلی رہا : ۳ : الخ : ۴ : الخ : ۵ : الخ

مقامی نامے لکھا ہے

- ۱۔ تو رنگ چہاں قلم، ہوس چہج کر کہ میں
حیرت ستار عالم قصاص و سوز تھا
- ۲۔ بردی ہرطر نظم رہا جی لہر شک
میں پائالہ عمرہ چشم کبود تھا
- ۳۔ پوچھا تھا گوہر ہارے احوال دل مگر
کس کو ہمارے دشمن گفت و شنود تھا
- ۴۔ خور شہم آفتا کہ ہوا ورتہ میں افس
سو نا قسم گواہی دوزخ مجھ تھا

گی رہا : ۱ : ۵ : ۲ : ۶

۱۔ الف : ح : ورق : ۲ : الف

۲۔ بی

- ۱۔ عالم چہاں عرصہ ہمارے وجود کیا
چوہ صبح چاکر شب بھینے کار و بود تھا
- ۲۔ جو قس اور کو بہ ملا عرصہ آتش
میرا مگر رنگ چشم مسود تھا
- ۳۔ لاشک نے لہر سویدا کیا ہے عرص
ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا

۱۔ الف : ۲ : ط : گداڑی (خائب کے اموی اور اسلامی طبع کے
حالات)

۲۔ ب : ۲ : بعد میں خائب کے یہ مصرعہ یوں بدل دیا تھا :

جو قس اور کوئی نہ تھا پرستے کار

۳۔ ۳ : ۲ : حافظے میں اسطرح بدل دوست دوج کیا ہے جو کیا
ہے عرصے کے پائے ہے جس پر خائب کیا بتا ہے ۔

- حور انہارِ نعلِ سحر ہے حورِ بھیجی
 حور دیکھا تھا سو آئینے میں یہاں نکلا
 میں بھی منظورِ حلوں ہوں اے حالہ خراب
 بیشوا آئینے بھی کھر ہے یہاں نکلا

گل دھنا : ۶

م : ب : ش : ورنہ : ۶ : الب

- م : ب : ۶ : ا : ش کے اصل دہی میں نکلا کے جانے نکلا
 سہو کتابا ہے ۔

۵

- ا : ب : کی گر سور ہم ہے بے عذابِ جل گیا
 آئینہ حاسوس کے مانند گویا جل گیا
 دل میں دھولِ وحل و ہار ہار لنگ باقی نہیں
 آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا
 میں غلام ہے بھی لڑکے ہوں : ورنہ غافل : ہلایا
 میری آبر آتشیں سے ڈال دھلا جل گیا
 صبحِ روزوں کے سر انگشتِ حیات دیکھ کر
 غنچہ گلِ یروشای پروانہ آسا جل گیا
 دود میرا سہلستان ہے کرتے ہے ہمسرای
 ہستہ لولہ آئینہ گل ہے سراپا جل گیا
 غامخارِ عاشقانِ دوکانِ آئینہ باز ہے
 شعلہِ ردِ چپ ہو گئے گوہرِ نکلا جل گیا
 نا نکھا آئینہ گرمیِ ہادرِ صحبتِ ای غیالی
 دلِ صبورِ آئینہ داغ لگا جل گیا

دہر میں غلغلہ ہوا وجہ اسکی نہ ہوا
ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندہ معنی نہ ہوا

سوزہ لفظ ہے لڑا کا کڑا سر کھلی نہ دیا
یہ زمرہ بھی سرسبز دم اٹھی نہ ہوا

نہ ہوئی ہم سے زلم حیرت حلقہ رخ ہار
میں اگلا جولانگر طوطی نہ ہوا

کسی سے عروسی اسب کی شکایت کیجیے
ہم نے چاہا تھا کہ سر حالیں سوز لہر نہ ہوا

وہتر رخصت حق دیکھ کہ چلتا جانے
بچہ سا کافر کہ چو لہریں معامی نہ ہوا

کل دھنا ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ :

۸ - ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱ : ۱۲ : ۱۳ : ۱۴ :

۸ : ۹ - ۱۰ : ۱۱ : ۱۲ : ۱۳ : ۱۴ : ۱۵ : ۱۶ : ۱۷ : ۱۸ :

سر گیا بندہ آواز سے تم کی طالب

کل دھنا میں اس کے بچائے : ج

سر گیا بندہ ایک خلیج لب سے طالب

پند کی اصلاح ہے ۔

سر و کور تواضع کا خم گیسو رہا بدن

ہمارے شانہ زینت زور شوخی ہے سلام اس کا

- ۶ لے گئے خاک میں ہم داغ کھائے لٹاوا
تو ہو اور کہ بعد رنگ گلستاں ہوتا
- ۷ عشرتِ پاوہ" دل زخم کھا کھاوا
تغصنِ زلف چنگر غرقِ کنگدانی ہوتا
- ۸ حیف اس چار گزہ کیڑے کی قسمت غائب
میں کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہوتا

گلِ رعنا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵

۱۳ ش : ورق ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵

۱۴

- ۱ رات دل گرم خیالِ جلوہ چالانہ تھا
ولنگزِ روئے شمعِ برقرارِ خمیرِ پروانہ تھا
- ۲ شب کہ تھی کیفیتِ خلقِ بے باقِ روئے بار
پر نظر میں داغِ مے خالِ اسیرِ بھالہ تھا
- ۳ شب کہ ہالہا خواب میں آنے کا نال لے جناح
وہ مسوگرِ وعدہ میرے واسطے اصرار تھا
- ۴ ساتھ پیش کے رنگِ برعاشی طے ہو گیا
تو کہے میرا خیالِ دلنورِ دیوانہ تھا
- ۵ رنگِ اس کے حاضرِ سین و دستِ کمرنگ
شاخِ گل چلتی تھی مازِ شمع، مگر پروانہ تھا
- ۶ اے ابدِ رویا جو بیشترِ غم میں ہیں میرے یاد
الہامانہ بہوں انگ سے پروانہ تھا

گلِ رعنا : ۱ : ۲

۱۴ ش : ورق ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ - ۱۵

۱۴ گلِ رعنا میں اس (میں) کا جو دوسرا شعر درج ہے وہ تصحیف
(بہرہ خالصہ) لکھے ملے ہیں

سیر اسوئے لیا تھا ہے ملکداروں کا
خطر مشفق ہے اس دشت کے آواروں کا

(پچھلے صلیبے کا تہہ حادید)

شیرانی میں نہیں ، اسعد شیرانی میں اس زمین کی دو لہریں
ہیں پہلی تو یہیں جو پھان فوج ہوئی اور جس کا چولہا شعر
گلی رہا ہے اس زمین کا پہلا شعر ہے ۔ دوسری لہریں اس
مقطع کی ہے :

جس کے جوش گرتے ہیں زبر و زمر و ترانہ تھا
جانکڑ موج سیلی کا پیرا پیر دیوانہ تھا

یہ اسعد شیرانی کے فرقہ ۱۲ - ۱۳ پر ہے ۔ اس دوسری
لہریں میں غالب نے عیسا کہ ظاہر ہے گلی رہا ہے کولی
شعر نہیں لیا ۔

اس زمین کی یہ دونوں لہریں اسعدؒ فوجدار اسعدؒ
حصیدہ کی عزلیات میں شامل ہیں لیکن گلی رہا ہے اس
زمین کا جو دوسرا شعر مقطع کی صورت میں ہے وہ اسعدؒ
حصیدہ میں دیوان غالب مطبوعہ نظامی پبلیکٹی ہے نقل
کیا گیا ہے اور یہ تصریح کی گئی ہے کہ یہ شعر اسعدؒ نظامی
کے آئین میں شعر مروجہ اشعار میں شامل ہے ۔ گلی رہا ہے
اس زمین کے پہلے شعر کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے کہ
اسعدؒ فوجدار کے علاوہ یہ اسعدؒ نظامی میں بھی مدکورہ
شعر کے ساتھ اس میں پہلے درج ہے ۔ گان ہے کہ دوسرا
شعر گلی رہا ہے اسے کہا گیا ۔ اس شعر کا درجہ تو یہ بلند
خود گلی رہا ہے ۔

۱. سرخسٹ بند ہوا جامہ گنہگاروں کا
خوئےر پہنا ہے لکھا نقش گزشتاروں کا

۲. فرار گاہ میں غائبی شکنجہ گل
فلز آرزو پسند آلودہساروں کا

۳. دامنولو لہجہ و سحر معوضی بر لب
کاسر سرمد ہے جامہ توستہ نیازوں کا

۴. لعل لعل پروندہا تا کہ نہ غوغا تاجہ
حرمہ شکنجہ نہ کر ہے سبب آزاروں کا

گل رہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶

۱۶

۱. لولہی ہائے بیدا دیکھتا ہوں
تغافل ہائے رنگیں کا گلا کیا

۲. من الے مارنگر جسر وفا من
شکستہ ریمبر دل کی بیدا کیا

گل رہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱ : ۱۲ : ۱۳ : ۱۴ : ۱۵ : ۱۶

۱۵. غی : فرق : ۱۰ - ب و ج : ۱ - الف

۱۶. غی : فرق : ۹ - الف پر جاتے ہیں ، اس صیغے پر حوسہ دلی
میں 'راز کا-ساز کا' والی عربی صیغے کی دوسری عربی ہے
اور یہی لغت ہو گئی ہے ۔

۱۷. گل رہا میں نواں اور دسواں شعر دونوں قطع بند ہیں ،
اس کے اظہار کے لیے نویں شعر ہے پہلے ملامت (قد) فرج
ہے ۔ اسجد شیعری میں بھی یہ دونوں شعر قطعہ ظاہر
کئے گئے ہیں اور اس نویں شعر ہے پہلے جو وہاں گیارہواں
ہے اور الفاظ قطعہ لکھا ہے ۔

۹۷

- طعمر جانوں کو ولتہ تپیں تو بھی دور تھا
۱۔ تاکہ گہر میں بھنصر سا بھانک صبرور تھا
- دوسرے میں ہے بوق کو اب جس کے نام سے
۲۔ وہ دل ہے یہ کہ چس کا تھلے صبرور تھا
- شاید کہ مر گیا تیرے ریشاز دیکھ کر
۳۔ یہاں رات ماہ کا لہریں دور تھا
- حاشہ ہے بیری تیج کے کشتوں کی منظر
۴۔ چور سوار چلوا مرگلا صبرور تھا
- ہر رنگ میں جلا امیر صبرور تھا
۵۔ پروانہ تھلی شمع صبرور تھا

گلی رہتا : ۱ : ۶ : ۶ : ۶ : ۶ : ۵

- ۱۔ ش : ۱ : ۶ : ۶ : ۶ : ۶ : ۵
(نروانہ عروسی و پروانہ حید احمد خان)
- ۲۔ ش : ۱ : ۶ : ۶ : ۶ : ۶ : ۵
'کے' ہے اور وہاں یہ شعر حاشیے میں درج ہے - (پروانہ عروسی و پروانہ حید احمد خان)

۱۔ ۶ : ۶

- ۱۔ ہر شے کو بھلا ہے شمع نازانی کا
چرخ حلیفہ حد رنگ دھوون پڑائی کا
- ۲۔ جہاں سے جاتے ہیں وہاں ہر شے نازانی کا
ہمیں ہر رنگ وہاں ہے حاصل رہائی کا

۱۔ ش : ۱ : ۶ : ۶ : ۶ : ۶ : ۵

۲۔ ش : ۱ : ۶ : ۶ : ۶ : ۶ : ۵ (صاحب شجری کے کاتب کا ہے)

۱۔ بھڑا آواز دہم، مدعا تسلیم شوئی ہے
خفاقی کو نہ کر ضرور نکلیں آزمائی کا

۲۔ زکواۃ حسن دے اسے جلوہ پیش کہ میر تھا
چراغِ شامۂ درویشی ہو کلمہ گدائی کا

۳۔ مارا چاک کر بھرم، خفاقی، تیری گردن پر
رہا مسافر غریب پیگمہ حق انسانیت کا

۴۔ دھاک پر دستر بظاہر ہو زنجیر و سوتلی
عدم تک ہے وہاں عوام ہے اپنی بے وفائی کا

اسے دیکھ کر آتا طول طالبِ حاضر تک دے
کہ صورتِ مانج ہوں غریب، منجھائے جدائی کا

۵۔ افس کا ٹیٹہ طولانی ہے، لیکن مختصر یہ ہے
کہ صورتِ کئی رہا عرصہ منجھائے جدائی کا

کئی دھما : "صفا" حیدرہ کی اس نثر سے کوئی شعر نہیں لیا ،
لیکن اس وسیع کی جو نثر "صفا" شہزادی میں ہے اس سے ایک
شعر لیا ہے ۔

۱۴۔

۱۔ اب ہو حسن کشادہ دستِ ناصت بے وفائی کا
بہ سپر صاف نظر ناصت ہے دھوکے بارشائی کا

۲۔ ہوس گستاخی [و] آئینہ تکلیفِ نظر باری
بہ جھوٹ آرزو پہاں ہے حاصلِ دارشائی کا

۱۔ الف : ۱۔ "صفا" حیدرہ کے حوالہ میں "شہزادی" کے بجائے
"شہزاد" اور حیدرہ میں بطور اصلاح "شہزاد" ہے ، بروایت
مقلی : مقلی میں اصلاح "شہزاد" (عربی) ۔

۲۔ الف : ۲۔ "صفا" حیدرہ میں "شہزاد" کے بجائے "شہزادی"

۱۴۔ ب : ثنی : قولی ۱۶ - ب

- نظر قزاقی طلسم و عشق آمار پرستان ہے
۴ رہا رنگارنگ تاثیر افسونہ آفتابی کا
- ۵ نہ پایا درد مہر دوریوں پاروں پر تک دل نے
مولد غمناک بستان ہے اسرار سوہانی کا
- ۶ گمٹائے زباں ہو چاہے میرانی ہے
مٹا بھی ہے نقارہ شکوہ ہے دست و پاں کا
- ۷ اسطرح عجز و بے سلسلی فرعون کا توام ہے
۸ جسے بزدلی کہتا ہے دھوکے ہے مدانی کا

کئی رہتا : ۱ : ۳

گر نہ الفجر شہرِ قزاق بیاں بوجھائے گا
۱ کے نکاحِ داغ نہ سپر دہاں ہو جائے گا

۱۸ - ب : ۱ : اسطر محفہ میں 'سوا' بجائے 'ساعت' ۔

۱۸ - ب : ۳ : اسطر شہرانی میں 'ہاں' کے بجائے 'پہاں' اور 'ہواں' کے بجائے 'ہوا' ہے۔ دیکھیں اس سطح کی کثافت میں ہر جگہ ایسا ہی ہے ، گویا کاتب 'پہاں' اور 'ہواں' لکھ کر 'ہاں' اور 'ہوا' پڑھواتا چاہتا ہے ، نہ کہ 'پہاں' اور 'ہواں' پائے مخلوط ہے ۔

۱۹ : یہ سطر شہرانی کے صغیرۃ شدہ لوزاق میں نویں ، اسطر محفہ میں ہے ۔ کئی رہتا میں اس حرف ہے جو تھا شعر لیا گیا ہے ، جو انتطاب میں چلا ہے ۔

۱۹ : ۱ : مصرعہ اولیٰ میں پہلے لفظ 'الکد' کے بجائے 'الحوال' تھا ۔ پہلے مصرعے کو قلم زد کرنے اصحاح شدہ مصرعہ لکھا گیا ۔ (اگر روئے اسطر محفہ)

- ۱۔ گر لہسا ہی شامِ بحر میں ہوتا ہے لب
 ۲۔ بر نورِ سہلاب سبیلِ غامخان ہو جائے گا
 ۳۔ گر لگاؤ گرم لڑائی میں تعلیمِ ضبط
 ۴۔ شعلہ جلی میں جیسے سورجِ رگہ میں نہاں ہو جائے گا
 ۵۔ فائدہ کیا ، سوچ آخر تو صبی دانا ہے اللہ
 ۶۔ دوستی نادان کی ہے ، جس کا نہاں ہو جائے گا
 ۷۔ گر وہ دستِ باز و کھلیں دے صلائے عرسِ حال
 ۸۔ حارِ گل جو نہاںز گلِ زباں ہو جائے گا
 ۹۔ گر شہادتِ آرزو ہے اللہ میں کسٹای ہو
 ۱۰۔ بالِ شیشے میں رگہِ مشکِ فساد ہو جائے گا

گلِ رشتا : ۱ : ۲

(اس زمین کے بالی چار اشعار جو گلِ رشتا میں ہیں ، وہ صرف
 متداول دیوان میں ملتے ہیں) -

۱۹ : ۲ : اس شعر میں سو گلِ رشتا میں اس زمین کا چھٹا شعر ہے
 مصروفہؔ اولیٰ پہلے بولے تھا :

’اے تو لونِ موتے میں اس کے توبہ ہائے ہا سکر‘
 جسے فلم زد کر کے اصلاح اللہ مصروفہؔ لکھا گیا (لو دوسرے
 مصروفہؔ حیدرآباد) -

۲۰ : ۲ : مصروفہؔ ثانی پہلے بولے تھا :

شعلہ جلی میں جیسے لہریں درِ رگہ نہاں ہو جائے گا
 جسے فلم زد کر کے اصلاح اللہ مصروفہؔ لکھا گیا (لو دوسرے
 مصروفہؔ حیدرآباد) -

۲۔ الف

- ۱۔ کہ ہے شوق کو دل میں بھی سگریں جا :
گہر میں غور ہوا اضطراب دریا :
۲۔ یہ چاہتا ہوں کہ تو اور ہمارے مکتوب
مگر مٹو نہ ہوں طویر قاسم فرما کا
۳۔ مل نہ دستِ ہولاکر یک جہز ہم کو ،
ختم کو لیے گئے دل میں غبار صحرا کا
۴۔ مرا سہول یراک دل کے بیچ و قاب میں ہے
میں مٹا ہوں اپنا نام لکھا کا
۵۔ شک کو دیکھ کے کرنا ہے شہنشاہِ یاد اسط
اگر وہ گم نہ ہو کاروبارِ دنیا کا
۶۔

گل رہا : ۱ : ۳

۲۔ الف ۔ یہ نزل مسجدِ شہزادی کے محفوظ شدہ اوراق میں چھپا ۔
اسعدؔ حیدرہ میں مصرعہ ”یلا التماز“ کا ۶ ویں ۲ میں
میں سے ایسا شعر گل رہا میں لیا گیا ہے ۔

۳ : ۲ : ۱ : پہلا مصرعہ پہلے یوں تھا :

”یہ چاہتا ہوں کہ تو اور ہمارے مکتوب“

جس کو ظم یاد کر کے سدوحہ مصرعہ لکھا گیا ۔ (۱۲
روئے اسعد حیدرہ) ۔

۳ : ۳ : ۲ : پہلا مصرعہ پہلے یوں تھا :

”کہ پای دستِ ہولاکر یک جہز ہم نے“

جس کو ظم یاد کر کے سدوحہ مصرعہ لکھا گیا ۔ (۱۲ روئے
اسعد حیدرہ) ۔

- گرمی دولت ہوئی آفت زلزلہ نام لکھ
 عادت عام میں باتوں لکھی اسکر ہوا
 شد میں کم کردوا کیا وہ مستر قلم خو
 آج رنگہ ریت دور گردن ماسر ہوا ۳
 درد سے دوری دی مرگیا سیاہی کے نکستے
 ویرہ ریزہ اسطواری کا پوست میں لٹکر ہوا ۴
 اے نہ طبع حال جو نا کردگی جوہر جنوں
 نقشہ ہے آکر یک طرفہ نازک تر ہوا ۵

۲۱ : ۲ : اسعد حیدرہ میں 'اسکر' کے بجائے 'استر' ہے ۔

۲۱ : ۳ : 'مرگیا سیاہی' کو 'اسعد' شیرازی کے کاتب نے 'مرگیا' سیاہی' لکھا ہے ۔ یعنی 'ز' اور 'گ' کو 'ر' اور 'ک' کی صورت میں ظاہر کیا ہے ۔ دیکھیں سابقہ قول ۱ کے شعر ۳ کا حلیہ ۔ 'اسعد' حیدرہ میں اس شعر میں 'رے' سیواً حذف ہو گیا ہے جو 'مرگیا سیاہی' کے بعد چاہیے تھا ۔ 'اسعد' شیرازی کا کاتب 'پوست' میں 'ت' کے اضافے لگائے غلط کیا ہے یا سہ کئے ہیں ۔

۲۱ : ۵ : 'اسعد' حیدرہ میں 'خونا کردگی' کے بجائے جو 'اسعد' شیرازی میں ہے 'اسکر دگی' ہے ۔

۲۱ : ۶ : اس شعر کی جگہ دو 'گل رشتا' میں لیا گیا ہے 'اسعد' حیدرہ کے حوالہ سن میں یہ شعر تھا :

رہد گریہاں ہے کورخشاں ہائے سمن
 دالہ" صبح سے ہیں مہرہ درخشاں ہوا

یہ شعر 'اسعد' حیدرہ میں شعر "اے نہ سبھا" سے پہلے

(پہلے حلیہ اگلے صفحے پر)

اس چمن میں ریشہ داری چستے سرکہ پتہا الہ
 تر دانی شصت خاطر ساقی کونکر ہوا

نکل دیا : ۵ : ۶

۳۶

وہ سرائ چوڑ چوڑ ہے غم پہنچاں سمجھا
 داور منکروب یہ بیرہیلی عنوان سمجھا

یگ الف بھی نوری صیقل آئید ہنوز
 چاک کرنا ہونہ میں جب ہے کندہ گریبان سمجھا

عجز ہے اپنے یہ چاہا کہ وہ دہر ہر کا
 بھلی جس سے میں نہر شعلہ" سوزاں سمجھا

مگر عشق میں کی دھب کے رامت طلی
 ہر قدم سائے کو میں اپنے شیداں سمجھا

(پہلے شعرے کا تہہ حاشیہ)

لہا جسے قلم زد کر کے شعر "اعتبار عشق" سطر "حیدرہ
 کے حاشیے میں لکھا گیا : لیکن سطر "شیرانی میں یہ
 شعر "اعتبار عشق" شعر "آئید نہ صفا" کے بعد درج
 ہے اور شعر "زید گرویدن ہے" سطر "شیرانی میں بھی ۔

۲۱ : ۵ : سطر "حیدرہ میں 'ریشہ داری' کو جو سطر "شیرانی
 میں ہے 'ریشہ داری' لکھا ہے ۔

۲۲ : ۵ : ورق ۱۰ : ب و ورق ۱۸ : الف

۲۱ : ۵ : اس شعر میں اس سطر "شیرانی کے کاتب نے 'نور' کو
 'نور' لکھا ہے ۔ دیکھیں سابقہ قول کے شعر کا حاشیہ ۔

۲۲ : ۶ : دوسرا مصرعہ سطر "شیرانی کے مصرعے کے پچانے جو
 یہاں درج ہوا ہے سطر "حیدرہ میں یوں ہے :
 "بھلی جس سے نہر شعلہ" سوزاں سمجھا"

- طبع کی واحد سے رنگ پرک گلستاں گل کیا
 یہ دلور وابستہ گویا بیضہ طاقس تھا ۶
 گل اللہ کو ہم سے دیکھا گوشہ غم خانہ میں
 دست پر سر سر پہ رانوں نے دلور مایوس تھا ۷

گل دھتا : ۱ : ۲ : ۳ : ۵ :

۲۶

- لے آہ میری خاطر وابستہ کے سوا
 دلایا میں کوی عقدہ مشکلی نہیں رہا ۸

۲۵ : ۵ : اسعد حبیبہ میں یہ سرور پہلے یوں تھا :

"کیا کروں ہزاروں نام کی نواہت کا یہی"

خس کو نام زد کر کے یہ سرور لکھا گیا جو اسعد
 شیرازی اور گل دھتا میں ہے ۔

۲۵ : ۲ : اسعد حبیبہ میں مفتی ابوالفتح نے مٹ لڑتے میں لہریج
 کی ہے کہ یہ سرور حویہ سن میں اس طرح تھا :

عجوبہ خاطر نے رنگ مید گلستاں گل کیا
 گردہ تصویر گلشن بیضہ طاقس تھا

پھر اس پر علامہ نسیم یعنی شروع میں "آ" اور پھر
 آخر میں "لا" بنا کر حاشیے میں اصلاح شدہ شعر درج کیا
 کیا ۔ مفتی صاحب نے شعر کی جو اصلاح شدہ صورت
 بتائی ہے وہی اسعد شیرازی میں ہے ۔

- عزالت گویند، بزم میں ولعاندگان دید
 ۲ مہلتے سے ہے ایلہ ہاتے لکھ کا
- ۳ ہر کام آیلے سے ہے دل در لہر قدم
 کیا ہم ہے اہلر غریب کو مٹھی راہ کا
- ۴ لعل نور، ناز غورآرا ہے ورنہ ہائی
 سے شادہ صبا ہوں طرہ گیاد کا
- ۵ جبر لہار عشق لعل لہار ناز ہے
 آئینہ ہوں شکستی طرہ کلاہ کا
- ۶ بزم قلع سے غیب کھا ترکہ کہ رنگ
 صبر ز دام چستہ ہے اس دنگہ کا
- ۷ جہاں در ہوائے یک نگر کرم ہے اند
 پرواہ ہے واکوں کرے دانشواہ کا
- کلی دھما : ۱ : ۵ : ۲ : ۸

- خود ہوشی سے ہے ہم دگر لا لکھا
 ۱ سے کسی میری شریک آئینہ ہوا لکھا
- ۲ اکثر موندے دماغ سوزی ہے ہیرا لہا
 ورنہ ہم کسی کے ہی سے دام کیا لکھا

۱ : ۲ : ۵ : لکھا : حیف، میں ماضی کے معربہ اولیٰ میں چلی لکھا
 کی جگہ "لغز" لکھا۔ پھر اسی سہیلے میں ساکنہ معربہ
 کو نام زد کر کے اصلاح شدہ معربہ طرح کیا گیا۔
 لکھا : شجریٰ میں صرف یہ اصلاح شدہ معربہ طرح ہے۔

- یہ ساعی شکوہ سچے رشک ہم دیکر نہیں
 ہار تیرا جام ہے غمناک میرا آئنا *
 چور آئینہ جز دہر سر مرگنہ نہیں
 آئنا کے ہم دگر سمجھے ہے ایسا آئنا ۵
 قزو قزو سافر سحائب تیرنگ ہے
 گردنِ عیون بہ چشک ہائے لہا آئنا ۷
 شکوہ سچے رشک ہم دیکر تیرا جام ہے
 میرا زانو دولہ اور آئینہ تیرا آئنا *
 کوہکنِ قاف پر یک تھلے شیریں ہوا آمد
 شگ ہے سر مار کر ہوئے نہ پیدا آئنا ۱۰
 گل رہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰

۲۹

- دل ہوا کشمکشِ جلوۂ زینت میں تمام
 مٹ گیا کہنے میں اسی غم سے کا دا ہو جانا *
 ہے مجھے اور پہاڑ کا غم کر کھلنا
 دھنکے دھنکے غمِ لڑائی میں کیا ہو جانا ۷
 گو نہیں لکھتے گل کو ترے کوچے کی ہوس
 کہوں ہے گردِ رو حوالاں صبا ہو جانا ۸
 جتنے ہے جلوۂ گل قور گمانا حالت
 چشم کو چاہیے ہر رنگ میں وا ہو جانا ۹

۲۸ : * : یہ شعر لفظ "محبوبہ" میں ہے ، لیکن "سعد" شاعر نے یہی نہیں ۔

لاکھ لہجہ پر کھلے اسی طرح ہوائے مہل
 دیکھ برسات میں سور آگے کا ہو چلا
 گل دھما : ۱ : ۱ : ۲ : ۲ : ۳ : ۳ : ۴ : ۴ : ۵ : ۵ : ۶ : ۶

۳۰

بہر ہوا وقت کہ ہو ہال کشا موج شراب
 دے نظر سے کو دل و دستر لہا موج شراب
 بسک ڈوڑے ہے رگڑ لاک میں خون ہو ہو کر
 سمجھ رنگ ہے ہال کشا موج شراب
 موسم گل ہے چراغان ہے گلرگہ خیال
 ہے تصور میں ز اس چلو کا موج شراب
 لہجے کے افسانے ہیں ہے ہور 'نادرانے' دماغ
 بسک رکھتی ہے ہور لہو و لہا موج شراب
 ہوش اڑے ہیں میرے چلوا گل دیکھ اسے
 بہر ہوا وقت کو ہو ہال کشا موج شراب
 گل دھما : ۱ : ۱ : ۲ : ۲ : ۳ : ۳ : ۴ : ۴ : ۵ : ۵ : ۶ : ۶
 ۱ : ۱ : ۲ : ۲ : ۳ : ۳ : ۴ : ۴ : ۵ : ۵ : ۶ : ۶

۳۱

مراکز کی محبت میں جو انگشت لگا ہوں
 لگتی ہے مجھے تیر کی مہابت پر انگشت

۳۰ غزل : دیوانہ - الف و ورق : ۱۲ - الف
 ۳۰ : ۲ : ۲ : ۳ : ۳ : ۴ : ۴ : ۵ : ۵ : ۶ : ۶ : ۷ : ۷
 لکھا ہے -

۳۱ غزل : دیوانہ - الف و ورق : ۲۳ - الف

- ۱۔ اور غنیمت کی صورت تک اطرافِ حول ہے
- ۲۔ دیکھا ہے کسو کا چو خاندان سر انگشت
- ۳۔ گرم ہے زہی کی مومبر موشور حای
- ۴۔ پر شعاع شہادت کو ہے ہاں سر انگشت
- ۵۔ شوخی تری کہہ دیتی ہے احوالِ یاد
- ۶۔ رازِ دلر مد ہارہ کی ہے یونہی انگشت
- ۷۔ کس دلی میں تاریک و لری ہے کہ جون کی
- ۸۔ آتی نہیں پہنچے ہیں اس کے نظر انگشت

کی پڑھا : ۱ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

۳۲

- ۱۔ کارِ نظیر عشق یا ویدارِ اوائلی عبت
- ۲۔ رنگ ہے رنگِ شکِ دعوائے بہتی عبت
- ۳۔ لاشنِ دھارِ عرواںِ بکلم ہے شہد
- ۴۔ باعبارِ طمسِ کچھ لکھائی عبت

۳۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

میں الفترِ مزگان میں جو انگشت کا ہوں

دوسرے مصرعے میں 'صمد' جیلید میں 'کسی' لہکن
 'صمد' شہرانی میں 'کسو' ہی ہے ۔

۳۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :
 صمداً صمد ہے 'کے' چاہیے ۔ 'صمد' شہرانی میں یہ لفظ
 'کی' کی صورت میں الفترِ املا کی وجہ سے ہے ۔

۳۲ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

دور اولاد چھوڑ کر ہے آمد
سرخ خیال بیلر سے والہ نور ہے آج

گل رعنا : ۱ : ۱ : ۲ : ۳ : ۳ : ۳ : ۳ :

جائے سن میں گل رعنا کے ہیرے شعر میں 'انتصار' کے
جائے 'الظلم' طاعت کی غلطی ہے ۔

گل رعنا کے ہیرے شعر میں 'چشم کشودہ' ہے ، لیکن
لحد شہزادی میں چاہ 'چشم کشادہ' ہے ۔ یا 'چشم
کشادہ' کاتب کا سو ہے ، یا 'چشم کشودہ' غالب نے
گل رعنا میں لایا ہے اور بعد کی اصلاح ہے ۔ 'چشم' کے
ساتھ 'کشودہ' ہی چاہیے ۔

۳۴

۶ ہے چوہا ایل چوہا کے لیے آلودہ و دماغ
چاک ہوتا ہے گریبان سے خدا میرے بعد

۱۰ نہیں آنگ میری ہاتھانہ دل کی کتاب
سے خطر چیتے ہیں ازادانہ رہا میرے بعد

۹ رہا میں گلستہ العیاب کی ندی کی گراہ
متفرق ہوئے میرے رفا میرے بعد

گل رعنا : ۱ : ۱ : ۲ : ۳ : ۳ : ۳ : ۳ :
۳ : ۳ : ۳ : ۳ : ۳ : ۳ : ۳ :

گل رعنا کے ساتویں شعر میں 'اب ساقی ہو' ہے ، لیکن چاہ
لحد شہزادی میں 'اب ساقی میں' لکھا ہے ۔

۳۴ ش : ۲ : ۲ : ۲ : ۲ : ۲ : ۲ :

۳۴ : ۱ : ۱ : 'الظلم شہزادی' میں نہیں 'ایلاہانہ' لایا ہے
'ایلاہانہ' ہی ہے ۔

۲ لڑکا ہے مرا دل زحمت سہر دوشنای پر
میں ہوں وہ لڑکا شمع کہ ہو غارِ یابانی پر

۳ دلِ عواین بنگر نے میر و فیضِ عشقِ مستغنی
الہی ہنگِ نیاست خاور آ لٹوئے بدعشاں پر

۴ فنا تعلیمِ درسی ہے عروسی بوندِ اُس زبانی ہے
کہ ہنریں لامِ الہی لکھتا تھا دیوارِ دیستان پر

۵ مراحت کس قدر دینی بھلے کشمکشِ سرہم ہے
ہم گر صلح کر کے پارہ پائے دلِ کشمکش پر

۶ خوںِ اظہارِ الفت میں کھوئی طومارِ طارِ ایسا
کہ ہفتارِ چشم ہے جس کے نور سے سہر ہوا ہے پر

۷ چور پروازِ شوقِ ناز کیا ناکِ رہا ہوگا
قیامت آگ ہوائے تند ہے خاکِ شیدائی پر

۸ نہ لڑ نامیج ہے غالب کیا ہوا گر اس نے شدت کی
ہارا نہیں تو افسرِ زور چلتا ہے گریبان پر

کلی دھنا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶

۱ لہوئی رنگِ دلی ہے لختِ بہادرِ دشمن پر
کہ وجدِ برقِ جون پروانہ دالِ افشاں ہے بخشن پر

۲۵ ش : ۲۵ : ۲۶ : ۲۷ : ۲۸ : ۲۹ : الف

۳۵ : ۶ : تسخیرِ حیدرہ میں 'جسکے' لکھا ہے ۔
تسخیرِ شہزادی میں 'جسکی' ۔

۳۶ ش : ۲۵ : ۳۰ : الف و ب

۱. تکلف، غلو، غلو، التباس کے تراوی ہے
کہ دستہ نافذ تھا ہے، بیرونی انگشت سورن پر
۲. بونگ کہنے اکثر زور، بونگ ہے تالی
بوزار آہد، دل باطن ہے، حال بگ بیدار پر
۳. بد کیا وحشت ہے، اسے دیوالہ پیش از مرگہ ولولہ
دکھی، بھا، سائے خانہ، زنجیر شیون پر
۴. اسد بدل ہے، کسی اعجاز کا ناکل ہے کچا ہے
کہ مقلی نال کر، خون کنا، میری گردن پر
۵. جنوں کی دستگیری کسی ہے ہو کر ہو نہ غریب
گریبان چاک کا حق ہو گیا ہے، میری گردن پر

گل رہا: ۱ : ۵ : ۲ : ۷ : ۳ : ۸

گل رہا کے دوسرے شعر میں پہلا لفظ 'ہم' ہے، 'تکلی' لفظ
'شعرا' 'ہم' کے جیسے 'ہم' ہے۔

۳۔

۱. کیا ندگاہی ہے، مجھ سے کہ آہد، میری مرید
طوطی کا، 'تکلی' سمجھے ہے، رنگار دیکھ کر
۲. گنتی تھی ہم پر، برق تھل، نہ طوط پر
دیکھ، میری دائرہ طرف، دیکھ کر

۳۔ ۸ : ۵ : ۲ : ۷ : ۳ : ۸
'شعرا' 'ہم' کے جیسے 'ہم' ہے۔

گل رہا کے اصل، 'تکلی' نہیں ہے۔ 'شعرا' حکیم محل
موجود ہیں ہے۔

(بالہ طاہرہ اکلیہ سمجھے پر)

۵. مہمانہ چکر میں جان خاک بھی نہیں
 شہزادہ کہنچے سے ستر بستان لہن ہنوز
۶. کو ہنک سر کہ ساز پر لہایں کر دیں
 حرام طرب سے ہر دگر سوختی ہنوز

۳۸ (ب)

۱. بیکانہ وفا ہے ہوائے چمن ہنوز
 وہ سیرہ سنگ پر نہ آکا کوئیں ہنوز
۲. یا رب یہ درخشد ہے کمی کی نگاہ کا
 ہے رابطہ مشک و دماغ سواد غنیر ہنوز
۳. جوں جاوہ سر نکرتے کھائے پیدلی
 دھیر یا ہے رشتہ حب الوطنی ہنوز
۴. میں دور گوہر لومہر ہوا طر نگاہ تھا
 ہیروئن دل نہ تھی تہیٰ اجبن ہنوز
۵. تھا چھپکر حار غار چوئر و لا آمد
 سوزن میں تھا نکلے گدڑ زمین ہنوز

کل دھن : ۱ : ۲ : ۳ : ۵ :

۳۹

۱. ہوں گرفتار العین صبا
 ورنہ باقی ہے طاقت پرواز

۳۸۔ الف تسعہ شیرانی میں نہیں ہے۔ تسعہ عیدید میں ہے۔

۳۸۔ ب۔ ہی وری ۳۔ ب۔ وری ۳۔ ب

۳۸۔ ب۔ ۳۔ تسعہ عیدید میں 'نگاہ' کے بجائے 'نگاہ' میں ہے۔

۳۹۔ ہی : وری ۳۔ ب۔ وری ۳۔ ب۔ الف

- وہ تھی دل ہو کہ اس سلسلہ سے
 ۵ لڑا کھیلوں بجائے جس سے باز
 تھی دل میں میرے وہ اطراف غور
 ۶ جس سے مرگنا ہوئی نیو گہلا
 اے تورا چلوہ یکا ظلم انگیر
 ۷ اے تورا ظلم سر سر اللہ
 ہو ہوا چلوہ گر مبارک ہو
 ۸ دھڑ دھڑ سجدہ چپڑ کیا
 بکھر انگشتا سوئے اللہ
 ۹ میں غریب ہو تو غریب ہوا

گل رعنا : ۱ : ۱ : ۱ : ۱ : ۲ : ۳ : ۳ : ۲

گلدستا کے پسرے شعر میں 'اسم' کا 'ک' ہے لیکن اسطرح لکھنا
 میں چاہ 'اسم' کہتا ہے ۔

۳۹ : ۷ : چلے سرور میں اسطرح حیدرہ میں چلے 'حیدرہ' تھا پھر
 'چلوہ' بنا گیا ۔ (از رستم حیدرہ) ۔

۴۰

- کب قبروں کو رستی سے بھول کے پاس
 ۱ لولہ تو دیکھے بھالے کی دیوار کے پاس
 سوزہ اے لوتی اسیری کہ ظم آتا ہے
 ۲ دام عالی نفس سرخ گزشتہ کے پاس
 چکر تلخ آزار نسلی لہ ہوا
 ۳ جوئے خون ہم سے ہائی بن برہار کے پاس

گل رعنا : ۱ : ۱ : ۱ : ۱ : ۲ : ۳ : ۳ : ۲ : ۵ : ۵ : ۵ : ۵

۴۰ : یہ غزل اسطرح حیدرہ کے حاشیے پر مروج ہے ۔

۴۰ : شو روزی ۳۳ : الف ۔

- ۱۔ ہولی ہے بسکہ صرصر سنو، گنگی، پلو کش
 ۲۔ اندازِ حنا ہے روئی، شہرِ اندازِ آبی
 ۳۔ شر ہے رنگِ بند اظہارِ لب، جلوہ گنگی (کنا)
 ۴۔ کرتے ہے سنگ پر خورشید آبی، روئی کو آبی
 ۵۔ گدازِ موم ہے نسو روئی، پیکر لائی
 ۶۔ تلخے کیا خال، شمع ہے ضمیرِ شرارِ آبی
 ۷۔ خیالِ دودِ بیا سر چوہرِ سودائے غلط بھی
 ۸۔ اگر رکتی نہ حاکمِ غلطی کا چارِ آبی
 ۹۔ ہوائے پرفشائی ورقِ سرمہائے خاطر ہے
 ۱۰۔ پالہ شعلہ بیتاب ہے پروازِ آبی

۱۰ ش : ۱۰ قوی ۳۴ = ب و قوی ۳۵ = الف

۱۰ : ۱۰ : چلا مصرع "شر ہے رنگِ بند اظہارِ لب جلوہ گنگی"
 ہوگا جس کی لفظ "حیدرہ" اور لفظ "پرواز" دونوں میں
 سہو کتابت ہے تصحیف ہو گئی۔

آں کے جلوہ گنگی کی لب [لغت] کا اظہار [کرتا] شر ہے
 رنگِ بند [کی کرتا] ہے ۔ [آبی کنا] - خورشید [سنو و گنگی]
 آب روکشکار [یعنی اس کے روکار (یعنی سرلوچ) کی آب و لب]
 کرتا [یعنی پالہ] ہے ۔ (دوسرے مصرعے میں سنگ چلے مصرعے کے
 لفظ لب یعنی فصل کے مقابل ہے۔)

۱۰ : ۵ - لفظ "حیدرہ" میں چلا مصرعہ یوں ہے :

نہ پاوتے ہے گدازِ موم رہا پیکر لائی

اس مصرعے کی جو صورت ہم نے چاہی غرض کی ہے ۱۰
 لفظ "پرواز" کے مانی کے مقابل ہے ۔

گلی چہرہ ہے کسی حلقی سراج کا
گھبرا رہی ہے یہ بڑائی سے چاروں طرف

دشا ابد میں سوتا ہوشم رکاب دار
آپا نہ بچتی حالت یہ وہ شہسوار

گلی دھما : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ :

۴۵

زخم پر بالندھ ہیں کب طعنان سے پروا تک
کیا ہوا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا تک

گردِ زار زار ہے سامانِ دلاور و صبر دل
فولہ ہوتا ہے جہاں میں کسی فقر پیدا تک

انور چولان کیا کفار ہر پر کسی کا کہ آج
گردِ حاصل ہے یہ زخیرِ سوچہ' دیرا تک

(پہلے صفحے کا قلم حاشیہ)

طعنے لگا دے ہیں ۔ اس کے علاوہ اس مصرعے میں لفظ 'تے'
جو 'اکرم' کے بعد ہونا چاہیے تھا سہواً حذف ہو گیا ہے ۔

۴۴ ش : فولہ ۷ - ۴ - ۳ و فولہ ۴ - ۳ - الف

۴۵ : ۷ - ۶ پہلا مصرعہ سمجھنا مشکل ہے ؛ لیکن اس کی دوسری
صورت بھی غریب ہے :

زخم پر چہرہ کبھی کہاں طعنان سے پروا تک

گلی دھما میں ۔ مصرعے کی جو صورت ہے وہی سمجھنا مشکل
ہی ہے ۔

۴۶ : ۷ - ۶ یہ شعر سمجھنا مشکل ہے عموماً متنی میں نہیں ہے ۔ حاشیہ
میں لڑھاکا گیا ہے اور وہاں اس کا پہلا مصرعہ ہوا ہے :

غیر کی صفت نہ چھوڑوں گا پھر تو بھر شود

- جھنگو اڑائی رہے ^۱ تھو کو مہارگ پرہیز
 ۲ ہیلر ہاتھ کے درد اور جھنگ کی کا ٹنگ
- عمر کی ست نہ کہتے چون کا سہر نوہیز درد
 ۳ زخم دل جون جھنگ جوتی ہیں سرتاپا ٹنگ
- اس عدل میں عیش کی لذت نہیں ملتی ہے
 ۴ روز سہت سے ہے رکھتا ہے نصارا کا ٹنگ

کی رہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ :

کی رہا کے چلے شعر کا پہلا مصرعہ اسعد شیرانی میں بھی
 اسی طرح ہے : ^۱ لیکن اسعد عقیقہ میں یوں ہے :

ہاتھ ہیں غالب لہجے وہ دن کہ فرط دہلی میں

اسعد عقیقہ میں اس شعر کی یہ اصلاح شدہ صورت درج ہے،
 اسعد شیرانی میں یہ شعر اس اصلاح سے چلے کا میں معلوم
 ہوتا ہے ۔

۳۶

- اے کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
 ۱ کوں جیتا ہے لڑی زلف کے سر ہونے تک
- عاشق عیروطلب اور کیا یہاں
 ۲ دل کا کیا رنگ کروں حور ہنگر ہونے تک
- تا قیامت شہر فرقت میں گزر جانے کی عمر
 ۳ ساتھ دن ہم یہ بھی بھاری ہیں عمر ہونے تک

۳۶ میں : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ :

۳۶ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : اسعد شیرانی میں 'سات' کو 'ساتھ' لکھا ہے ۔

۳۹ - الف

- (۱) ہسکہ ہی نہ مستر ہشکن ہشکن ہشکانہ ہم
ہوئے ہشت کو سحیحے ہی شطر اوداد ہم
- ۲ ہسکہ ہرنگ ہوئے زلف آفتاب ہے ہے دار شمع
ہجرت خورشید کو صحیحے ہی مسترفالہ ہم
- ۳ ہے فروغ ماہ ہے ہر موج اک تصویر چاک
ہل ہے غریب کٹاک کرتے ہی تا ویرانہ ہم
- ۴ ہشکر از خود رنگی ہے ہی نہ گزار عہد
الہ تصویر خوابہ سیرۃ ہکالہ ہم
- ۵ فرط ہے حوای ہے ہی اسوائے بحر باز ہی
حون زائر شمع داخل گرمیہ اسانہ ہم

۳۹ ط : ورق ۳۰ - الف

۳۹ : ۳ : سجدہ خیرائی میں 'اکہ' کو 'اہک' کی صورت میں
لکھا ہے ۔

سجدہ خیرائی میں اس شعر کا پہلا مصرعہ پہلے یوں تھا :

ظن ہنر خاک ہے موج از فروغ ماہتاب

پھر خاکسے میں یوں دایا گیا جسے سجدہ خیرائی میں
ہے ، لیکن سجدہ خیرائی کی روایت میں 'اہک' کے بجائے
'ساک' دایا گیا ہے ۔ دوسرے مصرعے میں 'کٹاک' ہے
جس کا اہتمام پہلے مصرعے میں 'چاک' کا لکھا کرتا ہے ۔
شعر کا مضمون بھی اس کا مطابقت کرتا ہے ۔ موج
پریشان ہوتی ہے اور وہ تصویر بنے گی تو تصویر چاک
سے بنے گی ۔

۳۹ : ۶ : سجدہ خیرائی میں 'ہشکن' کے بجائے 'بھڑائی' ہے ۔

- چاہتے ہیں جو شوقِ سودا سے زائد باز ہیں
۱۔ سبیلِ نادیدہ کو سونے سے دیوانہ ہم
- ہسکہ وہ چشم و چراغِ سبیلِ خیال ہے
۲۔ چپکے چپکے جلتے ہیں خونِ شمعِ ہامِ غلام ہم
- شامِ غم میں سوزِ عشقِ اکثرِ دُعا ہے
۳۔ پریشانِ سوسن ہیں صورتِ دیوانہ ہم

گلی دھنا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

گلی دھنا کا دوسرا شعر لفظ کبیرائی کی اس غزل میں بھی ہے۔
گلی دھنا کے دوسرے شعر کا پہلا شعر لفظ حقیقتہ میں
چلے ہیں لہا :

شامِ غم میں سوزِ عشقِ شمعِ روزی سے اشد
پھر وہ جلتے ہیں اس طرح دیا دیا گیا حیرتِ لفظ کبیرائی
اور گلی دھنا میں ہے ۔

۹ - ۳ - لہا

- روئے ہیں افسردگی سے صحتِ نادر دیکھ ہم
۱۔ شعلہ ہا کٹرِ سحرِ دیکھ اکثرِ حاتم ہم

۹ : ۳ : ۹ : اس شعر کا پہلا شعر لفظ حقیقتہ میں چلے ہیں لہا :

شامِ غم میں سوزِ عشقِ شمعِ روزی سے اشد
اور دوسرا شعر وہ لہا جو مطلع کا دوسرا ہے ۔ پھر
اس پہلو ج کے بعد دوسرا شعر کہہ کر دھاکا گیا
جو لفظ کبیرائی میں ہے اور مطلع کا شعر وہ رکھا گیا
جو لفظ کبیرائی میں ہے۔ یہ لہا شعر لفظ حقیقتہ میں
نہیں ہے ۔

۹ - ۳ - لہا : ۱ : ۲ : ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ -

- حضرت عرفقہ کنا ہاں ہے سمجھا جائیے
 ۲ دو پہاڑ مقرر ہواں خشک ہیں حوں قاتل ہم
- کشتی عالم ہم طوفان تھاق دی کہ ہیں
 ۳ عالم آپ گداڑ جوہر افسانہ ہم
- وہشتہ سے رطلی بیج و غم یعنی نہ پودہ
 ۴ انگہ بالین ہیں ہولہ مرے سر ڈالو ہم
- ہٹلیں ہم گوتے ہے گھوٹاڑ خیال
 ۵ ہیں وہل گرداڑ نیرنگہ یک شعلہ ہم
- طبع نے دانہا ہے پیاڑ گراں غولی لہ
 ۶ ہیں وہاڑ لکھنکو بہتر مردانہ ہم
- کے دھنا : ۲ : ۶

اس شعر میں 'ہر' مضموم الاول ہے ، یعنی 'ہسار'

۵۰

- آہو کیا خاک اس گل کی جو کشتی میں نہیں
 ۱ ہے گریبان ننگہ براہن جو داس میں نہیں

- ۲۶ : ۲ : 'کشتی' عالم نہ طوفان تھاق دی کہ ہیں
 یعنی ہم نے کشتی عالم کو طوفان تھاق کے سپرد کر
 دیا ۔ 'لے' جہا ہے ، جو لفظ 'عیدہ' میں ہے ۔
- ۲۷ : ۲ : 'دوسرا' معروف لفظ 'عیدہ' میں پہلے ہوں لیا :
 'عیدہ' ہے کہ نے قضاہ ہے نہ ترکہ جستجو
 پھر اس طرح لایا گیا جسے لفظ 'شیرازی' میں درج ہے ۔
- ۲۸ : ۲ : فوق ۲۲ ۔ الف 'عائیدہ'
 اس غزل کے شروع میں یہ الفاظ درج ہیں : 'آز پادہ
 رعیدہ' ۔

۱۴۔ وہ جو چھوٹا چارماتا، عشق

والہ جو حنائیں گزرتھیں مانی کہیاں

۱۵۔ فکیر، مقلد، بے ہمتا ہے

اس ستم گرو کو اللہ تعالیٰ کہیاں

۱۶۔ یوں ہے میں وہ سفاک ہے نہ گزرتھیں

پر بھیجے طاقت، سوال کہیاں

۱۷۔ فکرت، فلہا میں سر کھپاتا ہوں

میں کہیاں اور یہ وہی کہیاں

گل رہا : ۱ : ۱ : ۲ : ۲ : ۳ : ۳ : ۴ : ۴ : ۵ : ۵ : ۶ : ۶ : ۷ : ۷ : ۸ : ۸ : ۹ : ۹ : ۱۰ : ۱۰

۱۸

۱۔ افسوس کہوں کہ کہ سواری ہوا کہوں

بھلا ہوا گشتہ آیا کہ کیا کہوں

۲۔ اقبال، گفت، دل، ہے مدعا رہا

۳۔ طغر کو داغ، ساجہ، دل، ہوا کہوں

۴۔ مضمون، وصل، ہوا، نہ آیا مگر اے

۵۔ لب، طائر، پرندہ، دلکشا، تھا کہوں

۶۔ فزہ، دل، دل، ستم، آباد، ہے حال

۷۔ مرکز، کہوں کہ چوہر، بیخ، تھا کہوں

۸۔ طرز، افریں، لکھ، حوائج، طبع، ہے

۹۔ آئینہ، خیال، کو، طوطی، تھا کہوں

- ۱ سر کھینچا ہوا ہے چہاں زخمی سر اچھا ہو جائے
 لہجہ سنگ یہ اناڑی نظر ٹوپی
- ۲ آئینہ نام کو پردے میں چھپاتا ہے بہت
 کہ پروانہ نظر لاپرواہی ٹوپی
- ۳ ملکہ کی راجہ ہے میرا نہیں سنا ہے کوئی
 میرا لڑکھی میں کچھ آہستہ زیر جوش
- ۴ چپ کرم رخصتہ بربادی و گستاخی ہے
 کوئی نصیر میر جھلکے نصیر جوش

کلی رہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

۵۵

کلی رہا : ٹوپی : عزلی : لیکر کلی رہا : میں : اسی عزلی کا جو شعر ہے
 وہ صاف غیرواقعی میں سمجھتا ہے :

۵۶

- ۱ صاف ہے از بسکہ حکیم کلی ہے گزار چمن
 چاشنیر جوہر آئینہ ہے حار چمن
- ۲ بیری گراہی کا استقبال کرتی ہے چار
 جوہر آئینہ ہے ان ظنی المصار چمن
- ۳ بر سنگار گرہ عشاق نہکھا چاہیے
 کہان کلی مانتہ کلی سوچا ہے انداز چمن
- ۴ بسکہ پالی باز کی رنگیں لعلی ہے شکست
 ہے کلہو ناز کلی بر عاقل دیوار چمن

۵۵ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

۵۶ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

۵۶ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

- ۱۔ یہ فسترداد مسپر پہلی ہستی نظر
 آئے ہوں یہ دھڑلے مرگئی کشیدہ ہوں
- ۲۔ میں ہستم را کشادہ و گلشن نظر نریب
 لیکن عین کہ شہم حورشید دیدہ ہوں
- ۳۔ تسلیم ہے یہ عالم موزون ہوا حصول
 اسے ہے خبر میں بعد چنگر خیرہ ہوں
- ۴۔ ایسا میں ہے اصل رنگ و نظر جستجو
 دانش سوز آید زلف نریدہ ہوں
- ۵۔ میں ہے پتو کہ جوہر آئینہ کیا عین
 پائے نگار خلق میں غار خلیدہ ہوں
- ۶۔ میرا نیاز و غم ہے مفت جان اسد
 میں کہ بعد از غم نا خریدہ ہوں

کلی رعدا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ :

۵۸

- ۱۔ ذکر میرا صدی میں آید منظور ہوں
 عین کی بات پکڑ جائے تو کچھ دور ہوں
- ۲۔ شاہن ہستی مداف کی کمر ہے عالم
 لوگ کہتے ہیں کہ ہے یہ میری منظور ہوں
- ۳۔ میں جو کہتا ہوں کہ ہم ایسے کیاست میں نہیں
 کسی دعوت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور ہوں
- ۴۔ پشت عراب کی قلعے کی طرف رانی ہے
 اور عین میں تکلف میں منظور ہوں

کلی رعدا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ :

۶ رنگِ ککپی کل و لاکھ ہر شاہی کھول ہے
گم ہر شاہی سر رہ گزری نا ہو

سہر کل کے نیلے ہند کو ہے کھول
مزدہ اسے مرغ کہ گھوار میں عباد ہو

۷ نئی سے کوئی ہے ایسا ترلوں گویا
دی ہے چاہے دین اس کو دیر ایسا نہیں

کم نہیں چارہ گروہ میں ترسے کوچ ہے چنبا
ہی نقشہ ہے ولی اس سر آباد نہیں

کلی دھنا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ :

۱ سرشک آئندہ سر لیا نظر زن مرگاہ سے جاسے ہو
ہے دان سوخی رفتار ہے یا آستلے ہو

۲ بچوں موند دھار و پرواز کھانا یا
کل ایلار غی ہے چشم بلب آستانے ہو

۳ ترسے کوچ میں ہے نشاط و سادگی قاید
ہر پرواز دھار کار ہے ہند ہند کے سائے ہو

۵۹ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ :

۵۹ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : (کتابت شدہ ۱۳۴۲ء)

۵۹ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : (کتابت شدہ ۱۳۴۲ء)

۶۰ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ :

۶۰ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : (کتابت شدہ ۱۳۴۲ء)

(۱۳۴۲ء میں تصحیح ہے)

- کھا پھری آگہ کو ترکہ خود آرائی
۵ کند ہو گیا ہے اے سادہ ترکہ اس پائے میں
ہنکھر خیر اوروں سے تو حیرت اچھا ہے
۶ کہ پانی گم کو پیچھے رکھ کر آگاہی میں

گلی دھنا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷

۹۱ - الف

- حسن افسردہ دلی پا رہیں
۳ شوق کو پا نہ جتا دانتھے ہیں
نیرتے تیار وہ ہیں فریادی
۴ وہ جو کاندہ میں دوا دانتھے ہیں
نیل میں نہیں ہے لہری آزاد
۵ چشم زخیر کو وا دانتھے ہیں
شوخ جی کھو کا حال معلوم
۶ آپ مسعد میں گدھا دانتھے ہیں

۹۲ - ب

- نیرتے تو سن کو جتا دانتھے ہیں
۱ ہم بھی مضمون کی ہوا دانتھے ہیں
نیرتے فرحت کے مقابل اے عمر
۲ ترقی کو پا نہ جتا دانتھے ہیں

(پچھلے صفحے کا پتہ جائید)

’ہلا‘ غلط ہے - زلف نازی شام کی دم نہیں ہو سکتی ،
اس لیے کہ وہ ’اواخر ناز‘ ہے - شام کی کا دم نہ ہونا
’اواخر ناز‘ کا سبب ہے - اس لیے ہد ہد جیسا غامد ہیں
کوئی دوست میں واصل کی کی شام کی کرنا ہے -
ہد ہد کے شامے (ناز) پر اس کا ہر ہر کو ’اواخر ناز‘ ہو گیا
ہے - شامے میں ایام تناسب ہے شام کی کے ساتھ -

۹۱ - الف : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶

۹۲ - ب : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶

- لکھنوی صاحب کے دیوانگی کے جنوں کی
 دکھا غلطی کا صبح کے یہ حبیب و دامن میں
 گئی رہنا : یہ شعر لکھنوی شہزادی میں نہیں لکھنوی عہدیدہ کے حرمہ
 مان میں بھی نہیں لکھنوی میں ڈھلایا گیا ہے ۲ : ۲
 گئی رہنا کے دوسرے شعر کا مصرعہ 'اوائی لکھنوی شہزادی میں نہیں -
 لکھنوی عہدیدہ میں ہے لکھنوی شہزادی میں یہ مصرعہ یوں ہے:
 وہی لکھنوی صبح شوق دہلی غلام ویرانی
 ۳ : یہ شعر لکھنوی شہزادی میں نہیں ، لکھنوی عہدیدہ کے حرمہ مان
 میں ہے -

۹۳ = ۳

- ۱ جوں ہے زخم کوئی پھلے کے درخورد حرمہ کی میں
 ہوا ہے لار لکھنوی دامن رشتہ چشم سوزن میں
 ۲ ودعت حاتمہ پندار لکھنوی ہائے مژگان ہوں
 لکھنوی نام شاہد ہے سرا پر نظریہ خون کی میں
 ۳ بیان کسی ہے ہو ظلمت گسٹری میرے شہستان کی
 شہرہ ہو جو رکھ دیں بہہ دیواروں کے روزن میں
 ۴ لکھنوی صاحب کے دیوانہ شوق جنوں کی
 ہوا ہے غلطی لکھنوی حبیب و دامن میں
 ۵ ہوسے اس سیروش کے چلوئے کھال کے آگے
 برافشان چور آگے میں مثلر دارہ روزن میں

۹۴

- حتمہ 'تاشکنتہ کو دور سے مت دکھا کہ ہوں
 ہوسے کو پوچھنا ہوں میں - سے بھلے بتا کہ ہوں

۹۴ = ۱ : یہ عربی لکھنوی شہزادی میں نہیں ، لکھنوی عہدیدہ
 میں ہے -

۹۴ = ۲ : میں لکھنوی ۹۴ = ۳

- رات کے وقت سے اسے ساتھ رکھنا کہ اسے
 آئے وہ بان بٹا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں ۴
- جس سے رات کیا اپنی یہ جو کہا تو دیکھو
 سامنے کی بٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں ۵
- بزم میں اس کے رو برو کیوں نہ شوش ہوا
 اس کی اور خلعتیں میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں ۶
- مجھ سے کہا جو ہارے مانتے ہیں ہوش کسی طرح
 دیکھ کے میری خطوت چلے لگی ہوا کہ یوں ۷
- گر ترے دل میں ہو حلال و حرام میں سون کا زوال
 سوچ بھڑا تب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں ۸
- جو یہ کہنے کہ وہ نہ کیونکہ ہو رشکِ طریں
 شعر افس کے ایک دو بڑا کر اے سا کہ یوں ۹
- کلی رضا : ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹

۹۵

- واستہ اس سے ہیں کہ عیب ہی کیوں نہ ہو
 کبھی بڑے ساتھ : غناوت ہی کیوں نہ ہو
- چھوڑا نہ مجھ میں طبع نے رنگہ اختلاط کا
 ہے دل : نہ لڑ لکڑی عیت ہی کیوں نہ ہو ۱
- بدا ہوئی ہے کہنے میں پر درد کی دوا
 یوں ہو تو چارۂ ضمیرِ امان ہی کیوں نہ ہو ۲

۹۴ : ۱۰ - "سعد" حیدرہ میں منسلح کا یہ دوسرا سفر، درج کر کے
 حلیے میں اصلاح کی ہے :

کہتے "طالب ایک دار بڑا کے آئے سا کہ یوں

۱۔ ڈالا نہ ہو کسی نے کسو سے معلوم
 اچھے سے کہہ دینا ہوتا معاف ہی کیوں نہ ہو

۲۔ سکاہٹ زبیر رحمت ہے افعال
 حاصل نہ کیجے اور ہے عورت ہی کیوں نہ ہو

۳۔ وارث کی چاہہ بیگانگی نہیں
 اچھے سے کہو نہ غیر سے دوستی ہی کیوں نہ ہو

۴۔ اس لئے جو کہ درجے آپ اچھے نہیں اعلیٰ
 اس میں بارگاہ سر یہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

گلز دھنا : ۱ : ۱ : ۱ : ۲ : ۳ : ۳ : ۶ : ۳ : ۸

چوالیس شعر کے دوسرے مصرعے میں مصحف شہرانی میں شعر
 عزیز کے بجائے 'ہر چاند شعر' ہے ۔

۶۶

گلز دھنا : یہ تمام غزل گلز دھنا میں شامل ہے ۔

۶۷

۱۔ حوالہ سراج درد نعل مستکن نہ ہو
 آہ عریض کر غلط و خالی ناک نہ ہو

۲۔ پرواز تک تب شعر تسخیر ناک ہے
 گویا افسر عاز و غیر آشیان نہ ہو

۶۷ : ۱ : مصحف شہرانی میں 'کسو' ہی ہے ۔ مصحف مصطفیٰ میں
 'کسی' ہے ۔

۶۷ : ۲ : غزل ۶۷ حاکمہ ، آلف ، حاکمے میں اس کا عنوان صرف
 'غزل' ہے ۔

۶۷ : ۳ : یہ شعر متداول دیوان میں نہیں ہے ۔

۶۷ : ۴ : یہ شعر مصحف شہرانی میں ہے نہ مصحف مصطفیٰ (نک)
 میں ہے ۔

۶۷ : ۵ : مصحف شہرانی میں اس شعر کا مصرعہ 'اوتی نہ ہے :
 لاتی ہے مصحف الدولہ جاکر کی آید

۶۷ : ۶ : غزل ۶۷ - ب

- ۳۔ میرزاوار پر در و دیوار علم کدہ
جس کی چار پہلو بہر اس کی خزانہ ہو چہ
- ۴۔ تو مشرقِ ناز کو دلِ پروانہ ہے چار
بہادرِ نعلیہ آگے چاہی نہ ہو چہ
- ۵۔ شہادتِ شامیہ کشتہٴ میرزاوارِ عدلیہ ہون
با وجہ حساسہ سطورِ خوابِ گراں نہ ہو چہ
- گلِ رشتہ - ۱ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷

۶۸

- دل میں نہیں کہ مشعرِ طربانِ الہائی
کسی کو وفا کا سلسلہ چہانِ الہائی
- ۲۔ تا چند دلعِ لیغ سے لہجہٴ الہائی
اب چار سوتے عشق سے دوکانِ الہائی
- ۳۔ حدِ جلوہ رو برو ہے جو سزاکِ الہائی
طاقتِ کہانی کہ قہد کا عصا الہائی
- ۴۔ یسویٰ فریبِ اللہ موجِ سراپ ہے
ہنگِ سرِ لالہ سونہرِ حقانِ الہائی
- ۵۔ ضبطِ جنون ہے پر سورہٴ نراءِ عجز
ہنگِ لالہ بیکھی تو ایستہ الہائی
- ۶۔ بدرِ حراہیر لالہ سرشکرِ نمک اثر
نظمِ کرم دولتِ سہاں الہائی
- ۷۔ انکورِ معر ہے حر و پانی ہے سوز ہے
جانبِ بدوخی دلِ شہرِ مستانِ الہائی

گلِ رشتہ - ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷

- ۲ ہے کائنات کو حرکت دینے والی ہے
پرتو ہے آفتاب کے ذریعے کیجی ہے
- ۳ حالانکہ ہے یہ سحرِ حارا ہے لالہ رنگ
خاموشی کو میرے شعلے یہ میرے کان ہے
- ۴ کی اس نے گرم سینہ ایلر ہوس میں جا
آہستہ نہ کہیں بسکہ کہ لہذا مکان ہے
- ۵ فیل کے دھبے والو لعل کو ستارہ
نیچرہ چند روز کا ہاں سہوا ہے
- ۶ ہستی کا اعتبار بھی علم نے بنا دیا
کسی ہے کہوں کہ دماغ چکر کا نشان ہے

گل رہنا : ۱ : ۱ : ۱ : ۶ - ۳ : ۲ : ۱ : ۳ : ۵

گل رہنا کے دوسرے شعر کا دوسرا مصرعہ 'سعد' شیری میں
یہی ہی طرح ہے ، لیکن متداول دیوان میں یوں ہے :
غالب ہم ہی یہ غوی ہیں کہ نا مہرواں ہے
۱ : ۵ 'ہوم' بجائے 'روز' (حیدرہ : عرشی)

- ۱ گر خاموشی ہے فائدہ انتہائی حال ہے
خوشی ہوں کہ میری بات سمجھنا حال ہے
- ۲ کسی کو سناؤ سرورِ اظہار کا کہ
دل فرہ جمع و خرچ راہی ہائے لال ہے
- ۳ عالم بساطِ دہشتِ دیوانگی نویں
دیرا زبیں کو غرقِ افعالی ہے

۱ : ۵ : ۱ : ۱ : ۶ - ۳ : ۲ : ۱ : ۳ : ۵

۲ : ۵ : ۱ : ۱ : ۶ - ۳ : ۲ : ۱ : ۳ : ۵

۲ : ۵ : ۱ : ۱ : ۶ - ۳ : ۲ : ۱ : ۳ : ۵
'سعد' شیری میں 'خرچ' ہی ہے جو صحیح ہے ۔

- ۱۔ مشکیں لاسر کامیہ علیؑ کے قدم سے چائے
 نقیر زبیدی ہے : نہ کہ دھیر عراق سے
 چلو نہیں نہ کر غم و اندوہ سے لطف
 ۲۔ دل وقف درد کر کہ ظیروں کا مقل ہے

گل وقت : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸

۷۴

- ۱۔ بسکہ چشم از انتظار خوش خطبات سے نور ہے
 رنگ قلم شایع گزر ترگیں نصائے کور ہے
 ۲۔ زور خوبی بسکہ جوتیر جلوہ ہے برابر ہے
 پشت پرستہ معجز رنگ پر ترگیں لعل طور ہے
 ۳۔ ہون تصور پائے پندوشی ہے دہستہ شراب
 عبرت آفرین خوبی شاعر بلور ہے
 ۴۔ ہے عجب سردی کو خاک پائے ابلر دہر ہے
 سبزہ حوی انگشت عبرت در دہان کور ہے
 ۵۔ ہے ز پا افتاد گزر نقشہ نیازی بھیجے
 ہے سخن بھالہ لب دلتہ انگور ہے
 ۶۔ صورت آباد چہل ہی ہے الم عم انہر
 لورہ گویا غلام زائر دلتہ دھور ہے
 ۷۔ جی چنگ ہو مستانوا جانشین مصطفیٰؐ
 ۸۔ اس چنگ قہر حیاتؑ لعل پائے نور ہے
 ۹۔ وان ہے ہے نکلیں مرمر سے دانی اور اند
 وان صبر حاتم چہکونانہ زجور ہے

گل وقت : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸

۷۴ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸

۷۴ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸

۷۴ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸

- ۱۔ اسکے حیرت سے رہا اللہ اللہ زہار ہے
ناموں انگشت انگشت لہر لہار ہے
- ۲۔ جس جلیے دوزخ لٹا کی لٹا لٹاں پر نہ گیوں
ہم نہیں جلیے، طس پرچند آتی تار ہے
- ۳۔ رات ہے شب دریاں دانی نہیں ممکن درج
ورنہ حد بحر نہ رہیں، جلوۂ رخسار ہے
- ۴۔ ہے وہی بدستہ، پر فہم کا خود غلو غلو
جس کے جلوے سے زمین لٹا آسمان سرشار ہے
- ۵۔ در خیال آہاں مودائے سر سرگزر دوست
حد رگد چاہی جادہ آسا وقتہ نظر زار ہے
- ۶۔ اسکے ویرانی سے کھرواہی ہوئے زار و زار
گرد صحرائے حرم کا کچھہ زار ہے
- ۷۔ اسے سر شوریدہ ذوق عشق و ہوس کرو
جوہر مودا کتب حرفہ مستر دھار ہے
- ۸۔ آنکھ کی تصویر مرنا ہے وہ کھینچی ہے کہ لٹا
نہ وہ کھل جلوے کہ ہاں لٹک حسرت دیدار ہے
- ۹۔ وصل میں دل انگشت طوطہ رکھتا ہے مگر
نہ تاراج کھتا ہے نیچے دوزخ ہے
- ۱۰۔ خاک کھانا پاکالہ سرخسہ دھوی اسط
سایہ دیوار سیخسہ در و دیوار ہے

۳۔ ش : دوزخ ہے - اللہ و ہ

جن اشعار پر نقول کا نشان ہے وہ چاہی نسخہ حیدرہ ہے
نقل کیے گئے ہیں - نسخہ شہرانی میں "ساجد" ہے "والا شعر عرب ۳۰
میں "مہر" ہے کے نقول سے ہے اور سادہاں ہے -

آگ سے ہالی میں جھوٹے وقت الٹی ہے صدا
ہر کوئی در سادگی میں ڈالے ہے تھار ہے

گل رہتا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶

۵۵ - الف

۱۱ بزم میں توجہ، صورت لکھنا، سنا ہے
کہ جام بادگاہ پر لب نہ ڈالیں لکھنا ہے

بشارت دینا ہے، کو خواب وید ہدای
ہم آہود سڑک، تومہ، روئے لکھنا ہے

نہ لاتی شوغر الدیشہ تاجر غور، تومہ
کفر المومس جو غی ہدای لکھنا ہے

تک معارف حسرتا، در آبادی ہے ویرانی
کہ سڑک میں خوف وا ہو کف دستان صحرا ہے

۱۲ سوئے آہوں میں گر مرشدک پدیشہ، ام ہے
یہ جولان کار تومہ، تگ، عاجزانی یا ہے

۱۳ سخی ہائے تہر زلزلہ معلوم آزادی
ضرر در سدر جام، رشتہ، رگہائے خلا ہے

۱۴ ہائے لکھنا ہے نہ رکتہ شہد آزادی
گداز، آرزو، آہار، آرزو، ہے

۱۵ مری پسنی لکھنا ہے حیرت آباد لکھنا ہے
جسے کہتے ہیں لکھ، وہ اس عالم کا ہوتا ہے

۱۶ لکھ شوغر الدیشہ تاجر ریح تومہ
کفر المومس بشارت تومہ، لکھنا ہے

گل رہتا میں اس عزل ہے کوئی شعر میں لیا گیا یہ عزل مسجد
حیدرہ میں ہے مسجد شیری میں نہیں ہے۔ گل رہتا میں اس میں
کی ایک دوسری عزل ہے اضطراب کیا گیا ہے جو لفظ شیری میں
ہے اور لفظ حیدرہ میں نہیں۔ جن اشعار پر یہ عزل ہے وہ لفظ
حیدرہ کے حائے میں ہیں۔

۳۵ - ۳۴

۱. کھانڈ مشرقی سے آگامس ہنگ پیدا ہے
لنگر آؤ چشم باز میں ڈالو دیا ہے
۲. کیا ہنگر گھاز دل ہلڑ ہوشی حسرت
سودا نسخہ کہ ہنسی داغ کتا ہے
۳. اثر حوز محبت کا قیامت ہے بھابھا ہے
کہ دگ ہے سنگ میں سہر سڑکا ریشہ پیدا ہے
۴. اید گر نام والائے علیؑ ہویہ بازو ہو
لرلریہ ہر حوی کشال در آئید رہا ہے
۵. ہنسی شہر ہے قطع ایامر حالہ دیوانی
کہ تار چاہے وہ رشاد داسان مہرا ہے
۶. محبت طرز ہویہ ہالہ دوحی حالے
دویدن ریشہ صاف ہمت رگہ ہوا ہے
۷. معروف و مشہور ہیں ہے تصور ہائے ہنوں کا
سوار چشم آہو عکس حالہ روئے لیل ہے
۸. تصور ہر اسکیور تیدن ہائے ظفر دل
ہ داغ رنگر ہائے ریشہ گھجور بھابھا ہے
۹. اچھے شب ہائے لایکہ لراؤر شہا سماں میں
ہ داغ حالہ دل سوز سر داغ کتا ہے
۱۰. نرسے نو کو نرسے نرسے نرسے کو فوج کرتے ہیں
مہنگر لافند نرس آگتا کش سماں کیا ہے
۱۱. کئی دیا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱ :

یہ شعر نسخہ شہزادی ہیں : نرس : نسخہ حیدرآباد کے حاشیے میں ہے ۔

یہ شعر نسخہ شہزادی ہیں : نرس : نسخہ حیدرآباد میں ہے ۔

۱۱ - ب : ش : ورق ۹۷ - ب و ۹۸ - الف

۱۹

بے پرواہ و ایسکے خاطر ہے قلب ہو گئی
مراگن ہاں مایہ زکیر جواب ہو گئی

موج جسم لب الوعدہ میں
میرے لیے تو تیل بہہ قلب ہو گئی

دھماکا ہوا کی جو ہونے جلوہ گسٹری
زکیر مایہ بھی شبہ بہت ہو گئی

کل دھما : ۱ ۲ ۳ ۴ ۵

۲۰

میرے ہونے میں ہے کیا ہموانی
اے وہ چلی نہیں خلوت ہی میں

ہم بھی دشمن تو ہیں وہ اپنے
ظہر کو لکھ رہے صحت ہی میں

اپنی ہستی میں ہے ہو جو کچھ ہو
آگہی گر نہیں غفلت ہی میں

صبر ہر چند کہ ہے بڑی حرام
دل کے سونے کرنے کی طرحت ہی میں

کل دھما : ۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰

۲۱

دھماکا صبر قلعہ ویراں ہو گیا
اس سال کے حساب کو بڑی کتاب ہے

۱۹۷۱ : قری ۱۹۷۰ - الحب و الب

۱۹۷۲ : قری ۱۹۷۱ - الحب و الب

۱۹۷۳ : قری ۱۹۷۲ - الحب و الب

- ظاہر ہے طرزِ اہل سے صفات کی عرصی
۲ حوداتِ دلم میں ہے جو انکسیر کہان ہے
- ۳ ہے ہنرمند نہ کر ہوسر سہر لالہ زار
۴ اہی یہ ہر فوقی فوقی انتخاب ہے
- ۵ چا دلم راندہ اوسر والدہ شریعت
۶ حافل گاہ کرتے ہے کہ گئی عرصی ہے
- ۷ نظارہ کیا عرصی ہو اس ترور حسی کا
۸ جوشہر ہزار جالوت کو جسکے لعل ہے

کل دہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ :

۷۹

- ۱ ہے بچانہر رشتہ شمع سحر گئی
۲ سچلت گداور افسر دلمہ بھی
- ۳ وان رنگہا یہ پردہ تدبیر ہوں ہاویز
۴ ہاں شعلہ چراغ ہے برگز حنا بھی
- ۵ ٹھونکتے ہے اس مٹی اسی لہی کو جی
۶ جس کی صدا ہو جالوت ترور دما بھی
- ۷ مسلمان ملے کروں ہوں رہ واسطہ خیال
۸ لا باز گشت ہے نہ دے مدعا بھی
- ۹ پروازنا نیاز کاشانہ حسی دوس
۱۰ نالہ کشانہ ہے نکر آئنا بھی
- ۱۱ از خود گشتی ہوں معمولی یہ حرف ہے
۱۲ سوچ ظہار سرمد ہوں ہے صدا بھی
- ۱۳ نا چند بست عطر طبع آرد
۱۴ نا رہ ملے بلندی دستر دما بھی

۱۰ ہاں اب و نام موسم گل میں حرام ہے
ڈاکر وا گھسے ہے سوچے کیا بھیجے

۱۱ لکھاوا اشتعال ہوس غلی سرور ہے
اسے چوگر عشق بادہٴ مرید آگیا بھیجے

۱۲ میں نے چوواں سے کی جو لطف انیاس رنگ
خونہ چنگر میں ایک ہی صورت دیا بھیجے

گل رہتا : ۲۰۱ : ۲۰۲ : ۲۰۳ : ۲۰۴

تیسرے شعر میں مصحفہ شہزادی میں 'کسو' ہے چائے 'کسی'

۸۰

اس میں چلا کہ نیر حشر کفر قابل میں ہے
سادگی پر اس کی مر جائے کی صورت دل میں ہے

۱۰ رچ رہ کیوں کوسجھے واسالنگ کو عشق ہے
اٹھ سوئی سکنا پہاڑا جو قدم منزل میں ہے

۱۱ جلوہ زار کلہر دوزخ پہاڑا دل میں
مستہٴ شعور تھابت کسی کی اب و گل میں ہے

۱۲ ہے دلورہنہٴ طالب طلسم بیچ و تاب
وہم کر اپنی کتا پر کہ کسی مشکل میں ہے

گل رہتا : ۲۰۱ : ۲۰۲ : ۲۰۳ : ۲۰۴

یہ منزل نام مصحفہٴ حیدریہ میں ہے اب مصحفہ شہزادی میں ۔

عربی مالمب سے لیا ہے کہ یہ غزل گل رہتا کے بعد مصحفہٴ
راہبہ میں پہلی مرابہ ملتی ہے ۔ اس نسخے کا سالر کتابت موصوف
نے ۱۳۷۵ھ میں کیا ہے ۔

۸۱

۱ نگوینی ہے سرا فریادی پیدار دابر کی
مہاذا مصحفہٴ داناں کا ہو صبح ہشر کی

۸۴

۱ شمشاد ہے بے چہی طود چراغ کشتہ ہے
چام داغ، شعلہ اللہور چراغ کشتہ ہے

۲ داغ رہا ہم میں اہل داغ گر ہو گل شہید
لاگہ چشم حسرت آلود چراغ کشتہ ہے

۳ سور ہے کسی بزم کی غرور، مراعت خاتمہ کا
صبح ایک زخم، کنگ سور چراغ کشتہ ہے

۴ لامراہ چلے ہر عالم میں حسرت گل کرے
لام داغ، شعلہ فرسودہ چراغ کشتہ ہے

۵ ہے دلِ امردہ داغ، شوحی مطلب اند
شعلہ آہِ دازِ مغموم، چراغ کشتہ ہے

گلی رشتہ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵

۸۵

۱ شکستہ میں میرے شہرِ خم کا چوس ہے
اک شمع ہے دلیر، سحر و معشوق ہے

۲ ہے مزہ "وہال" یہ بظاہر حیا
مفت ہوئی کہ کھنٹی، چشم و گوش ہے

۳ ہو کر شہید عشق میں پائے ہزار جسم
ہر سوچ گردِ دہ مرتے سر کو نوش ہے

۴ ہے بے کیا ہے، سرِ خود آرا کو ہے حجاب
اسے شویں پاں احاطہ، تسلیم ہوئی ہے

۵ گوہر کو غلہ گردنِ لہریں میں دیکھنا
کیا لوح پر ستارہ گوہر فروش ہے

دستگاه | فصل | شماره | تاریخ

η ϵ μ_{eff} ΔE_p ΔH_f ΔH_m

Copyright © 2004 by John Wiley & Sons, Inc.

17. $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$ $\frac{1}{4} \times \frac{1}{4} = \frac{1}{16}$ $\frac{1}{16} \times \frac{1}{16} = \frac{1}{256}$

Journal of Management Inquiry 18(6)

بد عمل شخصہ' شہرہائی میں عاشقوں میں درج ہے ۔ گل و غنچہ میں اس شہر کے ناموں بد اشعار لیے گئے ہیں ۔ مصحف' شہرہائی میں ان کے اشعاروں میں کلمہ' شہرہ' لکھا ہے ۔



گلی رہا : پوری منزل کی گئی ہے ، جو کچھ شہرانی میں
بالکل ایسی صورت میں درج ہے ۔

پسوں سے شرم میں لکھنؤ شہر میں "پیری" ہے اور "کلی رشتہ" میں اس - ہمارے مکتب میں "کلی" لکھنؤ چھپ گیا ہے -

یاقہوں، شہر میں بسجود، شہر میں سے کالہ ہے 'معانی' کو
'معانی' لکھا ہے۔ - ہوں کا نقطہ لگانا بھول گیا ہے۔

پہلے ہم سے ایک ایک سرکاری عہدہ کو حاصل ہے۔

کہ کارِ عالمی و کارِ نظم میں فرق مشکل ہے :

پروا ہے مائیں، عائشہ، نواری، لڑکے، عود، لہجہ

تلف تر طرف آینه کعبه حائل

۱۰۔ پہلے اشکِ محرومِ دل سے طمان گہر ہو گئی گا

عراقی پیر پورائے مصر و ایشیا کی ماحول ہے

لکائی ہے۔ یہی ہیں اصطلاح کی ترقی کی بنیادیں
عرض اب تک۔ خیال کر۔ وہاں غلطی ہے۔

گئی رہا : ۱ : ۵ : ۲ : ۹ : ۳ : ۷

ہارے ہاتھ میں اس طرح کے مبالغہ میں "نکاح" غلط ہے
گیا ہے۔ "نکاح" کیا ہے۔

۸۸

۱۔ عروسی لیا نظر فکر سخن میں تو مجھے
مردمک ہے طوطی آہستہ آہستہ

۲۔ راحت و آسائش ہے عروسی فرست جو مجھے
سو دیا ہے ہمارے زخمیں دم آہو مجھے

۳۔ عروسی آرام غنیمت ہے ہرگز عدم
ہے شکستہ رنگ لکڑی گوداں پہلو مجھے

۴۔ عاکر عروسی برسر دوری ہمارے انتظار
ہے عیار شہدہ راحت دم آہو مجھے

۵۔ ہائے مرگ میں ہم شہر زار جودائے خیال
چاہیے وقت لاش نکست حد پہلو مجھے

۶۔ کثرت جور و ستم ہے ہو گیا ہوں بدنام
جوروؤں کے ہاتھ عاقبت بدنام مجھے

۷۔ اضطراب عروسی مطلب نہیں فکر کہ ہے
جستجو فرستہ نظر سرور و آسائش مجھے

۸۔ چاہیے مرگ و شہر دل بھی لیج ملو
مردم زنگار ہے وہ "نکاح" آہو مجھے

۸۸ : ۱ : ۵ : ۲ : ۹ : ۳ : ۷

۸۸ : ۵ : ۲ : ۹ : ۳ : ۷ : ۱ : ۵ : ۲ : ۹ : ۳ : ۷
"نکاح" لکھا ہے

- ساز ایتانے تھا ہے عالم یوری اند
 ۱۱) فاسر ہم ہے ہے حاصل شومیر اند بھی

گلی دھنا : ۱ : ۳ : ۲ : ۱ : ۶ : ۳ : ۵ :

۸۹

- ۱) یہ بولی کر مرے مرے ہے تسلی نہ جی
 ۲) استخوان اور بھی ہن ہن کر نہ بھی نہ جی

- ۱) غلو غلو اتم مسرت دودار کو ہے
 ۲) شوق کچھیر گامٹان تسلی نہ جی

گلی دھنا : ۱ : ۳ : ۲ : ۱ : ۶ : ۳ : ۵ :

۹۰

- ۱) عجب نشاط ہے چاند کے چلے ہیں دم آگے
 ۲) کہ اپنے جانے سے سر ہاتھ ہے وہ دو لہجہ آگے

- ۱) تشا نے تھا بھی جاہا غراب بادا الف
 ۲) خط غراب لکھا سر نہ چل سکا ہم آگے

- ۱) یہ صبر نہر جو پریشانیان الہاں ہیں دم نے
 ۲) کھارے گیو لے طرہ پاسے ہم ہنم آگے

گلی دھنا : ۱ : ۳ : ۲ : ۱ : ۶ : ۳ : ۵ :

- ۱) ہارے دن میں گلی دھنا کے دوسرے شعر میں 'سوچا' غوں
 ۲) ہے ا غلط چوب گیا ہے - چان 'سچہ' کے بجائے 'تھی' بولا جائیے -

۹۱

- ۱) گلی دھنا میں یہ یوری غزل لڑ گئی ہے - اسطرح ڈیجرائی میں اس
 ۲) کا متن میں ہے - عرف دو جنگ اشعار کی تریب مختلف ہو گئی ہے -

گلی دھنا : ۱ : ۳ : ۲ : ۱ : ۶ : ۳ : ۵ :

۵ : ۴ : ۶ : ۸ : ۸ : ۶ : ۱ : ۹ :

۸۹ غن : فرق : ۸۶ - الف و ب

۹۰ غن : فرق : ۸۵ - الف

۹۱ غن : فرق : ۹۰ - الف اور ب کا حاشیہ

- نشہٴ حورِ نکاشا ہے وہ دلی مانگے
۱ گنہ و غصہٴ اندازِ دلی مانگے
- رنگ نے مٹی سے دمِ غریبِ پوشاں بزم
۲ برگِ گلِ چوڑا مینا کی مثال مانگے
- والفہِ غریبِ پوشاں نکاشا ہے مگر
۳ شامہٴ سان مو یہ زباں مامہٴ سان مانگے
- انہرِ خط ہے نہ گرجندہٴ شہریں کہ مہار
۴ چشمِ مور آئندہٴ دل لکرائی مانگے
- ہوں گرفتار کہیں کجِ تعلق کہ چہاں
۵ خوابِ مہار ہے پردازِ گرائی مانگے
- چشمِ پرداز و غمی خفتہٴ مگر محبتِ لہد
۶ سہر کا پی مژدہٴ مانی مانگے
- وہشتِ نور نکاشا ہے کہ جوں لکھتِ گل
۷ ننگِ زخمِ حکمِ دلِ مانی مانگے
- وہ تہرِ عشقِ نکاشا ہے کہ جوں رشتہٴ شمع
۸ شعلہٴ کا بھڑ چنگِ رشتہٴ دلی مانگے
- گر بنے عطربزِ بھل کا خطِ لوحِ مزار
۹ ابدِ گیتہٴ پردازِ معانی مانگے

گلِ دہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴

تصحیح: شہزادی کے کاتب نے اس شعر میں جو گل دہا میں دوسرا ہے۔ "نفس" کے بجائے "نفس" سہواً لکھا ہے۔

۱) جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر دہر کی
لکہ دھیر داپہ آجہ نسبت میں عذوبی

۲) اے بے خبری مجھے لہو زخم چکر ہو
بید جسے کہنے ہو شکایت ہے دلو کی

۳) گو رنگر زائید بپارہ عیب ہے
ابا ہے کہ تیری تو ہے تدبیر دہر کی

گلی دھما : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰

گلی دھما کے دوسرے شعر میں جو لفظ "خیرانی" میں لہرا ہے
"لہرا" ہی ہے جہاں "لوا" جو بعد کی اصلاح ہے ۔ آخری دو
شعر قطع تک ہیں ، چنانچہ لفظ "خیرانی" میں "لوا" لفظ "لہرا" دواؤں
معروف ہے پہلے لوح ہے ۔

۱) عاشق غالب چلو حلقہ چلو
دلوں میں شمع کو ہو پرواہ چلو

۲) ش : ورق ہو ۔ الف

۳) ش : ورق ہو ۔ الف

۴) : ۱ - "غالب" اور "ماتوس" پر اہانت کی علامت ہم نے لکھی ہے ۔
لفظ "خیرانی" میں نہیں ہے ۔ لفظ "خیرانی" (مراد معنی
انوار الحق صاحب) اور لفظ "خیرانی" میں ہے ۔ پرویز
حمید احمد خان صاحب نے بھی اپنے مرآۃ لفظ "خیرانی"
میں "غالب" اور "ماتوس" کو مضامین رکھا ہے ۔ یہی دوست
ہے ۔ چونکہ غالب جان معیار حسن ہیں معیار عشق ہیں
کو ہے ہیں ، اس لیے چلا مصرعہ یوں نہیں ہو سکا :

عاشق غالب چلو ، چاند چلو

چنانکہ شعر اس شعری ساخت میں نہیں داخل ہو سکا ہے ۔

پھر دوسرے مصرعے کی شعری صورت کا بھی چلے مصرعے
نہ ہو چکا ہے ، یہی "غالب چلو" ، چنانکہ کے مطابق الفاظ
(مراد صاحب) اگلے صفحے پر

۳ پیدا کریں دماغ کشائے سرور گل
عسرت کشوں کو ماحر و مینا نہ چاہیے

۴ دیوانگان ہیں حلسر راز پہاڑ عشق
اسے سے کوز گلیج کو ویرانہ چاہیے

۵ مافی پہاڑ موسر گل ہے سرور بخش
یوان سے ہم گزر گئیے یوانہ چاہیے

گزر رہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ :

اس شعر میں جو گزر رہا میں چلا ہے (نسخہ) شجری میں
پانچویں مصرعے کو نسخہ شجری کے کاتب نے ہوں
لکھ دیا ہے :

اوس لب سے دل خانے کا ہوتے کبھی تو پاں
منطع میں جو گل رہا میں تیرا (نسخہ) شجری میں سالواد ہے
چلا مصرع نسخہ شجری میں ہوں ہے :
جادو ہے طرز گلنگونے پار اسے اسد

۹۵

۱ چاہیے خوں کو چتا چاہیے
۲ یہ اگر چاہیے تو بعد کیا چاہیے

(پہلے صلیح کا قلم مانیہ)

۱۰۱۰۱۱۱۲۱۳۱۴۱۵۱۶۱۷۱۸۱۹۲۰۲۱۲۲۲۳۲۴۲۵۲۶۲۷۲۸۲۹۳۰۳۱۳۲۳۳۳۴۳۵۳۶۳۷۳۸۳۹۴۰۴۱۴۲۴۳۴۴۴۵۴۶۴۷۴۸۴۹۵۰۵۱۵۲۵۳۵۴۵۵۵۶۵۷۵۸۵۹۶۰۶۱۶۲۶۳۶۴۶۵۶۶۶۷۶۸۶۹۷۰۷۱۷۲۷۳۷۴۷۵۷۶۷۷۷۸۷۹۸۰۸۱۸۲۸۳۸۴۸۵۸۶۸۷۸۸۸۹۹۰۹۱۹۲۹۳۹۴۹۵۹۶۹۷۹۸۹۹۱۰۰

۹۵ - ش : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ :

۹۶ : ۱ - نسخہ جدیدہ میں اور متداول دیوان میں مصرعہ ہوں ہے:
چاہیے ابھوں کو چتا چاہیے

دائوری ہے۔ نہیں، سر در گزینی احمد
ہوں سراپا ہنگ نام تسلیم جو مولا کہتے

گلی دھما : ۱ : ۶

اس شعر کے دوسرے مصرعے میں لفظ "شیرانی" میں "گرو" ہے
گلی دھما میں بھی یہ شعر لڑائی ہے ۔ پہلے متن میں "گرو" غلط
چھپ گیا ہے ۔ لفظ "شیرانی" میں بھی "گرو" ہی ہے ۔

۹۸

وہ آگے جواب میں تسکین المیزان کو دے
دلے چھپے نہیں دل بھال جواب کو دے

دکھا کے چھپو۔ اس میں کلام کریم کو
لے دے جو بوند کو دے ہے کہیں جواب کو دے

یہ کون کہہ دے ہے آہل گرو میں لیکن
کہیں زمانہ مرزا دل غافل کو دے

احمد سوانی ہے سرے ہاتھ یافتہ بھول گئے
کہا جو اس نے ذرا میرے پاؤں تار بوندے

گلی دھما : ۱ : ۵

۹۹

حیات پسند تھی ہے گرو۔ غرار پست ہے
فروغ شمع ڈالیں طالع بدار پست ہے

(پچھلے صفحے کا ذریعہ حاشیہ)

صفحہ ۱۰۰ میں نقلی دکھانا دوسرے کو اپنے اذیت بٹانا ہے ۔
اب اس کا کوئی خریدار ۔ نہیں صفحہ ۱۰۰ میں خریدار
کے قابل نہیں رہا ۔ احتمال شدہ کاغذ ہے ۔ دست برد کی
اوقات میں لفظ "شیرانی" میں نہیں ۔ پرویسر حید احمد
خان صاحب کے مرثیہ خان میں ظاہر کی گئی ہے ۔ یہ ترکیب
فارسی معلوم ہے ۔ عام ہے ۔ غالب کے ہاں دوسری جگہ
یہ بھی آئی ہے ۔

۹۸ : غن : ورقہ ۸۸ - الف

۹۹ : غن : ورقہ ۸۸ - ب و ۸۹ - الف

- سجائے لکھتے ہر پھر چشم پرانیٹ
گداڑ شیر عقل بچی طوطا ستر ہے ۴
- مڑہ مڑہ رہ و دل ناگوں و آرزو مضطر
پاؤں خستہ سپر وادھر پرستار ستر ہے ۳
- موشکیر سر نصیرا دلفروز چشم دامن پا
دل سے دست و پا افتادہ بر خودار ستر ہے ۵
- طوتا اقبال رعروزی عیافت کو تم آئے ہو
فروج شمع باقی طالع بیدار ستر ہے ۶
- ابھی آئے ہے یو دامن ہے اس کی زخمیوشکیں کی
بازی دہد کو عوام زلیخا غار ستر ہے ۷
- کہوں کیا دل کی کہا حالت پھر ہزار میں حالت
کہ بٹائی ہے ہر ہنگام ستر غار ستر ہے ۸
- اسد جوش پیاں درندہ بھار کے سجانے
بازی دہد کو عوام زلیخا غار ستر ہے ۹
- گل رہا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴

۱۰۰

- چار اعزیت آباد عشق ماتم ہے
کہ نیل ہار ہزار سر محرم ہے
- بریں لفظ ہے آئینہ اندر گوہر
وگرہ سر میں ہر قطرہ چشم برلم ہے ۳
-
- ۹۹ : ۳ - مسجد قبرائی کے کاتب نے یہاں پھر 'مڑہ' کو 'مڑا' لکھا ہے ۔
- ۹۹ : ۵ - مسجد حیدرہ میں 'طور چشم دامن پا' کے بجائے 'پورا العین دامن ہے' ہے ۔
- ۹۹ : ۸ - اس اشعار پر پورے کی علامت ہے وہ مسجد قبرائی میں ہیں ہیں ۔ مسجد حیدرہ میں ہیں ۔
- ۱۰۰ - شی : فرق : ۹۰ - الحد

- ۱۔ جہن میں کوئی ہے طرزِ انورِ شہداء عشق
کہ گل ہے ہارِ رنگین و بعدِ شمع ہے
- ۲۔ اگر نہ ہو جسے رگدِ خوابِ صرفِ شہراؤ
تمامِ فائزِ وطنِ مزاجِ عوسم ہے
- ۳۔ جسے پہنچ کر طبعِ آرزو انصاف
کہ ایک دوسرے جمع و ہم دو عالم ہے

گلی دھما : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ :

۱۰۱

- ۱۔ دلِ سرایا و سرِ سودائے نگر نیز ہے
یہ رہی مللِ لیستانِ سختِ ناوکِ خیر ہے
- ۲۔ ہو سکے کیا خاکِ دست و بازوئے مراد ہے
بستولِ خوابِ گراںِ سرورِ پرواز ہے
- ۳۔ خوںِ جنگل ہے چاندِ مانتِ رگدِ سودائیاں
سراپاِ صحرائے الفتِ شاعرِ خوابِ پرواز ہے
- ۴۔ ہے چارِ نورِ دو ککولرِ لکھتِ دو حوار
یک شکستِ رنگِ گلِ مدِ حشرِ سحر ہے
- ۵۔ جانورِ گلِ دہکے روئے باز یاد آیا اسے
خوشیِ فصلِ پاریِ اشتیاقِ انکیر ہے

گلی دھما : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ :

گلی دھما کے پہلے شعر میں جو نسخہ شہزادی میں غزل کا
پانچواں شعر ہے پہلے مصرعے میں جو لکھا ہے: 'نہیں' شہزادی میں
'نہیں' تھا: ہے۔

۱۰۶ - الف

- ۱۔ چاند قمر مسعود و بت خانہ کھینچے
چرخ شمع دل بھلوت جہانہ کھینچے
- ۲۔ جہانہ اختر یک دلربہ چاک عرض کر
گورائے باز کھینچ نہ سکے شادہ کھینچے
- ۳۔ راحت کہیں شوقیہ قریب نہ ہے
ہائے نظر بدلتی انسانہ کھینچے
- ۴۔ زکریا بوی ہمدرد آرزو رہا
ہنگ سر دامن دل ز دیوانہ کھینچے
- ۵۔ یعنی فصیح غفلت ساقی و سید تر
خداوند نیاز سے روانہ کھینچے
- ۶۔ حیر و لہو سے تو نہ آیا و نہ پر
داس کو آس کے آج مرغمانہ کھینچے
- ۷۔ کوئے ہوئے تصور باز آئے ہے حیا
کیا مانہ کہ مستر نہ کلمہ کھینچے
- ۸۔ ہے شوقیہ گریہ و غم سر کھینچے افس
مستری چوڑی سول نہ ویرانہ کھینچے
- نکلی رعنا میں اس غزل کا کوئی شعر نہیں لیا گیا ، لیکن اس
زمین کی دوسری غزل ہے ایک شعر منتخب ہوا ہے ۔

۱۰۷ - ب

- ۱۔ دامن دل بہ ویر کھانا نہ کھینچے
لے مہرے خجالت سے جا نہ کھینچے

۱۰۶ - الف : ب : ب : ب : الف و ب : ب

۱۰۷ - الف : ب : اس شعر کا پہلا مصرعہ اصلاحاً تصحیف میں اور

مقدول دیوان میں ب : ہے :

خود اللہ ہی کے چاہے اس کشتا کے پاس

۱۰۸ - ب : ب : ب : ب : ب : ب : ب : ب : ب : ب

۱۰۳ - ب

- ۱ ترجمیں زکوتی ہے شرمِ فطرہ سلسلی بھی
سوج کر دمِ حیا ہے چہرہ پشانی بھی
- ۲ نیم لہا کو جلاو سبھ گردانی بھی
ہے شعاعِ سحر زار، سلفی بھی
- ۳ دہلے تصویر ہوں بیتابِ اظہارِ تیش
چشمِ نالِ فلمِ جوش پر ایشانی بھی
- ۴ طبعِ سول دل ہے ویدِ عبرتِ اظہارِ حال
داع ہے سحر دہی جون چشمِ نرانی بھی
- ۵ شوق ہے مثلِ حبابِ از حویلیِ بیرونِ آمدن
ہے گردانی گہرِ فرحتِ ذوقِ خردانی بھی
- ۶ دہرے لہو حالے کی سببِ شبِ رزم ہوئے لگی
لنگر دیا سبھتِ اسبابِ فداوی بھی
- ۷ وا کیا پر گز لہ سہرا عتقہ نازِ نفس
دلنِ ترقیہ ہے تیجِ عطاہتی بھی
- ۸ ہوں بولانے دو عالمِ صورتِ تصویرِ امد
دگر نے موتیِ حدوتی کی گردانی بھی

کل دھنا ۵ : ۶

یہ سہر سبھتِ واسپور (۱۹۳۵ء) میں اس وجہ کی ایک دوسری
نزل میں لکھا ہے (دیکھیں سابقہ نزل ۱۰۳ - الف)

۱۰۴

- کہیں تکی ہیں اس کے جن میں گرا جائے ہے محو ہے
جغالی کر کے اپنی داد شرمِ جائے ہے محو ہے

۱۰۳ - ب ش : فری ۹۱ - الف

۱۰۴ - ص : فری ۹۱ - ب فری ۹۳ - ۹۵ - الف

۱۰۶

- سوچیں مصرعہ حوالہ آہاں بعد ہے
 ۱ ہو گریز نامور مظلوم ہمارے لقمہ ہے
- کسی ہے اسے غفلت بھی تصویر آگاہی ملے
 ۲ گولہا سیاہی و دل ہزار لقمہ ہے
- ماز عینِ بھٹی ہے خاموشیوں بھی
 ۳ سبق ہاں کوکبہ بھٹائے آہاں لقمہ ہے
- سبلی حوالہ ہے بھڑک ناز کہوئے دراز
 ۴ ہالہ زعفران بھڑک رشتہ دار بعد ہے
- شور و غبار ہے ہے ہر ذرہ زہر کل
 ۵ کسوتِ ایمان ہاں ہمارے غار بعد ہے

کل دھنا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ :

کل دھنا میں دوسرے شعر کے چلے مصرعے میں "لوٹ" لیکن
 سبھ شہری میں "ہار" ہے ۔ یہ شعر مقلع ہے اور غزل کا مالکوں
 شعر ہے ۔

۱۰۷

- خود فروشی ہائے ہستی نہ کہ جائے بعد ہے
 ۱ ہر شکستہ لقمہ دل بھی بھٹائے بعد ہے
- عینِ بھٹی ہزار ہزار کھنڈِ انورہ
 ۲ عینِ بھٹی دو دل انورہ ہائے بعد ہے
- شہرِ بھرت دو نظر یا بعد عشرت در سبھ
 ۳ در چہاں وسعت ہمارے لقمہ بھٹائے بعد ہے

۱۰۶ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ :

۱۰۷ : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ :

جائے اعتبار ہے، طاہرہ کوٹلیہ، پستی اللہ
صبح و شام فریضہ شہر و کائے جہاں ہے ۔

گلی دھما : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ :

گلی دھما کے پہلے شعر کا پہلا مصرعہ ’مسعد‘ صوفیہ (ف) میں
پہلے بول تھا :

’نوعمر الطہار دھماکا برائے شہد ہے‘

(قریبیہ ’مسعد‘ صوفیہ مرادہ پستی التوالیع) پھر چلتے ہیں وہ
اصلاح شدہ مصرعہ لکھا گیا جو گلی دھما اور ’مسعد‘ شیعری میں ہے ۔
گلی دھما کے دوسرے شعر کا پہلا مصرعہ ’مسعد‘ صوفیہ (ف)
میں پہلے بول تھا ۔

’ہی ختم میں عجب پا عورت کئی احباب گلی‘

پھر چلتے ہیں وہ مصرعہ لکھا گیا جو ’مسعد‘ شیعری اور
گلی دھما میں ہے ۔ متداول دیوانی میں اس شعر کا پہلا مصرعہ
اسی طرح ہے جیسے گلی دھما میں ہے ۔

گلی دھما کے تیسرے شعر میں ’نوعمر دامن‘ ہے اور
’مسعد‘ شیعری میں بھی ہے، لیکن متداول دیوانی میں ’نوعمر دامن‘
ہے ۔ ’بھڑ آب‘ کا تمامہ ’شروع‘ یعنی طبعی اور تلاطم ہے نہ کہ
’شروع‘ ۔ متداول دیوانی میں ’احباب‘ ہیں ہے ۔ مالک رام صاحب نے
عیالی طبع کیا ہے کہ ’ارباب‘ گلی دھما کے کاتب کی خطی ہے ،
لیکن ہمیں غالب کے اپنے لکھے ہوئے ’مسعد‘ گلی دھما میں ہیں
'ارباب' ہی ملا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ معنی التوالیع صاحب کی
روایت کے مطابق یہ شعر ’مسعد‘ صوفیہ (ف) میں نہیں ہے ۔

گلی دھما میں اس میں لفظ ’ارباب‘ نہیں آیا ہے جو مالک رام
صاحب کے نسخے میں آئے ہیں ہے ۔ ’مسعد‘ شیعری کے کاتب نے
'احباب' لکھا ہے اور الدوز کتابت سے حاشیہ یہ چلتا ہے کہ پہلے
'ارباب' لکھا تھا پھر 'ا' کو 'ح' سے ملا کر 'ح' کی صورت
دے دی ہے ۔

غالب نے پہلے ’ارباب‘ ہی کہا تھا ۔ پھر گلی دھما کی تالیف کے
بعد اس شعر میں اصلاح کی اور ’ارباب‘ کو ’احباب‘ ملا ۔ ’مسعد‘
دیوانی میں اس لفظ کی تبدیلی جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے
ممکن ہے اس نسخے کی اصل کتابت کے بعد ہوئی ہو ۔

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث

طريق البستان الى طريق القلعة

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: «القول الحسن»

1. $\frac{1}{2} \times \frac{1}{2} = \frac{1}{4}$

نورانی جہیز آئندہ جہیز بزرگ سے ملے گا۔

۶. خانہ: خانہ خود آرائی کا مجموعہ ہے۔

سازمان امور اقتصادی و تأسیسات دولتی

عائذ بالله من الجوع، اللهم اغفر لي ما مضى وما بقي وما كنت تعلمه يا غفار

100

یہ شعر لفظاً عجیب ہی ہے، لیکن مفہوماً خوبصورت (بہ)

پولیسٹیر، پتلی، چمچ، قاشق اور کھانسی

باله : سرمايه' يكي عالم و عالم : كليم خداك

مجلس شورای اسلامی - تهران - ۱۳۸۸

1998-1999

لوہٹلائی دیا ہے۔ "ظہور" کے مقابل انسان کی تصویر،

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تُكْمِلُونَ

کو اختیار کرنا چاہے جو کچھ ظہری کا مسلک ہے۔

اس طرح خود اسان دانشجو ہند کی سہولت ہے۔

جج جانے کا اور 'تفسیر' کے بارے میں بات کی۔ انہی سبھی

۱۰ اصول: یہ اصول، تقریر، اس لیے تقریر کی ضرورت پر مبنی

ہم نے ان کی دعاؤں اور نصیحتوں کی تعمیل کی۔

۴۰ لکھنؤ میں جو لوگوں نے انگریزوں کا قتل کیا، ان کے خلاف ایک

کے لئے ایک نیا راستہ تلاش کیا۔ ان کی زندگی میں ان کی تعلیم اور ترقی کے لئے ایک نیا راستہ تلاش کیا۔ ان کی زندگی میں ان کی تعلیم اور ترقی کے لئے ایک نیا راستہ تلاش کیا۔

1997, 1998, 1999, 2000, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005, 2006, 2007, 2008, 2009, 2010, 2011, 2012, 2013, 2014, 2015, 2016, 2017, 2018, 2019, 2020, 2021, 2022, 2023, 2024, 2025, 2026, 2027, 2028, 2029, 2030, 2031, 2032, 2033, 2034, 2035, 2036, 2037, 2038, 2039, 2040, 2041, 2042, 2043, 2044, 2045, 2046, 2047, 2048, 2049, 2050, 2051, 2052, 2053, 2054, 2055, 2056, 2057, 2058, 2059, 2060, 2061, 2062, 2063, 2064, 2065, 2066, 2067, 2068, 2069, 2070, 2071, 2072, 2073, 2074, 2075, 2076, 2077, 2078, 2079, 2080, 2081, 2082, 2083, 2084, 2085, 2086, 2087, 2088, 2089, 2090, 2091, 2092, 2093, 2094, 2095, 2096, 2097, 2098, 2099, 2100, 2101, 2102, 2103, 2104, 2105, 2106, 2107, 2108, 2109, 2110, 2111, 2112, 2113, 2114, 2115, 2116, 2117, 2118, 2119, 2120, 2121, 2122, 2123, 2124, 2125, 2126, 2127, 2128, 2129, 2130, 2131, 2132, 2133, 2134, 2135, 2136, 2137, 2138, 2139, 2140, 2141, 2142, 2143, 2144, 2145, 2146, 2147, 2148, 2149, 2150, 2151, 2152, 2153, 2154, 2155, 2156, 2157, 2158, 2159, 2160, 2161, 2162, 2163, 2164, 2165, 2166, 2167, 2168, 2169, 2170, 2171, 2172, 2173, 2174, 2175, 2176, 2177, 2178, 2179, 2180, 2181, 2182, 2183, 2184, 2185, 2186, 2187, 2188, 2189, 2190, 2191, 2192, 2193, 2194, 2195, 2196, 2197, 2198, 2199, 2200, 2201, 2202, 2203, 2204, 2205, 2206, 2207, 2208, 2209, 2210, 2211, 2212, 2213, 2214, 2215, 2216, 2217, 2218, 2219, 2220, 2221, 2222, 2223, 2224, 2225, 2226, 2227, 2228, 2229, 2230, 2231, 2232, 2233, 2234, 2235, 2236, 2237, 2238, 2239, 2240, 2241, 2242, 2243, 2244, 2245, 2246, 2247, 2248, 2249, 2250, 2251, 2252, 2253, 2254, 2255, 2256, 2257, 2258, 2259, 2260, 2261, 2262, 2263, 2264, 2265, 2266, 2267, 2268, 2269, 2270, 2271, 2272, 2273, 2274, 2275, 2276, 2277, 2278, 2279, 2280, 2281, 2282, 2283, 2284, 2285, 2286, 2287, 2288, 2289, 2290, 2291, 2292, 2293, 2294, 2295, 2296, 2297, 2298, 2299, 2300, 2301, 2302, 2303, 2304, 2305, 2306, 2307, 2308, 2309, 2310, 2311, 2312, 2313, 2314, 2315, 2316, 2317, 2318, 2319, 2320, 2321, 2322, 2323, 2324, 2325, 2326, 2327, 2328, 2329, 2330, 2331, 2332, 2333, 2334, 2335, 2336, 2337, 2338, 2339, 2340, 2341, 2342, 2343, 2344, 2345, 2346, 2347, 2348, 2349, 2350, 2351, 2352, 2353, 2354, 2355, 2356, 2357, 2358, 2359, 2360, 2361, 2362, 2363, 2364, 2365, 2366, 2367, 2368, 2369, 2370, 2371, 2372, 2373, 2374, 2375, 2376, 2377, 2378, 2379, 2380, 2381, 2382, 2383, 2384, 2385, 2386, 2387, 2388, 2389, 2390, 2391, 2392, 2393, 2394, 2395, 2396, 2397, 2398, 2399, 2400, 2401, 2402, 2403, 2404, 2405, 2406, 2407, 2408, 2409, 2410, 2411, 2412, 2413, 2414, 2415, 2416, 2417, 2418, 2419, 2420, 2421, 2422, 2423, 2424, 2425, 2426, 2427, 2428, 2429, 2430, 2431, 2432, 2433, 2434, 2435, 2436, 2437, 2438, 2439, 2440, 2441, 2442, 2443, 2444, 2445, 2446, 2447, 2448, 2449, 2450, 2451, 2452, 2453, 2454, 2455, 2456, 2457, 2458, 2459, 2460, 2461, 2462, 2463, 2464, 2465, 2466, 2467, 2468, 2469, 2470, 2471, 2472, 2473, 2474, 2475, 2476, 2477, 2478, 2479, 2480, 2481, 2482, 2483, 2484, 2485, 2486, 2487, 2488, 2489, 2490, 2491, 2492, 2493, 2494, 2495, 2496, 2497, 2498, 2499, 2500, 2501, 2502, 2503, 2504, 2505, 2506, 2507, 2508, 2509, 2510, 2511, 2512, 2513, 2514, 2515, 2516, 2517, 2518, 2519, 2520, 2521, 2522, 2523, 2524, 2525, 2526, 2527, 2528, 2529, 2530, 2531, 2532, 2533, 2534, 2535, 2536, 2537, 2538, 2539, 2540, 2541, 2542, 2543, 2544, 2545, 2546, 2547, 2548, 2549, 2550, 2551, 2552, 2553, 2554, 2555, 2556, 2557, 2558, 2559, 2560, 2561, 2562, 2563, 2564, 2565, 2566, 2567, 2568, 2569, 2570, 2571, 2572, 2573, 2574, 2575, 2576, 2577, 2578, 2579, 2580, 2581, 2582, 2583, 2584, 2585, 2586, 2587, 2588, 2589, 2590, 2591, 2592, 2593, 2594, 2595, 2596, 2597, 2598, 2599, 2600, 2601, 2602, 2603, 2604, 2605, 2606, 2607, 2608, 2609, 2610, 2611, 2612, 2613, 2614, 2615, 2616, 2617, 2618, 2619, 2620, 2621, 2622, 2623, 2624, 2625, 2626, 2627, 2628, 2629, 2630, 2631, 2632, 2633, 2634, 2635, 2636, 2637, 2638, 2639, 2640, 2641, 2642, 2643, 2644, 2645, 2646, 2647, 2648, 2649, 2650, 2651, 2652, 2653, 2654, 2655, 2656, 2657, 2658, 2659, 2660, 2661, 2662, 2663, 2664, 2665, 2666, 2667, 2668, 2669, 2670, 2671, 2672, 2673, 2674, 2675, 2676, 2677, 2678, 26

100

سید علی حسینی، سید محمد علی حسینی، سید محمد علی حسینی، سید محمد علی حسینی

مطلب نہیں کہہ کر یہ کہ مطلب ہی ہوتا ہے

- چہرہ لہجہ سر جسم دیگر معلوم
ہوں ہیں وہ سب کہ لہجہ آگاہ ہے بھی
- مدعا حضور کھائے شکستہ دل ہے
آگہ حالے میں کون کونے کا ہے بھی
- خبر کمال ہے کسی رشکِ چمن کا باور
آگہ بطنِ شہل نظر آگاہ ہے بھی
- حیرت الہیہ احاطہ چوں ہوں چوں شع
کسی فکرِ جامع فکرِ تعدد الہیاتا ہے بھی
- میں ہوں اور حیرتِ جاوید فکرِ ثورِ لہج
معلوم نگہ دارِ ساداتا ہے بھی
- حیرتِ فکرِ سلطان مازِ مغرب ہے لہجہ
دلِ ہجر زائے گہم بشتاتا ہے بھی
- زلزلہ میں او وہ بھل ہے الہا دنیہ میں
دیکھوں اب مر گئے ہر کون الہیاتا ہے بھی
- کلی دھما : ۱ : ۱

- عم و عشرت ہم یوسفِ دگر تسلیم آئی ہے
دھمائے مدعا گم کردگانِ ہجر آئی ہے
- کھاتا ہے کہ دوسرے وہا رسوائے آئی ہے
کسی تیری گلی میں حوں ہو اور ہزار رنگیں ہے

۱۱۰ - ۱ - ہر لہجہ چہرہ میں نہیں ہے لہجہ حیدر ہے الہا گیا ۔

۱۱۱ - ش : ۱۱ - آگاہ و اب

۱۱۲ - ۱ - لہجہ حیدر سائید مفتی ابوالحسن میں دوسرا مصرعہ

آئی ہے :

دھمائے مدعا گم کردگانِ عشق آئی ہے

۱۱۳ - ۱ - لہجہ چہرہ کا کاتب 'عمود' کو 'چہرہ'

لکھ گیا ہے ۔

۵. پایا دیکھا مگر سنگ ہے میر گستانی کر
شراز آ، ہے سوچر عیا دماند گلچیں ہے
۶. پامر لغویت پیدا ہے انداز عبادت ہے
شیر ماتم کر داماد دود شع نالیں ہے
۷. زس مر حسن منت ناگوارا ہے طبیعت کر
کساند عقد ہو لافور دست نگاہیں ہے
۸. نہیں ہے سرواستر عشق غیر او لے صافی پا
جہیں ہو میری سگر خاتم قدرت خاطر چیں ہے
۹. پار باغ ہمالیہ غلامی جلوہ فرمایاں
خا ہے دست و خوار کشنکے ہے نیم رنگیں ہے
۱۰. دالائز فنا ہے ہمار صحرائے طلب غلاب
ہمایا گوسر بشت کا میلر خاتم زلی ہے

گل و ہوا : ۳ :

سعد' عروسی کے حاسے میں غار کیا گیا ہے کہ یہ شعر صرف
سعد' بھوپال ، یعنی سعد' حیدرہ (فد) میں ہے ، حالانکہ گل و ہوا
میں اور سعد' شیرانی کی متعلقہ غزل میں یہ شعر موجود ہے ۔ اس
کے علاوہ عروسی صاحب نے اس شعر کے متن میں " کا حواصہ منگیں
الفاظ رکھے ہیں ، جنہیں سعد' حیدرہ (فد) کے مطابق بنایا ہے ۔
سعد' شیرانی میں اس کے بجائے "کی حواصہ منگیں" ہے ، جیسا کہ
گل و ہوا میں ہے ، البتہ سعد' شیرانی کے کاتب نے اپنے ترجم
املا میں "کی" کو "کے" لکھا ہے ۔

۱۱۲۔ الف

۱. مات کشی میں حوصات نے اختیار ہے
داماد حد کفن کر حکم مرزا ہے

۱۱۱ : ۶۔ سعد' شیرانی میں "عقد" کے بجائے "سدا" سہر کاتب ہے۔

۱۱۲۔ الف ط : قول ۱۰۲۔ الف

- ۱۔ کسی کا سراغ، جلوہ ہے عبرت کو اسے خدا
 اکتھ طریقہ تسخیر، انتظام ہے
- ۲۔ عبرت طلب ہے حل معاصر زندگی
 شہن گنگو، اکتھ اعتبار ہے
- ۳۔ یہ ذوق، ذوق انگیز جا ہے غبارِ شوق
 گر دام یہ ہے وسعت صحرا شکر ہے
- ۴۔ چھڑ کے ہے شہن گنگو، برگزگلی بہ آب
 اسے غصہ، وقت و دل، ہزار ہے
- ۵۔ نجات کشی، وفا کو شکست نہ چاہیے
 اسے مدنی، ظہور عرق ہے غبار ہے
- ۶۔ کھینچنے، چھوڑ کر، وفا
 غبار، سامنے سے، رخ، ہزار ہے

گل رہا : ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶

گل رہا کے چلے غم کے دوسرے سفر میں آئے نہ آئے
 ہے اور ہیں اسطرح، شہرانی میں ہے - سداوں غبار میں آئے نہ
 آئے ہے -

۱۱۲ - ب

- ۱۔ جس جا نسیم، کفر، زلمہ، ہار ہے
 نام، دماغ، کہوئے، شفت، کار ہے
- ۲۔ دل مت گویا، جس میں، جس میں
 اسے، دماغ، اکتھ، گنگو، کار ہے
- ۳۔ زخمیر، باد، بڑی، ہے، چاہے، کو، دیکھ، کر
 اس، چشم، ہے، پتلا، نگہ، باد، کر ہے
- ۴۔ ہے، یوں، سوئے، وادی، چھو، گنگو، کر
 یہ، غم، کے، غبار، ہیں، دل، ہے، غم، ہے

۱۱۲ - ب - غم : ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶

- ۱۔ اے ہر وہ دوستِ کنگر چلو کہناج
 ۲۔ کہ تیرا بھلا کئی سوچ گہرا آئے
- ۱۔ وہ تیرا حریف تھا ہوں کہ چلی کو
 ۲۔ ہر ذرہ یہ کہتے ماحر نظر آئے
- ۱۔ راہد کہ چلو میرا لطیف ہے ناو
 ۲۔ زنجیری بند حلقہ پورے ہو آئے
- ۱۔ کمال جان کر یہ رکھے پیہ مریم
 ۲۔ آئندہ یہ عرفان زنجیر جگر آئے
- ۱۔ ہر جہاں ہے دارگر شوگر گل ہے
 ۲۔ دل غریب رہ لڑ ہے بھلا اگر آئے
- گل رہا : ۱ : ۶

- ۱۔ کہہ کیوں نہ ہوں کہ کھانا کیوں جسے
 ۲۔ ایسا کہاں سے لائن کہ لہو سا کیوں جسے
- ۱۔ ہے انتظار سے شہر آباد و سطور
 ۲۔ سڑکوں کو پکن رگڑ سارا کیوں جسے
- ۱۔ صورت نے لا رکھا لڑی نور خیال میں
 ۲۔ کھینچا نکا سوندا کیوں جسے
- ۱۔ کسی عرصہ وصال یہ ہے گل کو حجاب
 ۲۔ زنجیر لڑائی شفا ہے جا کیوں جسے
- ۱۔ ہے ناز و یوں لڑی جسم یہ ناز میں
 ۲۔ صبح پار پیہ مہا کیوں جسے

۱۱۳ : ۱۔ - لکھنا حیدرہ مراد علی انوار الحق اور لکھنا عریض
 میں 'کہ' کے بجائے 'کو' ہے -

۱۱۳ : ۲۔ - شہر : قوی ۱۰۶ - آف وب

۱۱۳ : ۳۔ - لکھنا شہزادی کے کاتب نے چاہی بھی 'سڑکوں' کو
 'سڑکوں' لکھا ہے -

- ۱۔ بھونکا ہے کسی نے گویا بہت میں اُسے خدا
انصاف انتظار کیا کہوں جیسے
- ۲۔ بلوب ہمیں تو جواب میں ہی مت دکھائیو
یہ ہنسر خیال کہ دنیا کہوں جیسے
- ۳۔ سر اور پھوپھو غریب گھرا ہے ڈالنے
وہ ایک مشرق شاگ کہ صبرا کہوں جیسے
- ۴۔ ہے پشاور تو میں صورت دیدار میں نہاں
مشرق عثمان گسیختہ دریا کہوں جیسے
- گل رہا : ۱ : ۱۰

۱۱۵۔ الف

- ۱۔ کلام اجڑائے عالم میں دام چشم گریاں ہے
ظہیر شہنشاہت یک حلقہ گردابِ خواہاں ہے
- ۲۔ بھوم لالہ صورتِ حاضرِ عمر پر یک لفظاں ہے
شوقی رہنمائیٰ "مید نیستای" ہے جس بدادیاں ہے
- ۳۔ خوں ہے مردارِ مباحذاتی جز گداسر جمعیت
سوخا میں افسی مانتہ خطا نقطے میں پناہاں ہے
- ۴۔ کچا ہے کو عرقِ حورِ عروجِ لہذا رنگیں تر
خطِ ریشماورِ ساق کا خطِ مانتہ جراثیم ہے
- ۵۔ تکلفِ حالِ دھواں ہے غافلِ شرمِ رشتاں
دلِ بھول گشتہ در دستِ حاکمِ گردِ عریاں ہے
- ۶۔ کافیا مریخوثرِ غفلت ہے باوصفِ خطروں دل
پسوزِ گدازِ خلوتِ گھرِ رطلِ نازِ سڑکاں ہے

۱۱۵۔ الف طر : قوی : ۱۰۶ ب

۱۱۵۔ الف : ۶۔ یہاں لفظ "کھیراں" کے کاتب نے "سڑکاں" کو "سڑکا" لکھا ہے، مگر "سڑکا" لکھنا چاہا ہے، لیکن "ا" کا لفظ لکھنے میں وہ گیا ہے۔

تکلف برطرف ہو کر زلیخا جیسے کمر و برقع
پریشان حجاب آنسوؤں و دماغ پر ہوسختی ہے ۔

گل و ہنسا : ۱ : ۲۰۹ : ۵

سعدۃ شجری میں یہ غزل نالہیں اٹھ رہی ہے ۔ یہاں بعد کا دوسرا
غالب ہے ۔ اس لیے معلوم نہیں کہ گل و ہنسا کا پہلا شعر سعدۃ
شجری میں تھا تو ترکیب اشعار میں کسی شاعر نے یہ لیا۔ سعدۃ حسیدہ
(محمد) میں (بروایت مقلیٰ انوار الحق) کہ یہ شعر ہے کہ گل و ہنسا کا دوسرا
شعر ۔ میں صاحب نے یہ دوسری اشعار مطبوعہ شوقی سے نقل کر لی
ہیں ۔ لیکن بروایت عرفی صاحب یہ شعر سعدۃ حسیدہ کے ماضی
میں ہیں ۔ اس راجح میں غالب کی دو غزلیں اور وہی جو سعدۃ حسیدہ
میں درج ہیں ۔

۱۱۶

- شبنم بکھر لاکھ نہ بھائی زادہ ہے
۱ دلیج دلیج ہے درد ، نظر کار ہوا ہے
- دل غوی شدہ کشمکشیں حیرت دہش
۲ آہستہ آہستہ ہنر بدستہ بنا ہے
- عبودی و دعوائے گرفتاری الفت
۳ دست نہ سنگ آئندہ پہاڑ وفا ہے
- معلوم ہوا حلقہ شہیدان گذشتہ
۴ بیخ ستم آئندہ اصول کا ہے
- اے اربو حریف چہانتاہ اندھ بھی
۵ جانے کی طرح ہم یہ صعب وقت بڑا ہے

۱۱۶ - ۵

۱۱۶ : ۲ - پہلا مصرعہ سعدۃ حسیدہ کے ماضی میں چلے ہوا تھا :

دل غوی شدہ کشمکشیں کثرت اظہار

پھر اصلاح شدہ مصرعہ لکھا گیا (بروایت مقلیٰ انوار الحق)

یونان کی شہر میں سے دل نہ ہو غالب

کون نہیں تیرا تو مری خان خدا ہے

گل رخصتا : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱

* یہ لڑکی شائستہ اسطفا حبیبہ مرادہ مائی انوار الحق کے
ہیں ۔ یہ عزل اسطفا شہزادی میں موجود نہیں ہے ۔ شاید ان اوراق
میں انہیں جو غالب ہیں ۔ عزل کے باقی اشعار یہاں اسطفا حبیبہ سے
مل کر لیے گئے ہیں ۔

۱۱۵

گل رخصتا کے اشعار : ۱ : ۲ : ۳ : ۴ : ۵ : ۶ : ۷ : ۸ : ۹ : ۱۰ : ۱۱
میں متداول دیوان سے درج کیے ہیں ۔

گل رخصتا : پوری عزل نہ گئی ہے ۔ اسطفا شہزادی میں یہ
پوری عزل موجود ہے ۔ تو اسبہ اشعار میں کچھ فرق ہے ۔ گل رخصتا کا
چولہا شعر اسطفا شہزادی میں نہیں ہے اور تیسرا شعر وہاں
چولہا ہے ۔

مثنیٰ کا اشتقاق صرف اتنا ہے کہ بارہویں شعر کا پہلا مصرعہ
اسطفا شہزادی میں ہوتا ہے :

لہو شے ہے لہو کسو کو لہو نام بر ہوس

اور بارہویں شعر کا پہلا مصرعہ اس طرح :

مانگئے ہے لہو کسو کو مطابق ہی آرزو

یہ عجیب بات ہے کہ گل رخصتا میں بارہویں شعر میں 'کسو' ہی ہے
لیکن بارہویں شعر میں 'کسی' ۔ غالب کی اس تراز داد کے مطابق
کہ ان کے کلام میں 'کسو' نامی کے سوا جہاں بھی آئے وہی اس
کے پہلے 'کسی' ہوتا چاہیے گل رخصتا کے بارہویں شعر میں 'کسو'
خود ان کا سپر کثابت ہو سکتا ہے ۔

یاد داشت

۱۔ محترم ذیل اشعار تعلیقات کی حواشی میں مندرجہ طبعیت سے
ملنے پر لکھے ہیں :

خزل : ۵۰ - ب

پہاں ہے گزیر، منصور، جیسر، حور، شامی، ہیں
کہ پاں خواص ہے کمال اور گہم دنیا ہے
حزینہ ذکر، زبیر، ہیں، یہ محو کو نہ چلاؤ
بھجے اسویر، خواب، افسانہ، سوار، زلیخا ہے

۵۰ - ب : بیت ۲ : مصراع اولیٰ : لعل، حیدرہ کے حوض، بنی
میں قبل از اصلاح یہ مصراع پڑی تھا :

مردان گریہ چلائے ہیں ذکر، وصل سے لیکن
(بروایت پر و ہوسر، حیدر، لعل، علی، صاحب)

خزل : ۱۱۵ - ب

۱۔ ہمیں ظاہری رنگ، کمال، طبع، پہاں ہے
کہ چہر، مدھانی، دل، زبیر، لال، زندان ہے

حسوس، حاد، زار، چشم، ہے، پروا، نگاہی ہے
عبار، حرم، پای، گزیر، سوار، لوگستان ہے

مندانے، اشک، میں، داغ، چنگ، جلوہ، دکھائے ہیں
پیر، طاف، گویا، برادر، امیر، چشم، گریہ ہے

پوسنے، زعفر، مشکوں، یہ، دماغ، الکحل، دم، ہیں
کہ، شاعر، لہواں، دور، چراغ، آما، پریشان ہے

سہاں، زندان، موجستان، دلچسپ، پریشان ہے
طفس، شہ، چہلہ، یک، حلقہ، گرداب، طوفان ہے

عبار، فضا، وحشت، حرم، طائر، انتظار، آیا
کہ، چشم، آہ، میں، خول، میل، داغ، بڑک ہے

ز، میں، دور، دم، کیونہ ہے، فصل، کھا کا
خول، قہر، سے، میں، شوخی، لیلی، نگاہی ہے

قلمباز ہار ہے غفلت لگا ہی اور روشنی
 مریودہ بدلیا پردہ تصویرِ حیران ہے
 اندھ تار لپٹے ہار ہے فردوس کا جلوہ
 اکروا ہوانہ دکھلا دیوں کہ یک عالم گلستان ہے
 کچھ ایسے کو عرفِ معرے خروجِ ششہ و انگلی تر
 غطر و غبارِ ساقی تا غطرِ ساحر چہر امان ہے
 رہا سے تارِ دل دو پردہ "جوشِ ظہورِ انور
 گل و ترکسی جم گیتہ و اہلبم " گورانی ہے
 لہ جسمِ منور دل دو کتلور ہے خودی خوشتر
 دو عالم آگہی سدا یونکہ خواب پریشانی ہے

ب۔ دیوانِ غالب (اردو) کے نسخہ "امرویدہ" (کتابت شدہ
 ۱۰۶۷ھ) کے نسخہ بدل حسب ذیل ہیں :

(پہلے گل و ہوا کے متن کا حوالہ ہے اور علامت / کے بعد
 نسخہ "امرویدہ" کے متن کا)

غزل ۱ : بیت ۱ : مصرع ثانی : شرارِ سنگ / شررِ توسک
 ایضاً : بیت ۲ : مصرع اول : ظاہر / پیدا
 مصرع ثانی : دہنا ہے / دلوئے کا
 غزل ۲ : بیت ۲ : مصرع اول : زہرہ از بس / زہرہ دل
 ایضاً : بیت ۳ : مصرع اول : دانی / دیان
 مصرع ثانی : دیان / دیان

(یہ صرف ایسا ہے ، جو وہ وزن کے لیے "نہاں" ہی پڑھا جائے گا
 یا "پہاں" ہو سکتا تھا ہائے غلو طو التقلید کے ساتھ ، لیکن یہ
 پہلی نظر ہوتا جو ظاہر ہے پہاں نہیں ہے)

غزل ۳ : مقطع : مصرع اول : وان ہجوم بعد ہائے
 سارِ حشرت / تھا اسے جو عمرِ زائر "نعمہ" دم سارِ مطرب ہے اسے
 ایضاً : ایضاً : مصرع سانی : دیان / بر
 غزل ۴ : بیت ۱ : مصرع اول : درد / دود

عزل ۱۵ : بیت ۲ : مصرع ثانی : ہاں / یہاں

عزل ۱۶ : بیت ۲ : مصرع اول : بحرِ حیاتِ ہاں روز و شب
ایوانِ حیرت شبانہ روز

ایضا : بیت ۲ : مصرع اول :

بیدارِ عشق سے تویی قوتِ یوں پر انداز
اندازِ قاتلہ ہاں ہی سب جہد کو پر انداز

عزل ۱۷ : بیت ۲ : مصرع ثانی : کشورہ / کشادہ

عزل ۱۸ : بیت ۲ : مصرع اول : ہم / میں

ایضا : ایضا : ایضا : رکھنا / باندھ

عزل ۱۹ : بیت ۲ : مصرع اول : حسن / عشق

ایضا : ایضا : مصرع دوم :

لہ نکلے شمع کے باغہ نکالے گر نہ خار آگئی
نکالے ہے / ہائے شمعِ رجا سائے خار آگئی

عزل ۲۰ : بیت ۲ : مصرع ثانی : ہے / اے

عزل ۲۱ : بیت ۲ : مصرع اول : کشورہ / کشادہ

عزل ۲۲ : بیت ۲ : مصرع اول : مصرع ثانی / اسی موسم

ایضا : ایضا : مصرع ثانی : داخل / اعلیٰ (ہاں صرف ہائے قبول
ہی مصرع معلوم ہوئے ہے - یہ صرف اسٹائی اختلاف نہیں - یہ اصل
متفاوت ہے)

عزل ۲۳ : بیت ۲ : مصرع ثانی : بیوں شاہِ پشت / ماقبر شاہ

کل : عزال ۲۴ : بیت ۲ : مصرع اول :

ہوئے ہے ماحِ شوقِ کھانا سادہ ویرانی /
ہوئے غریب ماحِ شوقِ دیدنِ عام ویرانی

کل : عزال ۲۵ : بیت ۲ : مصرع ثانی : صبرِ عزیز / پر پندِ صبر

کل : عزال ۲۶ : بیت ۲ : مصرع ثانی : یاد و بھلائی بھلا و بھلائی /
تاری پارِ پند و بھلائی

کئی : ایضا ، بیت ۴ ، مصرع اول :

مہرِ روزِ اپنی من کے آہ /
قلعہ وصال سے سوزِ دل

کئی : غزل ۵۵ ، بیت ۴ ، مصرع اول :

ہجومِ دغیرِ خون کے سینہ رنگ از نیوی سکا /
نہی ہوتا برفانی چادر رنگ از غطرِ خونِ برف

کئی : غزل ۵۷ ، بیت ۱ ، مصرع اول :

بہادرِ انظار کی طاقت نہ لاسکی /
ہنگِ لہرِ انتظار کی طاقت نہ لاسکی

کئی : ایضا ، بیت ۴ ، مصرع اول :

کئے چشم میں / اشکِ چشم میں

کئی : ۵۷ ، بیت ۴ ، مصرع ثانی : رخصت / رخصت

کئی : ۵۸ ، بیت ۱ ، مصرع اول : غمِ ہونے / ہو رہے

کئی : ایضا ، ایضا ، مصرع ثانی : اشکِ داری / بے فراوی

کئی : ۶۰ ، بیت ۴ ، مصرع اول : لڑکے مسخرِ بھونڈی /
لڑکے لیم مسخر

کئی : ۶۱ ، بیت ۱ ، مصرع اول : بدخو / انصاف

کئی : غزل ۶۶ ، بیت ۵ ، مصرع اول : انتظارِ شامِ تہائی /
انتظارِ وحشتِ شبِا

کئی : غزل ۶۷ ، بیت ۱ ، مصرع اول : ہر بند / چشمنگیز

کئی : غزل ۶۸ ، بیت ۴ :

ہو رہے ہے کیا وجود و عدم ، اہلِ شوق کا
آبِ ایسے شعلے کے خیر و خدایک ہو گئے /
ہو رہے ہے کیا معانی چکرِ تشنگانِ خاک
چولہ شمعِ آبِ ایسی وہ حورِ اک ہو گئے

کئی : غزل ایضا ، بیت ۵ ، مصرع اول : بعلی / لاشی

کئی : غزل ۷۰ ، بیت ۱ ، مصرع اول : غداہاں / غداہاں

نکل : غزل ۱۰۰ ، بیت ۱ ، مصرع اول :

عرعر لال شوخی شدای برائے غلطہ ہے /
شوخی ظہار دفتار برائے صند ہے

نکل : غزل ایضاً ، بیت ۲ ، مصرع ثانی : ہے / ہیں

نکل : ایضاً ، ایضاً ، ایضاً : غور عبرت / یا عبرت کثر

نکل : غزل ۱۰۳ ، بیت ۲ ، مصرع ثانی : قطار و خیال /
قطار و خیال

نکل : ایضاً ، بیت ۲ ، مصرع اول : اسو نام پر ہوس /
مقابل میں آروز

نکل : ایضاً ، بیت ۲ ، مصرع ثانی : ایسے / کہیے

نکل : ایضاً ، بیت ۲ ، مصرع اول : تارے / جا ہے

گل رعنا اور قتیل و واقف

گل رعنا میں غالب کی ستائش فارسی غزلوں میں ہے آٹھ ایسی ہیں جن کی زمیوں میں قتیل کی غزلیں نہیں ہیں ان میں سے دو ہجڑیں غزلوں میں قتیل کے ساتھ واقف بھی شریک ہے۔ اس شخصے میں قتیل و واقف کی یہ غزلیں درج کی جاتی ہیں۔ واقف کا دیوان مطلوبہ موجود ہے، لیکن قتیل کا دیوان انہیں نہیں ملتا ہے۔

(شب : گل رعنا ، غزلیات فارسی ، دوسری غزل)

من آن رندم کہ چون بر کف بگرم جام، صبا را
 بہ تیغ سوچ من بر خاک ریزم خون قنوط را
 مستحق کرد یا من معیتر آن دلرا کفر
 و قول قتله نو پیدا بود این قصہ صفا را
 و خود بچرمی نیی کہ من بچرم و مطلق
 درینا دہلہ و دامت تا حق میبکفی ما را
 گمش تو کوہ و بازلر وگہ در خاک من ہم
 بوا رنگا قرارے نیست آن اولر دلیا را
 عدالتے ہست و مولید کرد آخر باز بخت ہم
 بیا و کم نکن ہر خدا این جور نجا را
 ترا دل خود کیسوزد بر اعیالر گرفتاری
 دگر چون میری بر لعلہ دامن آفتی ما را
 قتیل این اولر قنوط را قصارتے ہست در باطن
 مدہ از کف زمینی دلتی و لدایر پیدا را

(شب : گل رعنا ، غزلیات فارسی ، دوسری غزل)

صفتش و دلش دادم من سرگشته سودا را
 نو دم برونه دلو تر نشی با دمانر سحر را
 مرا چشم پرورس در خواب کی بود تا این عصمت
 که هم یستر نمی سازی بود تصویر دنیا را
 بود هر ذره من مضطرب از مهر خورشیدست
 که می آرد چو چشم در پریدن چشم حربه را
 نباید لشکر پنهان را رفیق خویشی کردن
 رسید آخر نظر تر دیدم سوزن مسیحا را
 چنان با خود ملایم ساز دشمن را ز شوخی نشی
 که گردد سیر گوی بر دیر سینه نی بار را
 ز بوی زلف خوابان محبت در بر من دادم
 مبادا در دمانم ره افتد این دود سودا را
 هرگز آید به چشم بر که با من از خون داود
 دهم چون سر بر چادر دیده خود مسکینان را
 چنان غم پرده ماند خود کای من که نام تو
 ز شوی چاک من سازد گریبانم معاً را
 ز اینر پشت گر دیدم از پشت و بدل فارغ
 پرورس از دیگران واقف نزارم بیرون ملازما

(نظم : گل و عشا ، غزلیات فارسی ، چو توئی خوله)

چه عیاری که با تو در ایام هیچ عیادت
 دل تر سا پرده در یک تبسم کرده کارست
 زبانی جانم بنام من تر گوید با من
 نشستم تا بکنی دوز تر تو دو بر روی دیوارست
 پدر استغیر بر دانا برای قلل بر عاشق
 ترا زلف آید دانه و چشم مست بخوابدست
 به فهمید با این جبرائیل تر آشیان پرور
 که گشت دست دام تر طره مشکین مسکوست

روست در سپردان سنگام ہوں، دھننی خارہ
 تر کوئی رہ لٹکا کر نہ آست غور در [خوار] آوے
 تو ہم کن کہ در کھوت بروز آورہ ام عیسا
 سر اندوز تر زانو نہ پستوئے نہ ہم خوار ہے
 قتلہ دیر و پا را سروکارست با قدرت
 نہ حاجت تا مسیحائے نہ الفت با برطرف

قتلہ کی پستوئے بالا غزل، اختلافی ہے، لیکن واقعہ کی
 ایک لاشام غزل بالکل پس زمین میں ہے، جس میں غالب کی
 غزل ہے :

شب قاتلہ بہ گفت سر بیاور دیوار ہے
 خواب اگر ہی آید مرگہ را چہ شد باورے
 (کب : گل و ہوا ، غزلیات فارسی ، چوتھی غزل)

داعیا بر حکر از پاور مستحکم دارم
 شکوہ پا زین فلک سوات لغیر دارم

کہ در خون مہم و گہ زخم بر سر سنگ
 نہ بیابان سر الفت نہ نہ مستر دارم

تو ہم آئوہ شود دانست از [خون] دلیلا
 بازہ پای دہر بر خون ز ریت بر دارم

نقد و جہرگی و ریحانی زمین رستہ میری
 جای گل من نگہ بیاثر خود افکار دارم

مستمر عالم [و فرج] کی نیستیم تا من
 ہر سر از خاکہ در نہکند امیر دارم

وہ چہ مازم کہ جو اسروز کتم رام ہوا
 کہہ کن آہوید جین او ہر من بردارم

چہ نکرم چہ حالہ فلک بیابان دہی
 آسجی سب بہ شب ہر سزا تر مازم

مستحق شبنم باشد بچشم او مهر کنند
 و طبعی نواز تو گهر شعور گو کنند
 تا من مدایح او تو سخن حق تر کنی
 ترسم که دیگران چنانچه او شو کنند
 یا در زینب کنی بی از دلا : چون زاهد
 آباد کند پادشاه را تو زود کنند
 از چاک بزمین بپایند سینه را
 عریان چون چاکر سینه خالی دلو کنند
 زاهد مبین چشمی کم آن زاهد بار را
 کلین رنگهای خود تراکی و مهر کنند
 هر قدر صوفیای بود اندر دلق غویلی
 و دلق دلی لباس ترا پیاده کنند
 هاشم زگرد پاک سخن کین معابد مرغ
 هر هنر گشتنکار تو طوقر کار کنند
 از اشک مرغ من که مهر تو می چکد
 سودگیز خاک گور حق پر کنند
 از عرش بگشاید هر صخر فرشتگان
 کز خاک استخوان ترا دقت و رو کنند
 شاید قبل آن بهتر صبر و تبسم است
 شوی که خلق لعن لبی آرد کنند

(نظم : گل و هوا ، عزلیات فارسی ، گیارهوی عزلی)

ندارد چو شور و شمع هیچک در حال زار ما
 برون ای گمباز رو به ایست پای ما
 در بی چشم ز جا مشک غلغله تا نواد آید
 نه جز در روز عشر گزشت از خاک مراد ما
 مبادا آتشی شوق وصال طراد آید او را
 لباند صبح دان جز استخوان جسم زار ما

باشد معلوم لطیفیای جای گفتن شعر مریدان
 و مستجابی ایام فراقی آید بکار ما
 چه سود از پندای ناصیح که نکرد از اول داشت
 نگار کافر او عاقبت صبر و فراق ما
 شدیم ای نازنین فردا در کویت گرد پادشاه
 بی از سر داد گفتار تو گل کرده از عیار ما
 خدا را گو که در عشر پیرمده عاقل مظلومان
 چرا آید بکار دیگرست بر روزگار ما
 ز چوین گریه در دل ظهورت کفایت آید
 مبدل با غزلان گردید بیرونیت چار ما
 بر آرد حاجت رسیدنشان چون آب و شمشیرش
 ضرور است ای مریدت باشد یزبان التفات ما
 فصل از دوری جانان بان لوت رسید اکنون
 که گریه تا نیست بیکسی بر بهز گل ما

قصیدۀ ۲۰۰

(نقد : گل و عاف ، غزلیات فارسی ، گنجینه‌ی عارف)

چه کرد از فراق ایست که چشمتی روزگار ما
 جو گردد مرده بخیزد نیر در عشر عاقل ما
 سراج ما بدینسان در نفس تعمیر اگر باشد
 شود آب و هوای گلستان تا سازگار ما
 تا نور گرم سوزنها که دهدی نیست امروزش
 بظن روی ما می‌شست چشم آتش که در ما
 این سخی زبانی نیست ملاز عمار مریدان هم
 که باشد پارهای از کبود غم سنگین سوار ما
 ندارم از کسی در گریه امید بدد گری
 دلم خون گشت شاید ساخته آید بکار ما

بعد خونر چنگ کردیم دل را برداش لیکن
 چو مکنم شویخ وقت آتشی برون از اعتبار ما
 نیشتر بدلی چنگر که نخی. سجده در کوفتی
 پس از ما پیچو حاتم ساد و سرس وادگر ما
 چندیون سبکی از کوی خود سالکساران را
 که آنجا نشست و حالت میداد طیار ما
 تمام حال از تاثیر انک و آفر خود واقع
 برای مرد و آب گرم باشد در دهن ما

(نقد : گل رها ، عزرائلی فارسی ، فارغی غزل)

این چه انداخت ای عکس پری در آینه
 خونر ما روزی و خود داری نظر بر آینه
 دست از خود رها باید گرفتن تا بکج
 شامه در دست بود در دست دیگر آینه
 آفرین دست چه میداشت تیغ انداختن
 می کند لعین. چو به ای سنگر آینه
 آن غم چالاک را چون در کتار خود کشید
 رخت در بحر ای دلها رنگر عشر آینه
 گر نه دیوار آوای پیچور بودی تکه ای
 تا آید میکرد از غم خاکه بر سر آینه
 بسکه نو دور تو از پر سینه خود چو مرگ
 گر فلان و هم بود اوراست در بر آینه
 خونر من جای ساد این صفا را زید قبل
 دارد از پیچر چینی کار مسطر آینه

(نقد : گل رها ، عزرائلی فارسی ، فارغی غزل)

موج آب را تا منور را سرنگار است
 گلریزه عاشق را بسکین و شجره دار است
 تو گر بام بانی دگر کجا بروی
 هم کشیده غریب که زار دیوار است
 ای دل چو دریا به حلقه کمره و مرده جست
 پیروز دل بشو کاکان گره دار است
 شاور پیروز چیست بوی کد حصار
 دل مرده حصار تو را رخسار است
 بی لعل نگردد مرا و ترس طریق
 دوی ترس دلم شومر لبه زار است
 هیچ دو چار من آن دم چو پیروز گفتم
 که به رخت سرنگارم بگره زار است
 حصارا بس کوی خود مرا جا ده
 که زانک بقرار تو سخت دلاور است
 جواب داد که حوالی بهر و خود تری
 مرا ز دوستی چون تو ناکسی دار است
 جو زبانی که شرفی رود لغات تا عشر
 ز خاک لایه تریا که بر چه دلاور است
 قبل و شتر میدان عشق بود و نه
 ز حیرت تو گری آن و شکر حور لایار است

۲۴۰۲

(نق: گل رخت - حواله فارسی - آکسوی عربی)

نکته یاش است بر لب در دایره روح کو کجا
 چه دلم جواب رختها من و بیداری شبها
 چیده از جا کشاکش روز عشر هم
 مگر ارواح شای گم کرده نکسر زار غایبها

گشت بر جا که چشم کافر او کشید، نمود ظاهر
چو مرغ آفتابان گم کرد، میگرداند، مظهرها

نقادان قاتل، ییرحم داور ما نکوی، سود
کنا با خون غلغله و یمن گشت مظهرها

دلیر بهاب بی کن چند در کوی، معان نالی
بیانایان بیگون شود از شور، بارها

سر نمکین او گردم که حرفه، مدعا گویه
کمی آرد با آسای رسیدن بر سر لبها

قبیل از عدل، حاکم، حافل [نیز] گداز [هر کور]
ز اطفال، پرورد، استگه گردید، مکتبها

ہاں مخالف

گلِ رعنا اور کلکٹے کے اعتراضات

غالب کے تمام کلکٹے کے دیوان میں غزل کے شاگردوں اور
 زبردوں کی طرف سے غالب کے کلام پر جو اعتراضات ہوئے تھے ان
 سے متعلق اب تک کی معلومات کی تکمیل ایک لازمی ضرورت ہے
 ہوتی ہے۔ غالب نے اس واقعے اور ان اعتراضات کی تفصیل اپنی
 ایک فارسی نگارش میں درج کی ہے جو "نثر واردات" چنانچہ سابق
 انقلاب من "تاریخِ نثر" کے عنوان سے شائع ہائی فارسی غالب "مرتبہ
 صاحب سید اکبر علی لومہی میں بطور ضمیمہ (ص ۱۰۰ تا
 ص ۱۰۱) شامل ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دیوان غالب کے کسی معاصر
 کی طرف سے ہے، جس نے اس تحریر کو اس مجموعے میں شائع
 کیا۔ "سابق انقلاب" سے مراد غالب ہیں۔ اس مجموعے کا تعارف
 چنانچہ قاضی عبدالودود صاحب نے اپنے ایک مقالے (زمانہ نو، فروری
 ۱۹۶۵ء) میں کر لیا تھا۔

اس نگارش میں غالب کے یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ کلکٹے
 میں ایک مشاعرہ ان کے اقوال میں ہوا، لیکن مشاعروں کا یہ حاشیہ
 دراصل ان کے خلاف ایک بھی ہوتی سازش تھا۔ دوسرے مشاعرے
 میں جو طرح دی گئی غالب نے اس سے متعلق لکھا ہے کہ
 حکیم بہار کے اس مصلح کی زمین میں نہیں:

فریبانگر من و فداکار بہار است صاحب
 دارم امید کہ آتی ہم و میان در حیرت

چنانچہ صفا پس یہ اشارہ کرتا ہے کہ اس شعر کے بارے میں
 غالب کو خط لکھیں ہوئی ہے۔ یہ شعر بعض شہزادی کا ہے جو
 انہوں نے بہار کے لیے کہا تھا۔ بہار کے دیوان میں یہ شعر
 نہیں ہے۔ بعضی اور بہار کی تہذیب میں ملاقات اور اس شعر سے
 متعلق واقعہ دیوان بہار مراد چنانچہ آگاہی مؤید لائی، طبع نہروں
 کے دیوان میں مذکور ہے۔ ہو سکتا ہے یہ خط لکھیں کلکٹے کے
 مذکورہ مشاعرے کے بابوں کی طرف سے شروع ہوئی ہو۔

غالب نے بتایا ہے کہ اس زمانے میں انہوں نے دس بارہ شعر کی عربی مشاعرے میں پڑھی۔ ان کے دیوان کے علمی اور مطبوعہ استعاروں میں اس عربی کے ”تاکیم ذوق شکاکت زبان برحیرہ“ کے گیارہ شعر ہیں۔ لیکن گلی دھما میں بارہ ہیں۔ جو شعر دیوان میں درج نہیں ہوا یا غالب نے تلفظ کر دیا یہ ہے :

بعدم از شورو عالم چہ ستودہ انداز
باس تا پستہ من از جواب گزرا برحیرہ

غالب نے لکھا ہے کہ اس مشاعرے کے ایک پہلے بند غیر ملکی کہ کسی جاہل نے میرے اس شعر پر اعتراض کیے ہیں :

جزوے از عالم واز بند عالم ریشم
بچوڑے موئے کہ بتان واز میان برحیرہ

پہلا اعتراض یہ کہ ’ہند‘ کو لفظ ’عالم‘ کے ساتھ جو مفرد ہے، نہیں لاسکتے، اس لیے کہ ’عالم‘ خود مجموعہ ہے اور قبیل کی کتاب چار شہوت اور چراغ صاحت میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ لفظ ’ریش‘ کو ’ر‘ کا لاحقہ لانے بغیر استعمال نہیں ہو سکتے۔ صرف ’ریش‘ نہیں کہنا چاہیے۔ پھر یہ کہ محبوب کی کمر میں بال کا اگنا غلاً اور ماداً وجود نہیں رکھتا۔ اس کے علاوہ ’سوی‘ اور ’سبزے‘ کے آگے کے لیے ’ر حاشا‘ نہیں کہہ سکتے۔

غالب کا بیان ہے کہ انہوں نے پہلے تو یہ طے کیا کہ ایسے معمول اعتراضات کا جواب نہ دیا جائے، لیکن پھر اظہار حق کی خاطر دوسرے مشاعرے میں جواب دینے کی کوشش کی۔ وہ کہتے ہیں حسن اتفاق ہے ”ایمان عجم“ میں ہے ایک گزرا ہوا شخصیت بطور ایران اس نشست میں شریک تھے۔ وہ ایرانی حضرات جو ان دنوں نکلتے ہیں مہم علی میری ”نور گشتاری“ کا ذکر بطور سے کر چکے تھے۔ اس موقع پر میر نے جب میرا کلام سنا اور انہوں نے میرا لفظی معلوم ہوا تو انہوں نے کہا ”لطیف از است۔“ مگر وہ ممکنات عاقبتی و اسم یا مسما“ پھر اہل مجلس سے غائب ہو کر کہا ”ایرانی قومیدہ“ شاہین نفس گداحہ“ عرویں لوا حبیب است۔“ و ہزار اور وا گرامی دارند کہ لطیف نظر از شعر و شاعری عالم یہ زبان پارسی است“۔

طالب کہتے ہیں کہ میں نے پورے زور و شور سے اعتراضات کی تردید کی اور میرے میری تائید کی۔ جو استاد بطور نے میرے دفاع میں سدا کے طور پر ایسی کہیں ان میں سے بعض یہ ہیں :

(۱) مگر میں انکوہ دانشم بہ صاحب
بہد عالم گوارہ عصمت اوست
(حافظ علیہ الرحمۃ)

(۲) وہ جہاں غم از اہم کہ جہاں غم از دست
عاشق از غم عالم کہ بہد عالم از دست

یہ 'بہد عالم' کے جواز میں تھے۔ لیکن 'بہد' کے جواز میں طبعی کا یہ شعر پیش کیا :

(۳) کم از اہم کہ در معلول ہاں ہاں
بہد از اہم کہ وہی شعور قصور مرا
اور استاد کا یہ شعر 'برخاستن' یعنی 'برآوردن' کے استعمال کی تائید میں :

از رخ نظر مشک سود برخاست
اکلی پشت و دود برخاست

طالب نے پھر لکھا ہے کہ یہ ایسی غم بولی اور لوگ انہو مگر چلے گئے، لیکن ان میں جو شاعر تھے وہ بھی اور جو شاعر نہ تھے وہ بھی شعور طور پر میرے خلاف ہو گئے اور مجھے شکست دینے کی تدبیریں کرتے لگے، چنانچہ میرے اس ایک شعر پر لکھ چکی شروع کی :

مقطع ۹۰ : عربی : ۳۰۱ : بیت ۱۰

قدور لکھے یہ اشار پر مرگی دارم
طبعہ تر ہے سر و سدا پر طوفان زدا

پہلے کہا کہ 'ژدہ' کے کسرہ کے لیے مصافحہ کی ضرورت ہے۔ پھر جب جواب دیا گیا کہ یہ کسرۃ اہمیت نہیں ہے۔ پانے وحدت ہے۔ تو پھر کمر یہ کچھ شروع کیا کہ 'ژدہ' معمول کے معنی کے ہوا ہوں آتا اور پان اس معنی میں ہوں ہے۔ اس اعتراض کا جواب میں نے مشوری کشی نامہ (ہاد مخالف) میں شرح و بسط سے دیا ہے۔ اس کے بعد طالب نے تعصیل پان کی ہے کہ کسی طرح انہوں

نے نواب علی اکبر خان صاحب کے سادہ پر معالمت کے لیے
مذکورہ مندرجہ تصدیق کی۔ "زادہ" والے اعتراض کی تیار تیار ہو۔ وہ
کہ عام استعمال میں ایک طرف "طوفانِ زادہ" ایک دوسری ترکیب ہے
جو قاری یا صاحب کے ذہن میں فوراً آتی ہے، دوسری طرف اس
مصرعے میں "و حقیقت کھنجر کے آغوش لفظ "زادہ" کا رشتہ پہلے
لفظ "طوفان" سے ہے، یعنی مصرعے کی اسوی ترکیب ہے "طوفانِ زادہ"
صاف طور پر طوفانِ طوفان "زادہ" لیکن لفظ "طوفان" جو "زادہ" کے قریب ہے
شروع میں ذہن کو قریب دیتا ہے اور بعد میں لفظ "زادہ" کا رشتہ
"طوفان" سے معلوم کر کے قاری یا صاحب کی توجہ کو دھینکا لگتا ہے۔

غالب کے غنی اسلوب پر نظر کریں تو اس اعتراض کی کوئی
اہمیت نہیں رہتی غالب کے لیے اتنی دلچسپی میں کیا ہے کہ اس
طرح کی ردیف دوسرے شعرا کے ہاں موجود ہے، تذکیر کے ساتھ علی
اور اس کے اخیر ہیں۔ غالب نے نہیں کیا ہے۔ حافظ کی غزل
"قرب زادہ" جواب "زادہ" مشہور ہے۔ تذکیر کے ساتھ یہ ردیف
صرف نصرت حالی کے ہاں ملتی ہے۔

مگر غالب نے اس پر غور کیا دھنکا میں شامل نہیں کی۔
ظاہر ہے ان کی یہ ادبیات ان کی صلیح حوت اور ان کے شیوہ صلیح گل
کی وجہ سے نہیں۔

نصرت حالی کی غزل یہ ہے۔

کھنجر از سر سودا بچھاں یا ردہ
خستہ رستے ز گلر داغ ندیا زادہ
چشم از تنگی دل آہوئے صبرا شدہ
چشم از گریہ غود شدہ یہ دریا زادہ
دام از چویر گنگہ بر جنگر شوق فرستہ
دلر بر شور و شیرینی جانِ دا زادہ
از پیر مومتم غایت رجا شعلہ دانی
انگور لعل دل از لعل و ہلا زادہ
کھنجرے گر بود این طور دگر بیا کے
دل و دین برود بلی بر نور سائنا زادہ

شوق دیدار کہ یہ خود کشم دلی بیعت
 میں ہو شیشہ دل چرخ گنا زدہ
 سرخروئی نہ متاعبت کہ در دست آید
 گر تپشہ پہ لگا پتھر نہ جلا زلفہ
 حرف پیوند زدن عہد برانگیزان لب
 می شود صبح قیامت دم بجا زدہ
 عالی اندازہ دیوانگیت میباید
 چاک تو چپ تو تا دامن صبرا زدہ

یہ بالکل واضح ہے کہ غالب نے اپنی دو عزایں 'زدہ' و 'دہ' کی ، نعمت خانہ عالی کے زیر اثر کسی ہیں ۔ بالکل جی رہیں ہے ، البتہ قافیہ میں حرف زدی توں رکھا ہے جس سے چلنے الٹ حرف زدن بن جاتا ہے ۔ پھر حال الٹ مخلوط ہے جو نعمت خانہ عالی کے ہاں حرف زدی تھا ۔ غالب سے چلنے نعمت خانہ عالی کے سوا ہمیں یہ زمین کسی دور کے کسی شاعر کے ہاں نہیں ملی ۔

اس کے علاوہ غالب نے قافیہ برہان میں بھی کلکتے والے اعتراضات کا ذکر کیا ہے ۔

"بکچے تو پرورشی آموختگان، قیلر، او دسام، دو کلکتہ، بن گفت
 اوستاد درازو کہہ دہمہ آن مرا اندر جانہ دانی توجہ" تمام ست
 لاریں اجنبانے کہ ہذا سر پروراکر خوش غارو عز اسے
 چتہ کہ شاور آن از پنج با شہی مگنرد مائیل کہہ قورین و لہر
 مفرد ماعشر لغز ہمد لبشان چارگی شاید ۔ جامع گزاردم کہ بھران
 بگتہ چون خوشے کار پر خود لیک گیرد ، آگہ دلاں را چہ
 افتادہ کہ توفیق کاروا را پیورہ ۔ میرنگدہ و طشنگدہ و صفونگدہ
 و شعلی کہہ و خرکہ و افسار اسبا تو نظم و اثر ایلر مجیر
 بسیار است ۔ نغرائتائیں مرشاد ، سر :

طافوش حزین کز نصیر سید حراست
 شترکہ گروہد جگر مرج حرم را

پسچین ہمہ روز و سہ شب و ہمہ عالم و ہمہ جا تو کلایم
 گرا تاہکان یزار جادہ ایم ۔ حافظ علیہ الرحمہ ، راجست ، شعر :
 یہ جہاں غم لوازم کہ جہاں غم از دست
 ناکم تر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم از دست

ۛ حسین لطیفی ایشاپوری کہ دیوانہ عشق ناد میرا بد (شعر):

چوسکان آزان بہ کویت بعد شب فلابہ حایم
کہ ہوا کی عید فارم نہ خیالہ پاسبانی

دیگر کے گویہ مصرع : بعد جا خانہ عشق بہت چہ مسجد چہ کشت

یا رب چکو نہ روا زلف کہ پندوئے برست ہائی ہاریمان راہم
یورلد وازیہیں غریب غریب گنگار آئیںے ناؤہ انگیزد۔^{۱۱} ہارا خیال ہے
کہ 'کنہ' کی بہت غالب کے اس مصرعہ کی ہر چھڑی ہو گی ج

فرین غزان کنہ ہم موسم شرابہ بہت

یہ غزل ۱۸۳۲ تک کے دور کی غزلیات میں سے ہے ۔

غالب کی فارسی غزلیات میں 'کنہ' لاحقے کے مرکب لفظ
حسب ذیل آئے ہیں :

حوالے دہلے مرقبہ دیوان غزلیات فارسی غالب (نمائے کربہ
ہائے یادگار غالب ، پنجاب یونیورسٹی ، لاہور ۱۹۶۶ء) کے ہیں ۔
پہلا شمارہ غزل کا اور دوسرا شعر کا ہے۔

آتشکنہ (۱۳۳ : ۱۲۶ + ۳ : ۲۳۸ + ۲) : تنکنہ (۱۰۳ :
۳ : ۲۹۰ + ۲ : ۲۹۹ + ۲) : غزان کنہ (۹۹ : ۱۰۰) : دھینکنہ
(۲۳ : ۲۳۳) : صورت کنہ (۲۰۱ : ۲۰۲) : خم کنہ (۶۱ : ۶۲ + ۲۳۳ : ۲۳۴)
مے کنہ (۸۹ : ۱ : ۹۵ + ۹ : ۱۶۶ + ۲ : ۱۴۰ + ۵ : ۱۳۲ + ۳ :
۵ + ۲۸۸ : ۵)

'کنہ' کے مترادف بالا مرکبات میں 'غزان کنہ' ہی ایک
ایک ایسی لفظی ساخت ہے جس پر اعتراض کا امکان ہو سکتا ہے ۔
یہ غزل بھی جیسا کہ ہم نے مذکورہ مجموعے میں دیکھا ہے ۱۸۳۸ء
بلکہ ۱۸۳۵ء سے پہلے کی ہے اور اس اب اعتراض والے واقعے کی
بنیاد پر مبنی ہو گیا کہ کل رعبہ کی تالیف ستمبر ۱۸۲۲ء سے پہلے کی ہے ۔

ضمیمہ : ۶

غالب کی ایک فارسی تحریر جس میں انہوں نے کلکتے کے ہنگامے کی تفصیل درج کی ہے غالب سید اکبر علی صاحب لومدی کو ایک جھوٹے میں مل سے جسے موصوف نے اپنے مرتب کردہ لہجہ ہای فارسی (غالب : اکرامی ، قلی : تقریری ۱۹۶۶ء ج ۱) میں درج کیا ہے ۔ ہم ان کے دل سے لکھے گئے سالو اس ایوم لکڑی کو دہلی میں نقل کرتے ہیں :

یونہیہ نماد کہ چون نہ کلکتہ وحیتم گویا گروہ مردم درون
اندازہ و لکتہ جسی و آہوگیری آغاز کردہ ، چھوٹی غاس از
برای پراگندگی ساختہ و تاید کپڑ من بر غیونہ ظہر باہم انشدد
از ہر سوگرد آمدہ آن بزم را مشاعرہ نام نہادہ و از گہوہائی صحبت
نومن سنی کام نہادہ ، در صحبت دوم زمینی کہ مطلقہ غزلہ جیکہ
ہام حیر از آن می دہد ، طرح شدہ و ہو ہذا :

دوستانو من و دلدار ہام است صاحب

دارم لہجہ کہ آن ہم زبان بر حیرد

یہ ہوازدہ بیت دو بچی دھیر و قوای از رنگ کلکتہ مرو رہتم و
دہ مشاعرہ تر خواہم ، پس از ہفتہ اخیر رسید کہ بی دانشی اپنی از
ایات مرا حرد گروہ و خود را در نظر اپیل معنی وسوا ساختہ است
بیت این است :

حزبے از عالم و از ہمد عالم ہیشم

بچو مویہ کہ خان را ز میاں پرغورد

ابراہیم کی کہ لفظ 'ہمد' یا یا لفظ 'عالم' کہ مفرد است ترکیب
انوں داد وبرا کہ عالم حرد غیورہ است و لیل در چار شریعت و خور
الصلاحت بخیری از آن ہادہ ، دیگران لفظ 'ہمد' تا نہ لفظ
(تر) دو آسر کی یادہ ، شایستہ است کہ تعلقہ ہای حاضر داند یعنی

بیشتر' باید گفت و 'بیش' اسما خوان گفت - دیگران که بیشتر
موی تر کعبه معشوق ملا و [عادتا] متعج است] دیگر آنکه بیشتر موی
و جبهه را تغییر به بر خاستن توان کرد -

بالجمله چون بر اعتراضات نگاه کردم و معترض را به سزاوار
نظر منجمدم [خواستم] که طرف نشوم و زحمت گفتگو بپذود و با اندام
اما از آن جا که بسیار حق گران و خاص از بر حق حق مشهور کردن
ذوات را فطری است ، لطفی بهم رساندم و در صحبت سومین مشهور
باسخ آن اعتراضات شدم قضایا کوی خود گرفته بود ، و حق به
بیشتر گریز ابر حق تصویر شایسته به ظهور آمده یعنی در آن روزها
گران مایه از اعیان عجم به سعادت از ایران رسیده و به تکلیف عزم
آوانای مشاهیر ، و از آن آهمن گرفته بود - اشعار و سنگدان شده ،
و چون فوت به من رسید ، با وجودی که گفتا با به من بر داشت و
خود را مشتاق من و آلود - مگر ایرانی که بیلی از وی به گفته
بودند [مرا] به لغز گناری بیخ روی مانده بودند - چون کلام شید و
تخلص در آن وقت فرمود که علیه از الس - حاکم بر پهنای عالمی
و اسم باستانی - آنکه رو بسوی مجلسیان کرد و گفت یاران دوسپانه
خدا [است] این را گرانی دارد که لطف نظر از شعر و شاعری ، عالم به
زبان پارسی است -

هم نو عرض این گفتگو انجمن نظم توسی کرد و دو میدان
داوری کرد فته به سر انگیز ، چون لب به پاسخ اعتراضات
کشودم ، طهر مدوح یاسن پنهان شد و مرا بیشتر متوجه و
برایا غفلت گزفت - چنانکه بقی چند از امالیکه که یوایا مشهور
من گواه گزاینده بود اینک به خاطر دارم ، و آن جمله یعنی است از
حافظ علیه الرحمه ، شعر چو از تر کعبه شط اعدا یا لفظ 'عالم' -

گر من آلوده دلم چه عجب
بند عالم گواور دمیتر او است

دیگر معلمی است از معراج الدین سعدی علیه الرحمه :

به جهان حرم از آنم که جهان حرم ازوست
عالمم برده عالم که بند عالم ازوست

دیگر نمی است از حضرت مولانا ابو الفتح طهرانی علیہ الرحمہ
والعمران فرجوار کامیو لغز ایمنی "بی ایضاً" لغز "بر" :

کم از آنم که نور معذرتم بآید و
بسی از آن که دهنی سجدت تصویر را

دیگر نمی است از استاد، در الیاس مترادف بود نیز برسانی
نرویدن، چنانکه می گوید :

از رخ سطر مشکین بود بر خاست
آفتاب پشت و بود بر خاست

قصه مختصر، صحبت به پایان رسد و بر کسی چنانکه خود برات
خاطر [ای] میدان آن قصه چه شاعر و چه غیر شاعر، شوریده تر گشته
و ترس پشورده - و بولی خوبی خوشگستر من فحش و بیستی از
عزیم در نظر نیاید و نام عیب جویی و نامعای دادند بیت اینی
است :

خوب اندک بر مشایخ روز مژگان دارم
بخت بر بے سرو سامانی طوفان زده

بخت شهرت انگیزند که کسر "زده" مصاف ایام می جوید
چون جواب یافته که "زده" را کسر ایام نیست، پای وحدت است
و بی - بقدر فرو رفتند و گشتند "زده" جز به معنی معمول نیامد و
ایضا معمول واقع نشد - چون جواب این ایراد در مثنوی که بعد از
این مرقوم جواب شد، به شرح و بسط مرقوم گشت، ایراد آن درین
حق اضراق داشتیم و بر چاده "مدح باز آیدم" -

برنگ هم توان گروه پیور نهاد و کتب نواب سیدعلی اکبر خان
روشن و گله آغاز کرد که احدی از دهلوی که از بیاض متعارف شایسته
در الحین یا شومی می کند، و ادب نگاه نمی دارد، فر دهلوی زبان
دراز است و در چشم سبک ناز، دو مضاعف با پند را نگوید، مگر
معدوم محضی که پانچ گشت، بر بام گشت بود که قوچ خطاب
صحیحی و پارس دلم مسلح در میان نیست نامیار معترض فراگرچه
و به درد دل معترض وایسته -

پایان بزرگی که شکست من به نواب علی اکبر خان چادر برده
بود این کلام "در دست انداز و به آب و دلب شکر دانه داد، و به پاینده
نکویین مرقوم آورد -

نواب علی آقا بیگم دادند و سرز نشم کردند و گفتند ،
 ورنه ای ملال ، مگر به سخن پروری و شعر گوئی آشنا ، بشمار که
 به دشوار است و زین بسیار . گفتم چه کنم تا ملالت را برافراز
 بکنم . گفتند دعوی نگذار و با پشیمان بنواز . گفتم دعوی گذاشتم ،
 اما ساختن ندانم کینه می خواند . گفتند بر خیز و به مطهرت بشتاب
 تا دایر خلق از تو نراند . گفتم طرفی بپوش و رسم و راس عذرخواهی
 هم فرمایند . گفتند فعلاً در عذر خواهی ، و آن روزی را که من فرست
 تا به حضرت پیام زندگانی ملال از مرآت قلوبه بزنایم چون سخن از سر
 دل بود ، هم به دل فرو رفت متوجه است گفتم و آن را آشتی نامه
 نامیدم و به حضرت تاجیح هس بفرستد العالی فرستادم :

آشتی نامہ غالب

اے کاشانیانِ بزمِ سخن
ہی سبھا نہاںِ دادرِ حق

اے گراںِ ہمارے کائناتِ عالمِ حرف
خوش قلبانِ اسی تسلطِ شکرِ حرف

اے سخنِ پروازِ کائنات
وے زبانِ نورانی کائنات

ہر ہنگے حیلِ موزِ باز گئی
شعِ حلوئے سوادِ کار گئی

ہر ہنگے پیشِ تارِ قاعدہ
ہر ہنگے کدِ حیدرِ مرحلہ

اے یہ شعرِ وکالتِ کساد
دھر شمعِ واری سہانِ فادہ

اے شکرانہِ عالمِ انصاف
یہ طاقتِ رسیدہ از اطراف

اے سخنِ را اطرارِ جانِ دادہ
سبھ و سالِ گلشنِ دادہ

عطرِ برِ مفرِ گیتی افشانیان
چلو آوازِ چاہوی دادان

ای گراہیِ مائرِ رستہ گو
دھر دریا کشتانِ ہر دمِ پور

ای وائسائیِ اہی سوادِ عظیم
دستِ فراہم شدہ ز ہفتِ اقلیم

پیچو من آرمیده این شهر
 هر کوزه پسته این شهر
 اندالقر چنی بر گشته
 در خم و پیچ جز مر گشته
 گرچه فاقه‌اند میرانر شایست
 که سخن راز پیچر عوالر شایست
 نه فاقم رسیده است این جا
 نه امید آرمیده است این جا
 آرمیدن دیده رفته چار
 خسته را پستاده دیوار
 میران را نولانی رسم است
 کور او ترک ماضی رسم است
 ای پست و سر کور ساری کو
 پیوه میران نولان کو
 کستم دل شکسته عیروند
 پشلی حسنه ستورده
 برقر ی نای جان زده
 اکثر خم به جان و مان زده
 از گنار نفس به تاب و لب
 دیوانه نامی شده لب
 سر طوقاقر عیور ملا
 سو سر گور کز او در نا
 دردمندی حاکم گشاده
 لا عمر دهر دهر فاشه
 نه در آگهی فاش زده
 پست بر عیور پشته فاش زده
 چه پلای کشیده ام آخر
 که بدین جا رسیده ام آخر

نه سید رفیق غریبم ایضا
 لیره شهباز و خشم بود
 الدور دورتر وطن دگرید
 عمر بهر آثار ایمن دگرید

نه چنین لاله و افغان نه ایم
 من و جان آفرین که جان به ایم

سود چو سودی کرده است مرا
 غصه بد خوی کرده است مرا

ثوقر شعر و سخن کجا است مرا
 که زبانی سخن سوا است مرا

فکر خویشتن کرده زار مرا
 با سخن دوری چه کار مرا

دلوم آید زبوره لاف خویشتن
 نوسه بر خویشتن و نه لاف خویشتن

گردش زنگار خویشتن
 میرت کایدار خویشتن

با من این خشم و کین دروغ دروغ
 من چنین با چنان دروغ دروغ

بر خیران کجا رواست ستم
 و هم گر نیست خود رواست ستم

در دگرید ما جرئت رات
 از تو در گفتگو شعاعی رات

میردانی شای را انصاف
 با غصه از که بود رسم حلال

کجک افرو سپیدی می که میگد
 به چمن و سبزه دشت که میگد

زلف کینار را که دردم کرد
 بزم اشعار را که دردم کرد

و من عالم غلط که گفتم گفت
 تازه زان کجا که گفتم گفت
 من را بیشتر که گفتم که گفتم
 بد من بیشتر که گفتم که گفتم
 من را بر کسر که گفتم غلط
 شعر را بر سر که گفتم غلط
 چون نبودند کا عفراتی غلط است
 آلهه طالب نوشته است بها ست
 و شد "ناز بر من تاب" که داد
 معتراتی را ز من جواب که داد
 چون بدیدید بیکباری من
 تا نشدید رویایی من
 بر که ندیدم بر شخصی رفت
 بود لازم برای گرفته گرفت
 آنچه بود آن به حرف دم نوردن
 در بر آگهی ندیدم بردن
 که کشودن ای به یادرم
 خبر به بگذاشتن به یادرم
 از هر دل ستودم گردیدم
 چه با یک گروه گردیدم
 گفتم که گفتگو دارم
 تازه در سخن غلو دارم
 چون شدیم که بیکه پردازی
 فردای و اینم ساری
 از من نرود اند زان پای
 به صافش به خاک خودم رخ
 چون گفتم و چون گفتم
 خوشن آب و دهه خون گفتم

آب گزیدم و چکیدم من
 نظره آما به سر دوزخ من
 نفس من به صبح در دگر
 کس نیازم به صبح تر دگر
 روی دعوی به سرم آورده
 سخن من برون آورده
 دایم گفتم از آن ملائت یا
 سوختم از آن ملائت یا
 نه ایام و شاعریت نه هم
 بود شاهست من مرا ایام
 کس با اعتراض سلطنت
 باک بر زور است گفتم
 رخ دعوی نه بر آورد
 به سخن به شرح به شرح
 رنگه آن هم زمانه بازان بود
 رنگه از جوش این بازان بود
 طر دلمان بوستان بودن
 حوش از پای و بوستان بودن
 دیگر با هزار رنگ جوش
 این نوا می نظرد نه برده گوس
 که دگر بلیطه صبر رخت
 طبع بر طبعه نظیر رخت
 باوجودیک شعر من صاف است
 زده را می زده چه اضاف است
 اعتراض گفتم نه جان زده است
 شعر در بحر استخوان زده است
 زده را کس از طراوت نیست
 بانی وحدت بود ، اموات نیست

واضح طرز این زمین شد هم
 از حوز سر زخمی بچرخد به سر
 دینگران سر گشته شد چرخ
 گوهر زار سفته شد چرخ
 شورش آتشفشان زنده شد
 هم ایران چنان زنده شد
 از نورش گزافش زنده با
 کرده اند از نشاط خفته با
 اکثر از عالم شتاب زده
 همه زده ، هم زده شراب زده
 همه زده ، هم زده ، که از کیم است
 به خیال از قلب است
 چرخ برآید و انگیزد هم
 زده هم شد و میوه می
 دین خود از شایر حاصل است که هست
 حق بود حق ، به باطل است که هست
 هم چنان آن بهر حال حاصل
 از هر طریقی بهر حال
 از همه حکایت دارد
 که از همه دارد
 عاشق بهر حال
 قدر عاشق به خون زده
 همه زده هم زده چه مطلوب است
 به خیال بهر مطلوب است
 گوهر زار از ایران نیست
 این بهر حال از ایران نیست

سامر شاه و دستاچه بود
 مر ویا زان شد کلاه بود
 که خط گفته است و ز خود گفت
 راست گویم عزتگزار و خفت
 دلتوری شده به جردین است
 شعر بهار عزتگزار است
 دانه از کلاه اهل و دانه
 می فرستم به دست پادشاه
 تا بدین برده است گردید
 شاه را به دست گردید
 و که دیگر ز جاده برگشت
 غیره بودم علیه تر گشت
 شاه توهم مرا چه زنگ و چه دیر
 لوح لوح ز چاهلانه عرو
 من که و غلام داوری کردی
 سار ازیر سخن درک کردن
 خاکش را به حضور استم
 دوستی را ز کشته استم
 تا بزرگان با تو با دارم
 هم بدی شیوه با تو با دارم
 شده ام به سهرابانی را
 پسر پادشاه و نکستدانی را
 و از او خبر یابی توهم
 من و اقبال من ، گویا توهم
 که پس از من به سالها خبر بود
 و زان ساله ای حکایت با تو
 که سلطنت برده بود ایضا
 چند روز آریده بود ایضا

یا توگان سینه ایمنی گرفته
 ز سینه دلد و زانو حریفی گرفته
 شمع چشیر و زنت حریفی بود
 سحر حریفی و برده گرفته بود
 هم سینه‌ها گفتگوئی داشت
 هم حریفانه بودند داشت
 فرنگ دنیا به سوز چشیر بود
 تنگ دلی و سرریختن بود
 توهم از آن که بعد زان من
 غول دلی بود نه گردن من
 تا اوج رخ دوستان داشم
 بر عذر ایمنی گران داشم
 شاد گردیدم کز میان توهم
 آوج از من که من چنان توهم
 خست و مستند بر گردم
 دژم آیم نوزد هر گردم
 به وقایع کسی از شما نرسد
 شوقی را می‌دانوا نرسد
 دلی منی نیست دعوی منم
 غمخیز دور شمع ز ایمنم
 دانه سحر حریف چرخ بر من توهم
 سحر حریف و نفس توهم
 مشکم بر رخ دلی زان
 بر حریف ز سلیم آهنگی
 قلمر و لکسم خدا را هست
 سوزهای دلی است غلظت هست
 دین که در پیشگاه توهم من
 به زانها نشاند است ز من

که فلان را قیل قیل نیکو نیست
 دیگر جوان صفتش او نیست
 خود کسی با مرا چرا گوید
 با مرا کی که با مرا گوید
 میخیز از صحنه قیام نیست
 رشک بر شهرت قیام نیست
 نه به خواجیه نه فاضله
 غریبان است باور بهائیه
 حاشی الله که بد نمی گویم
 وای هم از بهر خود نمی گویم
 سکر آباد که پادشاهی داد
 هم برای قول و عهد و پیمان
 که راهبر زبان بود قیل
 بر گوی امپایان بود قیل
 لا جرم لشکر را سوز
 نولر و سبب استاد را نه سوز
 کاهی زبان حاضر ایل ایران است
 مشکور ما و سپهر ایران است
 محس است آشکار پنهان نیست
 قیل و لکهنه ر ایران نیست
 دیوشان را اگر دین که است
 که عرش سلطنت قائم است
 می ردم از پدر قیل همه
 سلطنت بر فرا قیل همه
 نو لری حلقه چون پدر زده
 کیم بر چانه دگر زده
 است کمانهایان زین دگر
 پانی بگوید خسته شد

که پستان از حزن بجم بر
 آن به جانور نفس به دهر بر
 دل دهر کز لعل بر گزدم
 دامن تو کس به بر گزدم
 دامن از کف کنم بگوازد و با
 صائب و عری و نظیری را
 یزد و سحابی استانی را
 صائب و سعدی و قطری را
 نامه روح و روان معنی را
 آن طهری بهانه معنی را
 آن که از سرخسهای لعلی
 آن ساعت بودی غلغلی
 طرز تحریر را تو از دست
 صحنه آرایش ماوی از دست
 پشته معنی قوی از بهارهای
 نامه را قریب از خارهای
 طرز اندیشه آورده او
 در آن نقطه جان میدهد او
 دست گنگوری ایام
 دست لایق سوزی ایام
 نیک باقی بهد که این دارم
 گنج معنی در آستین دارم
 می شوم مونس و آید صبح دایم
 می سرایم خواب و بیدار غنیم
 تا زار در دگر زمین کلاه
 رسد از یزدان و به جلد
 گشای آید پریشانی نیست
 نیک غلغلی اختیار نیست

گریه ابرایش نتوانم گفت
 مظهر ناله‌ی نتوانم گفت

لیک از من بزار دار به است
 از من و مظهر من بزار به است

من کفر خاک و لو مظهر طبع
 خاک را که رست به چرخ گشت

و مظهر او سحر چون من نبود
 مظهر در مظهر و مظهر نبود

مرحبا سار غوغایان او
 چنانکه شور شکسته‌ی او

شعر او باله‌ی شعر خاکی است
 انحصار صراح و قلموس است

نه و مظهر چو شکوفه‌ی یاق
 شکوفه‌ی خانه‌ی عجم ز پندستان

این رقصه‌ی که رقص کفر خیال
 نوری سطره‌ی ز قلم است احوال

از من تارهای پیچیده‌ی
 معدودت لعل است زی یاران

یونکه آید ز صدحوایی ما
 رحم بر ما و سحرگشایی ما

لفظی باشد و ناله‌ی
 حتم شد و السلام والا کرام

ضمیمہ ۳

۱۔ مگر غالب میں جناب کاغذ عبدالودود صاحب نے مولوی
 مراجع الدین احمد کے بارے میں حسب ذیل معلومات فراہم کی ہے :
 ”مراجع الدین احمد غالب کے خاص الخاص دوستوں میں تھے
 (مورد ، صفحہ ۱۶۶) ”عجب“ نہیں کہ کانپور کے باشندے ہیں
 (مطرفات صفحہ ۲۵ و صفحہ ۲۸) : عبدالکرم ”امیر منشی دفتر کتبہ
 نرسی“ یا خلیل الدین خان یا دولوں سے رشتہ داری ہوئی بھی دور
 از تھیں نہیں (مطرفات صفحات ۱۸ ، ۲۵ ، ۲۰ ، ۲۶ ، خطوط ۵
 صفحہ ۳۹۶) ۔ جس وقت غالب کلکتہ گئے ہیں اہیان دفتر کونسل
 سے لھے (خط ۳۶) ، اس کے بعد انہی تھیں زندہ ہی تھے کہ وہ
 رشتہ بھڑ بھڑ کار صبر عدالت ہو گئے تھے (خط ۳۶) جناب
 سیر کا یہ قول کہ کاروبار کے سلسلے میں دھیم کلکتہ تھے (غالب ،
 صفحہ ۱۶۵) صحیح نہیں ۔ گلی وہاں کی توتھیں ان کی شریک سے
 ہوئی اور اس کا ذکر اس کے دیہاتے میں ہے ۔ دیوان فارسی میں بھی
 الہجہ یاد کیا ہے :

” مراجع الدین احمد چارہ جز تسلیم تہست

ورہ غالب میں گزرد ذوق عزالخواں مرا

مطلع کی ابتدائی شکل ہے ۔ دیوان مرودہ میں مصرع کے آخر
 میں کچھ تغیر کیا ہے ۔ ان کے نام کے ۲۸ خط پنج میں اور ۲۰
 مطرفات میں ہیں ۔ ان میں سے گیارہ دولوں میں مشترک ہیں ۔ غالب
 کے اوائل ۱۸۵۹ء میں دستبر کا ایک نسخہ انہیں پہنچایا ہے اور
 ایک خط میں جو رمضان ۱۲۵۲ھ کے کچھ بعد کا لکھا ہوا ہے ، ان
 کے نام کے ساتھ ”صدۃ اللہ علیہ لکھا ہے ۔ (مورد ، صفحہ ۱۶۶)“
 غالب کے ایک خط میں ہے جو غلام غوث پھیر کے نام ہے
 (خطوط غالب ، سیر صاحب ، ص ۳۹۶) :

۱۔ بعض خطوں سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ لکھنؤ مسکن تھا

(پنج ، صفحہ ۶۲) کاغذی صاحب کا حوالہ

۲۔ شائع کردہ ”سیر یاد مگر غالب“ : پچاس پوروسنی :

لاہور ، ۱۹۶۶ء

”متر برس کی عمر ہے۔ بے سہارے کھتا ہوں، ستر بازار
 انہی نظر سے گزرتے ہوں گے زمرۂ خواص میں ہے، غوام کا شہر
 تویں۔ دو شخص صادق الاول دیکھیں، ایک مولوی سراج الدین
 وعبدالکد علیہ، دوسرا منشی غلام غوث علیہ اللہ تعالیٰ، لیکن وہ
 مرحوم حسن صورت ہیں رکھتا تھا اور خلوص اخلاص اس کا خاص
 میرے ساتھ تھا۔“

میر صاحب نے حاشیہ میں لکھا ہے۔ ”سراج الدین کا وطن
 لکھنؤ تھا۔ شیو لڑائی کو فسطیو کا ایک نسطہ بھیجنے کی ہدایت
 کرتے ہوئے میرزا نے یہ کہہ دیا ہے: لکھنؤ پر لڑائی خاندان،
 متصل تکیہ شیو علی شاہ، یہ مکانات مولوی عبدالکرم مرحوم
 بدست مولوی سراج الدین احمد (دیکھیں مکتوب ۶، مقام آرام) ان
 سے میرزا کی ملاقات کاکھی میں ہوئی تھی۔“

قاضی عبدالغفور صاحب نے مآثر غالب کے حوالے میں بتایا
 ہے کہ مولوی سراج الدین احمد غالباً کانپور کے تھے اور لکھنؤ
 اور اکبر آباد میں ایک عرصے میں رہے تھے، اور یہ کہ کاکھی
 میں وہ سر رشتہ دار تھے۔ قاضی صاحب کی مفصل عبارت ہم نے
 ضمیمے میں درج کی ہے۔ قریبی صاحب نے مولوی سراج الدین احمد
 کے بارے میں یہ بھی بتایا ہے کہ وہ مولوی عبدالکرم کے سوتیلی
 کی حکومت کے برعکس ڈیوارنٹ میں مہر منشی تھے ’’comptroller‘‘
 (پیشے یا پھالے) تھے۔

یہ کہ نام کاکھی کے دوران میں جب غالب مذکورہ دفتر
 میں اپنے منشی کی پیشی کے سامنے میں ضروری معلومات حاصل کرتے
 گئے ہیں مولوی عبدالکرم اپنی طویل رخصت سے واپس آ چکے تھے۔
 اس بات سے جو قریبی صاحب نے بتائی مولوی سراج الدین احمد
 سے غالب کی خاص دلچسپی کی ایک اور اہم بنیاد نظر میں آتی ہے۔
 بیچ آہنگ کے ایس خط مولوی سراج الدین احمد کے نام میں۔
 قلمی چناب یروا سر مسعود حسن صاحب ریلوی اڈہ کی
 مضافات غالب ہیں۔ ان کے نام کے ۲۱ خط ہیں، جن میں سے گیارہ
 وہ ہیں جو بیچ آہنگ میں بھی ہیں۔ باغ دوہڑ میں جواہر سنگھ جویہ
 کے نام کا پہلا خط ۱۰۰ کا ہے۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ
 مولوی سراج الدین احمد اس وقت اکبر آباد میں تھے۔ غالب نے
 اس خط میں جویہ کو لکھنے کی ہے کہ ان سے وابستہ ہیں تاکہ
 ظلم بھی حاصل ہو اور زندگی کی تربیت بھی، لیکن غالب نے ان

کی کئی مکتوبات یا سفارشات کا ذکر نہیں کیا ، بلکہ یہاں کلام ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر ایسا ہی صاحبِ مکتب ہیں ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر ایسا ہی خواص ان کی مستقل حکومت ہے اور اکثر عمر میں ہیں ، زندگی گزار رہے ہیں ۔

۲۔ مسٹر ایڈریو اسٹرانگ :

مسٹر ایڈریو اسٹرانگ آئی ۔ سی ۔ ایس (Mr. Andrew Starling I.C.S.) نے پہلی بیری (Barbery) میں تعلیم پائی ۔ ۱۸۶۱ء میں وہ ایک مصنف کی حیثیت سے مباحث کے لیے ہندوستان آئے تھے۔ یہاں ۲۱ جون ۱۸۸۰ء کو غلطی کے ذریعہ (Resident) کے اسٹیشن (Assistant) کی عیادت پر ان کا قتل ہوا ۔ پھر یکم مارچ ۱۸۸۳ء کو وہ حکومت کے پرشین سیکریٹری (Persian Secretary) مقرر ہوئے اور یوٹیلٹی ڈیپارٹمنٹ کے ایجنٹ سیکریٹری کی حیثیت سے کام کیا ۔ ۶ جولائی ۱۸۸۶ء کو وہ گورنر جنرل کے پرشین سیکریٹری مقرر ہوئے اور اس عہدے پر ۲۳ مئی ۱۸۸۳ء تک کام کرتے رہے ۔ اس تاریخ کو غصے جوانی میں وہیں کھینچے میں ان کی موت واقع ہوئی ۔ طالب نے ان کی موت سے متاثر ہو کر جو نظم نامہ نظم کیا تھا وہ ان کے کلیات نظم فارسی میں مضبوط ہے ۔

(اعداد و ترجید اور مقدمہ نامہ پائی فارسی شاعر)

۳۔ مولوی فضل علی خاں آبادی کے بارے میں معلومات

عام ہے ۔

غلط ناموں

مقدمہ

ترجمہ	عناں	صحیح
۱۱	نور	نور
۱۲	ہنگر	ہنگر
۱۶	بزرگی	بوری کتاب
۱۶	طرح	طرح کی
۱۶	کر	کوٹہ
۱۶	سطح	سطح میں
۳۱	میں گل رہا	گل رہا میں
۳۶	سطح	سطح
۴۵	فرار	فرار
۴۰	چھوٹا	چھوٹا
۴۴	روایت	روایت
۴۵	عالم	عالم
۴۵	نہیں	نہیں جو
۴۵	جو	یہ
۴۵	Critical	Critical
۴۵	مقالہ	مقالہ
۴۸	القلم	القلم
۴۸	پندرہ گھنٹہ	پندرہ گھنٹہ
۵۰	اشی	اشی
۵۰	نور	نور
۵۰	نور و	نور و
۵۱	پہنچتے	پہنچتے
۵۱	یورپہجرائی انصافیات	اسکی انصافیات یورپہجرائی
۵۵	پادشاہی	پادشاہی
۵۵	کاکتے	کاکتے
۵۵	مہدا انصاف	مہدا انصاف
۵۵	پادہ	پادہ

ظہوری	و ظہوری	۲	۶۵
اور	لڑ	۱۰	۶۶
پرندہ دل	پرندہ	۱۶	۸۱

(اگلی وجہ کے متنی اور تعلیقات کی طبعی اخلاط کی تصحیح)

صلحہ	سفر	خلط	صحیح
۶	۱۸	سیرت -	سیرت ۱
۸	۱	سطن	سطن
۸	۷	آسودہ	آسودہ ۱
صلحہ	عزل	شعر	خلط
۱۱	۳	ب - ۱	ب - ۱
۱۲	۳	ب - ۲	ب - ۲
۱۵	۶	ب - ۲	ب - ۲
ایضاً (حاشیہ جو طبعیت میں رہ گیا ہے : ۶ : ۲ : خوبصورت کا (اصطلاح شیریانی / دینا ہے)			
۲۳	۵۶	مطبخ	(حاشیہ جو طبعیت میں رہ گیا ہے : ۲۶ : ۲ : انداز لانا یاد رہی سبب یہی کہو پر لشد (اصطلاح حاشیہ و شیریانی)
۲۶	۳۶	۵ - ۳	انتظام انتظار
(اس عزال کے پہلے شعر کے مقابل اس کا ترمیمی شمارہ پہنچے ہے وہ کیا ہے -)			
۳۰	۳۱	ب - ۲	ب - ۲
۳۱	۳۵	(اس عزال کے پہلے شعر کے مقابل اس کا ترمیمی شمارہ : پہنچے ہے وہ کیا ہے -)	
ایضاً (بہ حاشیہ چھپنے ہے وہ کیا ہے : ۵۸ : ۱ : یاد رہی غالب نہیں وہ دن / یاد رہی اسے ہمشیر وہ دن)			
ایضاً	۳۶	۱	۳
۳۳	(اس صلحے پر وہ حاشیہ چھپنے ہے وہ کیا ہے : ۵۸ : ۳ والے / ہوا ہے)		
۳۴	۵۰	ب - ۳	مروج
۳۸	۵۶	(مستقلہ حاشیہ) زکات	زکات
۳۹	۶۰	(حاشیہ جو چھپنے ہے وہ کیا ہے : ایسی سن کہہ ایسے ہے کہہ	
۴۳	۵۰	۳ - ۵	

لیکات (محمود آباد/سرگرم)

۵۵ : ۹۶ : ۱ : (عاشق جو ہونا چاہیے : نسبت :)
(علم/نیل)

۵۶ : عاشق : ۹۶ : ۲ : ضرورت خود/دود کی طرح

۵۷ : عاشق : ۹۶ : ۳ : ہے چاہے میرا ہے چلوں/ہے کرتا ہے

لیکات روشن =

۵۴	نسبت ۳۶ = ۱	مگر	مگر	۵۴
۵۵	نسبت ۲ = ۱	لو	لو	۵۵
۵۶	نسبت ۹	لغز	لغز	۵۶
۵۷	نسبت ۲۳	کک	کک	۵۷
۵۸	۲۳	۵۸		۵۸
۹۳	۲ = ۱	مگر دانا	مگر دانا	۹۳
۹۴	۳ = ۱	لاہر پالاج	لاہر پالاج	۹۴
۹۵	۳ = ۱	کڑ	کڑ	۹۵
۹۶	۵ = ۱	عبط	عبط	۹۶
لیکات	لیکات	صوبہ	صوبہ	لیکات
۱۰۰	۹ = ۱	مہکسو	مہکسو	۱۰۰
۱۰۱	۹ = ۱	شملہ و دستار	شملہ و دستار	۱۰۱
۱۰۲	۹ = ۱	مے	مے	۱۰۲
۱۰۳	۱۱ = ۱	شیرہ	شیرہ	۱۰۳
لیکات	لیکات	عطر	عطر	لیکات
۱۰۴	۱۲ = ۱	خلوہ کر	خلوہ کر	۱۰۴
۱۰۵	۱۲ = ۱	جم	جم	۱۰۵
۱۰۶	۱۵ = ۱	نود	نود	۱۰۶
۱۰۷	۱۶ = ۱	نبا	نبا	۱۰۷
۱۰۸	۱۷ = ۱	نکال	نکال	۱۰۸
۱۰۹	۱۸ = ۱	حواب کران	حواب کران	۱۰۹
۱۱۰	۱۸ = ۱	حواب	حواب	۱۱۰
۱۱۱	۱۸ = ۱	شوق	شوق	۱۱۱
۱۱۲	۲۰ = ۱	کشتہ	کشتہ	۱۱۲
۱۱۳	۲۱ = ۱	را	را	۱۱۳
۱۱۴	۲۵ = ۱	ارار	ارار	۱۱۴
۱۱۵	۲۷ = ۱	چلای	چلای	۱۱۵

۱۸۷. ۴ (بہارِ فلسفہ میں، ص ۶۳۔۶۴) میں لکھتے ہیں کہ:
- میرا تو یہونا چاہیے۔
۱۸۸. ۶ (”فلسفہ“ شجراتی کے فرق کے حوالہ، ص ۷۰۔۷۱)
۱۸۹. ۱۰۵ (”بہارِ فلسفہ“ میں، غزل کا کبیر، ص ۱۰۵)
۱۹۰. ۱۰۵ (”بہارِ فلسفہ“ میں، غزل کا کبیر، ص ۱۰۵)

میرا تو یہونا چاہیے۔

تصحيح فريد

صفحہ	صفحہ	عقلم	صحیح
۳۷	۳۷	عقلم	عقلم
۳۸	۳۸	عقلم	عقلم
۳۹	۳۹	عقلم	عقلم
۴۰	۴۰	عقلم	عقلم
۴۱	۴۱	عقلم	عقلم
۴۲	۴۲	عقلم	عقلم
۴۳	۴۳	عقلم	عقلم
۴۴	۴۴	عقلم	عقلم
۴۵	۴۵	عقلم	عقلم
۴۶	۴۶	عقلم	عقلم
۴۷	۴۷	عقلم	عقلم
۴۸	۴۸	عقلم	عقلم
۴۹	۴۹	عقلم	عقلم
۵۰	۵۰	عقلم	عقلم
۵۱	۵۱	عقلم	عقلم

www.ck12.org

۸	۱	سجن پلور سجن	سجن پلور سجن
۲۸	۶	سلاج، یوده گه	سلاج، یوده گه
۳۴	۱۰	الون	الون
۳۶	۱	لپ، پا	لپ، پا
۳۶	(جائید)	(پوه، = الپ، لستور)	
		لوملوی، سیر، دایا / لپ، پا	
		(پوه، = لپ، لستور) لوملوی	
		سیر، سیر، پا / پلور، پا	
۳۸	۱	لپ	لپ

موضوع	سطر	خط	صحیح
۱۶۶	۶	اتم	ایم
۱۶۷	۱۵	فرافطر	فوق فطر
۱۶۹	۳	خالپ	خالپ
۱۷۰	۷	بہ سونڈ	یہون
۱۷۲	۵	شیوہ اجڑ	شیوہ اجڑ
۱۷۳	۵	فر ڈالہ	دودالہ
۱۷۴	۲۱	۵	۷
۱۷۵	۱۵	چوڑ	چوڑ
۱۷۶	۳	منارید	منارید
۱۷۷	۳	رقم	رقم
۱۷۸	۲۲	مطارو	مطارو
		مطارو	مطارو
۱۷۸	۱۰	امکام الحکم	امکام الحکم
۱۷۸		تمت	تحت
۱۷۹	۳	برفش	گرفش

تعلیقات

۱۷۶	۳	اکھ	اکھ
۱۷۱	۳	فرخیر	فرخ
۱۷۳	۷	لاکھ	لاکھ
۱۷۷	۱۰	حالیہ سطر ۱۰	اصلاح
۱۷۸	۳	تعلیم خط	تعلیم خط
۱۷۹	۲۰	پانی	پانی
۱۸۰	۲	پرا	پرا
۱۸۱	۱۱	حالیہ سطر ۱۱	پانی
۱۸۲	۵	ترا	ترا
۱۸۹	۱	حلیل	حلیل
۱۸۹	۱۳	کونو	کونو
۱۹۳	۱۱	ہیز	ہیز
۱۹۴	۱۲	لیکن	لیکن
۱۹۴	۱۳	اسطہ شہرانی	اسطہ شہرانی
۱۹۶	۸	طاع	طاع
۱۹۶	۸	مواد فکری	مواد فکری
۱۹۸	۵	ونطیر	ونطیر

صفحہ	سطر	خط	صحیح
۱۶۶	۱۲	۴	۴
۱۶۶	۱۳	شکستگر	شکستگر
۱۷۰	۳	چوڑا بھاب	چوڑا بھاب
۱۷۰	۵	بھاب	بھاب
۱۷۳	۶	بھاب	بھاب
۱۷۳	۱۶	دوگر	دوگر
۱۷۵	۵	نورج	نورج
۱۷۵	۱۳	برائین	برائین
۱۷۶	۱۱	گھٹ	گھٹ
۱۸۵	۴	آگ	آگ
۱۸۱	۱۳	آگ	آگ
۱۸۳	۳	با	با
۱۸۳	۱۵	۴	۴
۱۸۵	۵	مور	مور
	۱	آگ	آگ
۱۸۶	۱۵	مور	مور
۱۸۷	۱۶	مور	مور
۱۸۹	۵	وارن	وارن
۱۹۲	۶	بھاب	بھاب
۱۹۶	۱۵	ہاتھ	ہاتھ
۱۹۸	۵	راہ	راہ
۲۰۰	۳	لوک	لوک
۲۰۲	۳	وہ	وہ
۲۰۳	۶	وہ	وہ
۲۰۵	۱۱	آگ	آگ
۲۰۶	۱	کر	کر
۲۱۷	۱۰	مور	مور
۲۳۷	۳۶	مور	مور
۲۳۹	۱۶	مور	مور
۲۴۰	۱۱	مور	مور
۲۴۷	۱۱	مور	مور

صفحہ	لفظ	سطر	نمبر
نہروند	نہروند	۵	۲۵۸
نہند	نہند	۱۶	۲۵۸
نہان	نہان	۲	۲۵۹
نہ	نہ	۳	۲۵۹
نہیا	نہیا	۲۵	۲۵۹
نہیا	نہیا	۵	۲۵۱
نہی	نہی	۲۳	۲۵۱
نہا	نہا	۳	۲۵۶
نہشتہ	نہشتہ	۱۰	۲۵۴
نہ	نہ	۱۳	۲۵۴
نہروند	نہروند	۹	۲۵۴
نہ	نہ	۱۴	۲۵۴
نہروز	نہروز	۱۶	۲۵۴
نہ	نہ	۱۵	۲۵۴
نہم زدہ	نہم زدہ	۱۶	۲۵۵
نہانچے	نہانچے		
نہروان	نہروان	۲۲	۲۵۵
نہدہ	نہدہ	۲۶	۲۵۵
نہروان	نہروان	۱۸	۲۵۶
نہم زدہ	نہم زدہ	۲۴	۲۵۶
نہ	نہ	۲۵	۲۶۴
نہ	نہ	۲۵	۲۶۴
نہنام	نہنام	۱	۲۶۴
نہروان	نہروان	۱	۲۶۴

توضیح

کئی دھما کے اہل سن کے اردو اشعار میں طبعیت کی یہ اصطلاحیں
 رہ گئی ہیں ان کی تصحیح زیادہ طور پر تعلقات میں کی جا چکی ہے۔
 مطلقے اور تعلقات کی معمولی طبعانی اصطلاح و طبعی شواہد
 وغیرہ کی، جو عام لہجے کے لیے بھی خود واضح ہیں غلط لہجے میں
 شامل نہیں کی گئیں، البتہ سن کی تمام چھوٹی بڑی طبعانی اصطلاح کی
 نشاندہی اور تصحیح کر دی گئی ہے۔

وزیر الحسن عابدی